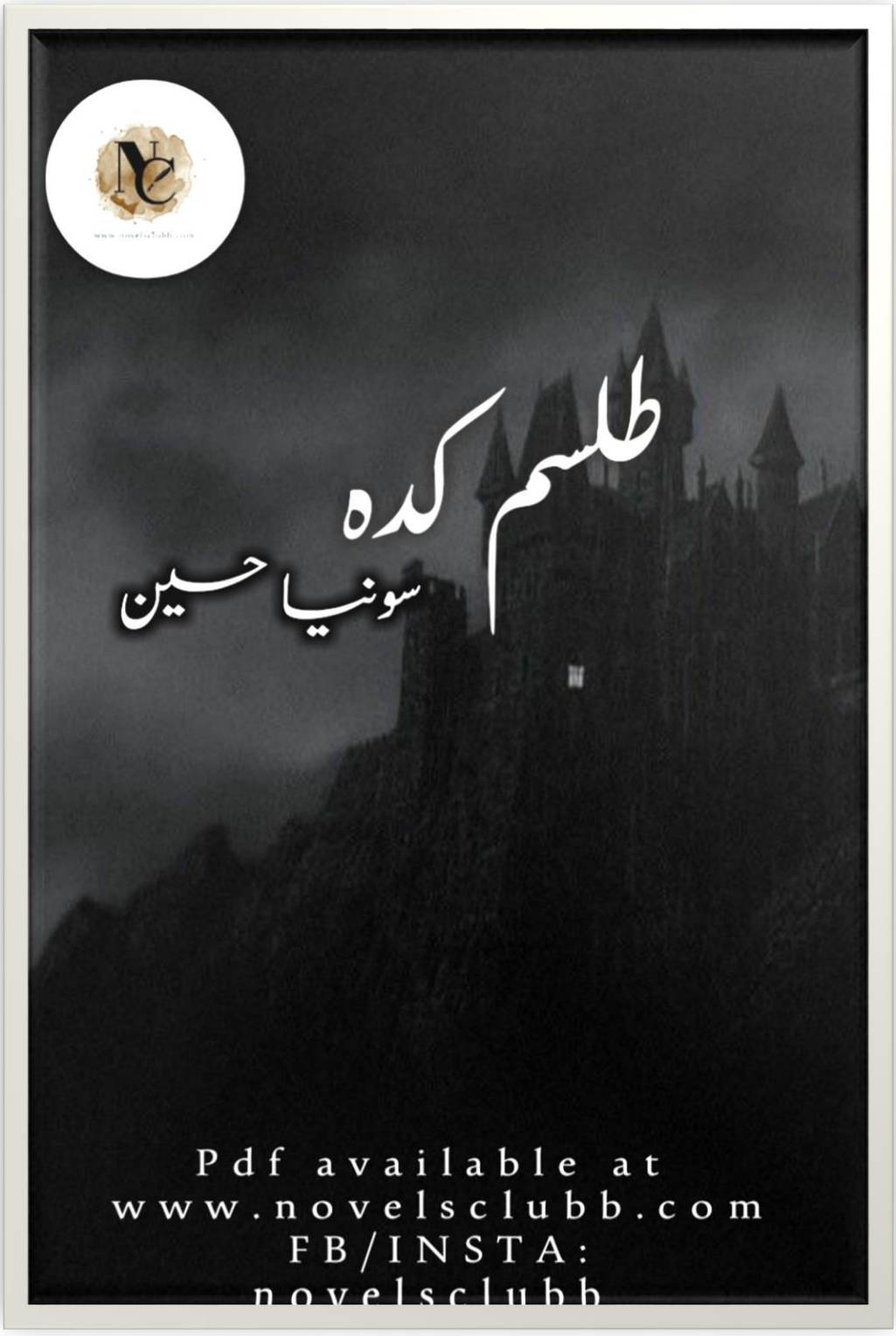
طلسم کدہ
سونیا حسین
Pdf available at
www.novelsclubb.com
FB/INSTA:
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

طلسم کدہ

از

سونیا حسین

www.novelsclubb.com

ء جنوبی افریقہ کی دور دراز کی پہاڑی وادیاں 1251

وہ بہت خوبصورت تھا اپنے جیسوں سے بالکل الگ سادہ معصوم اور شرمیلا.... تھا تو وہ اپنے علاقے کے سب سے بڑے اور جنگجو قبیلے کے بہادر سردار کا بیٹا جس کے نام سے دور دراز قبیلوں والے بھی کانپتے تھے۔ مگر وہ اپنے سخت گیر باپ سے بالکل الگ تھا جہاں اسکے ساتھی لڑکے کھیل کود میں بھی جنگی مشقیں کرتے تھے۔ وہاں وہ جنگلوں بیابانوں کی خاک چھانتا تھا ہمیشہ کچھ نئے کی تلاش میں رہتا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ بہادر یا جنگجو نہیں تھا۔ طاقتور تو اتنا تھا کہ اکیلا ہاتھی کا شکار کر لیتا تھا۔ بس یہ تھا کہ وہ یکسانیت سے اکتا گیا تھا اسلئے نئے نئے راز جاننے کی کوشش میں کئی کئی دن جنگلوں میں بھٹکتا رہتا۔ اس کے باپ نے کئی بار اسے منع کیا تھا کہ وہ زیادہ دور نہ جایا کرے کسی دن کسی دشمن کی یا آدم خوروں کے قبیلے کے کسی فرد کی اس پر نظر پڑ

گئی تو قبیلے کا عظیم نقصان ہو جائے گا۔ مگر وہ ان سنی کر دیتا۔ انہی دنوں اس نے قبیلے کے پرانے جوتشی کو کسی سے کہتے سنا کہ صحرا میں سورج ڈھلنے سے پہلے جو بگولے اڑتے ہیں ان بگولوں کی ایک خاص سمت ہوتی ہے ان میں ایک بگولہ دوسری دنیا کا دروازہ ہوتا ہے مگر اسے ڈھونڈنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ بگولے بہت تیزی سے سفر کرتے ہیں ان میں ایک خاص بگولے کو ڈھونڈ کر اس میں سمانا ناممکن ہے۔ اس بگولے کی خاص پہچان یہ ہے کہ اس میں کرنوں کے ساتوں رنگ ہوتے ہیں جو صرف ایک پل کے لئے نظر آتے ہیں اور پھر وہ بگولہ بھی دوسرے بگولوں کے ساتھ تیزی سے گزر جاتا ہے۔ اب اسے اس خاص بگولے کی تلاش تھی مگر کئی دنوں کی کوشش کے باوجود وہ اس بگولے کی تلاش میں ناکام ہو رہا تھا۔ آج بھی وہ ریت کے ایک ٹیلے پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ سورج کی طرف اسکی پشت تھی اور نظر بلا ارادہ سامنے اٹھی تو اسے اڑتے ہوئے بگولوں میں سے ایک میں قوس قزح کے رنگوں کی ہلکی سی جھلک دکھی اور جب تک وہ وہاں پہنچا بگولے کہیں کے کہیں

www.novelsclubb.com

پہنچ چکے تھے۔ لیکن آج اس نے یہ راز پالیا تھا کہ کرنوں والا دوسری دنیا کا دروازہ مغرب سے نظر آتا ہے۔ اگلے دن اس نے پوری تیاری کے ساتھ آنے کا فیصلہ کیا اور گھر واپس چلا گیا۔ گھر پہ کسی کو نہیں بتایا کہ وہ یقین نہ کرتے بلکہ الٹا اسے باندھ لیتے۔ اگلے دن وہ وقت سے پہلے اس مخصوص جگہ پہ پہنچ گیا جہاں کل اس نے رنگ دیکھے تھے۔ اور وہی ہوا جیسے ہی بگولے اڑے وہ تیزی سے پاس گیا اور بھاگ کے کرنوں میں سما گیا۔ ایک پل کے لئے اسے یوں لگا جیسے وہ اندھا ہو گیا ہو آنکھوں میں ریت چلی گئی تھی اور جیسے ہی اس نے آنکھیں مل کے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اسکے سامنے ایک نئی دنیا تھی۔ اور حیران کن منظر تھا۔

www.novelsclubb.com

.----------

.----------

----------2020ء نیویارک امریکہ

رات کا ٹائم تھا فضا میں ہلکی سی خنکی تھی وہ آج پھر لیٹ ہو چکی تھی اور بھوک سے بے حال تھی سارا دن سٹور پہ کھڑے ہو کے کام کرتے ہوئے اسکی کمر اکڑ گئی تھی اوپر سے اونر کی بکواس سن سن کے کان پک گئے تھے اور اب جلدی جلدی چل رہی تھی تاکہ جا کے گھر جا کے کچھ کھا کے آرام کر سکے۔ وہ یہاں سکالرشپ پہ پڑھنے کیلئے آئی تھی۔ پڑھائی کا خرچہ تو یونیورسٹی کے ذمے تھا مگر اپنے گزارے کیلئے اسے پارٹ ٹائم جاب کرنا پڑتی تھی کیونکہ اسکی سوتیلی ماں نے اسے خرچہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ وہ غریب گھر سے تھی۔ اسکے باپ کی شپنگ کمپنی تھی اور وہ دوسرے ممالک کے دوروں پہ رہتا تھا۔ وہ پندرہ سال کی تھی جب اسکی والدہ کے انتقال کے بعد اسکے باپ نے اسکی آیا کے ساتھ دوسری شادی کر لی تھی تاکہ اسے ماں کی کمی محسوس نہ ہو۔ مگر آیا ماں کی بجائے سیٹھ کی بیوی بن گئی اور اس پر سختی کرنے لگی خود سارا ٹائم پارٹیز کلب اور جوئے خانوں میں گزارنے لگی نئے نئے پیسے کا چسکہ لگا تھا تو ایلیٹ کلاس میں ایڈجسٹ ہونے کے شوق میں اس کلاس کی

www.novelsclubb.com

دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی وہ بھی ہنس کی چال چلنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔اپنے بھوکے ننگے رشتے داروں کو انیکسی میں پناہ دے دی تھی جہاں سیٹھ کے مال پہ عیاشیاں ہو رہی تھی اور اسکے لفنگے رشتے دار کوٹھی کے اندر تک گھس آئے تھے ایک دو نے اسکے ساتھ بد تمیزی کرنے کی کوشش کی تھی جس کی سزا ان کو ہڈیاں ٹوٹنے کی صورت میں ملی تھی۔کیونکہ وہ مارشل آرٹ میں دس سال کی عمر سے بلیک بیلٹ تھی۔اسکی سوتیلی ماں سے اپنے لفنگے رشتے داروں کی توہین برداشت نہیں ہوئی تھی اور اسکے باپ کے سامنے جھوٹی سچی لگا کے اسے پاکستان سے امریکہ پڑھنے بھیج دیا تھا۔باپ کے ساتھ اسکی پہلے بھی بے تکلفی نہیں تھی اور جب سے انہوں نے اسکی بات سنے بغیر اسے امریکہ روانگی کا حکم دیا تو وہ باپ سے اور بھی بد ظن ہو گئی تھی اسی بات کا فائدہ اٹھا کے اسکے سوتیلی ماں نے اسکے باپ سے یہ بھی کہلوا دیا تھا کہ وہ اپنا خرچا خود اٹھائے گی تاکہ اسے ذمہ داری کا احساس ہو ۔صد شکر کہ نیویارک میں اسکی ماں کے نام پہ فلیٹ تھا اور اسکے خود کے اکاؤنٹ

www.novelsclubb.com

میں بھی اچھی خاصی رقم تھی جسے اس نے انتہائی ضرورت کے لئے رکھ کے جاب سٹارٹ کر دی تھی۔اسے یہاں آئے چھ مہینے ہو گئے تھے مگر اس نے کسی سے دوستی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔بس یونی سے گھر اور پھر جاب پہ۔یہ سٹور اسکے گھر سے پندرہ منٹ کی دوری پہ تھا اسلئے وہ پیدل آتی جاتی تھی۔برفباری کا موسم شروع ہونے والا تھا اسلئے سٹور پہ بھی معمول سے زیادہ رش تھا اور وہ اکثر ہی لیٹ ہو جاتی تھی۔آج بھی وہ جلدی جلدی جا رہی تھی کہ کچھ سیاہ فام اسکا راستہ روک کے کھڑے ہو گئے۔اس نے کترا کے گزرنا چاہا مگر وہ اس کے ساتھ بدتمیزی کرنے لگے اور پھر اسکی بس ہو گئی۔تھکن اور بھوک نے اسکا دماغ مزید گرم کر دیا اور وہ ان سب کو جی لگا کے دھونے لگی وہ لوگ تو بس گلیوں میں لوگوں کو ڈرا کے لوٹ مار کرتے تھے کبھی کسی نے مزاحمت نہیں کی تھی مگر یہ لڑکی تو جونک کی طرح چمٹ گئی تھی ان کو۔اب وہ لوگ بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ گھیر گھیر کے مار رہی تھی۔اتنے میں اسکی آنکھوں کے سامنے تیز روشنی کا جھماکہ ہوا اور

www.novelsclubb.com

جیسے ہی اس نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھے لٹیروں کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔اور وہ تو حیران ہو کے سامنے کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔جہاں اچانک روشنی کے جھماکے سے ایک عجیب حلیئے کا کوئی یونانی دیوتا ظاہر ہوا تھا جس نے پرانے زمانے کے جنگلیوں جیسا گھٹنوں تک آتا چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا جس پر بیش قیمت ہیرے لگے ہوئے تھے۔وہ چل کر پاس آیا تو وہ سمجھی کہ شاید یہ بھی لٹیروں کا ساتھی ہے اور اسکا دھیان بٹانے کو کوئی شعبدہ دکھایا ہے۔اسی لئے اس نے پیچھے ہٹ کر فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی جسے اس آدمی نے راستے میں ہی روک کر ناکام بنا دیا۔تھوڑی دیر تک تو وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پائی کہ ہوا کیا ہے کیونکہ اس نے جیسے ہی جمپ لگایا اس آدمی نے اسے کیچ کر لیا تھا اور اب وہ اس سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ بجائے چھوڑنے کے کسی اجنبی زبان میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔قریب تھا کہ غصے میں اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگتا اس نے اسے چھوڑ دیا۔اور وہ زیر لب اسے گالیاں دیتی گھر کو بھاگی یہ دیکھے بغیر کہ وہ بھی اسکے پیچھے بھاگنے لگا تھا

www.novelsclubb.com

****

وہ وہاں سے ایسے سرپٹ بھاگی تھی کہ جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔گھر آ کے بھی کافی دیر صوفے پہ بیٹھی سانس درست کرتی رہی اور ساتھ ہی اس غیر معمولی طاقت والے عجیب انسان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اسکی فلائنگ کک کے سامنے اچھے اچھے نہیں ٹِک پاتے تھے مگر اس آدمی نے اسے کسی کھلونے کی طرح کیچ کر لیا تھا۔اسے رہ رہ کے غصہ آ رہا تھا اس پر۔

صبح یونی بھی جانا تھا اسلئے سارے خیال جھٹک کر پاستہ بنایا اور آدھا کھا کر باقی آدھا فریج میں رکھ کے سونے چلی گئی۔آدھی رات کو کسی کھٹکے سے اسکی آنکھ کھلی۔پہلے تو وہم سمجھ کے کروٹ بدل کے سونے لگی لیکن مسلسل آتی چپڑ چپڑ کی آوازوں نے اسکا ذہن مکمل بیدار کر دیا۔آہستہ سے بیڈ سے اٹھی اور بنا آواز کئے لاؤنج میں آ کے صوفے کے پیچھے چھپایا ہوا ڈنڈا اٹھا کے آواز کا تعین کر کے دبے پاؤں کچن کی طرف بڑھی۔

چور ڈائننگ ٹیبل کے اوپر چڑھ کے بیٹھا اندھیرے میں ہی ٹیبل پہ کچھ رکھ کے چپڑ چپڑ کر رہا تھا۔اس نے ایک ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کے دوسرے سے لائٹ جلائی اور جیسے ہی ڈنڈا اوپر اٹھا کے چور کے سر پہ مارنے لگی اسی دم چور لائٹ سے بدک کر پیچھے پلٹا۔

چور کو دیکھ کے حیرت کے مارے اسکا ڈنڈے والا ہاتھ ہوا میں ہی اٹھا رہ گیا تھا۔ کیونکہ چور وہی پراسرار اور طاقتور آدمی تھا جس نے اسے ہوا میں دبوچ لیا تھا۔

تم.....وہ غصے اور حیرت کی شدت سے چلائی۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں گھسنے کی۔اور میرے کچن میں بیٹھ کے میرا کھانا کھانے کی۔کہتے ساتھ اس نے پاستے کا پیالہ اٹھا کے اسکے سر پہ الٹ دیا۔وہ جو دونوں ہاتھوں سے ٹھنڈے ڈبے میں سے نکال کے وہ مزیدار سی چیز کھا رہا تھا سر پہ پیالہ الٹنے سے بوکھلا کے کھڑا ہو گیا۔

میں پوچھتی ہوں کہ تم ہو کون اور اندر کیسے آئے جواب دو ورنہ میں پولیس کو بلوا لوں گی۔پہلے اردو میں چیخ چیخ کے اب انگلش میں پوچھ رہی تھی۔ مگر اسے کچھ سمجھ میں آتا تو وہ جواب دیتا۔۔وہ اپنی زبان میں کچھ بولے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر اسکے ساتھ دماغ کھپانے کے بعد وہ سمجھ گئی تھی کہ یا تو اسے واقعی ہی اسکی سمجھ نہیں آئی تھی یا وہ اسے بیوقوف بنا رہا تھا۔

تنگ آ کے اس نے پولیس کو کال کر دی تھی۔اور ان کے آنے تک اس نے کیسے اس شخص کو برداشت کیا تھا یہ تو وہی جانتی تھی۔ہاں اگر وہ جان پاتی کہ مستقبل میں وہ اس کے ساتھ کیسے کیسے سفر کرنے والی ہے تو شاید اسے کبھی نہ دھتکارتی۔

www.novelsclubb.com

یہ کچھ دن بعد کی بات ہے وہ دوسرے دن کے بعد سے ہی اس آدمی کو بھول چکی تھی۔پولیس کے اس آدمی کو لے جانے کے اگلے دن اس کے بارے میں بہت کچھ

خبروں میں آیا تھا۔ کہا جا رہا تھا کہ وہ ٹائم ٹریولنگ کر کے مستقبل میں آیا ہے۔ اسے پرانی زبانوں کے ماہرین کے حوالے کر دیا گیا تھا اور یہ ثابت ہونے پر کہ وہ واقعی ماضی کا انسان ہے۔ اسے دنیا کے تمام ممالک کے لئے ویزا جاری کر دیا گیا تھا۔ اور وہ کہیں بھی آ جا سکتا تھا اس پر سے پابندی ہٹا دی گئی تھی اور اسے جی پی ایس ڈیوائس دے دی گئی تھی تاکہ وہ کہیں کھو نہ جائے۔

آج بھی وہ جلدی سو گئی تھی کیونکہ صبح اسے جلدی اٹھ کے اسائنمنٹ جمع کروانے جانا تھا۔

رات اسکی کسی کھٹکے سے آنکھ کھلی تھی۔ جیسے ہی وہ کچن میں آئی وہاں کی حالت دیکھ کے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی۔ وہی آدمی فریج کے پاس کھڑا تھا اور فریج میں سے ساری چیزیں نکال نکال کے باہر پھینک رہا تھا۔

اس نے جا کے اس کے سر میں ڈنڈا دے مارا اور چلائی۔ کمینے چور تم آج پھر آ گئے ۔ وہ جو ڈنڈا لگنے پہ پیچھے مڑا تھا بغیر کوئی رد عمل دیئے اپنی قدیم افریقی زبان میں

فریج کی طرف اشارہ کر کے اس سے کچھ پوچھنے لگا۔

ارے منحوس میں پوچھ رہی ہوں کہ تم یہاں آئے کیسے چور کے بچے اور میرے کچن کا کیا حال کیا ہے؟

اور وہ ابھی بھی اس سے کچھ پوچھے جا رہا تھا کبھی منہ کی طرف اشارہ کرتا اور کبھی سر کی طرف۔اس نے پھر سے ہیلپ لائن پہ کال کر کے پولیس کو اسکی وہاں موجودگی کا بتایا تھا۔

ان لوگوں کے آنے تک وہ ڈنڈا ہاتھ میں لیے اسے گھورتی رہی۔

اور پولیس کے ساتھ ٹرانسلیٹر کو دیکھ کے اسے سکون ملا تھا۔آفیسر اسے پوچھیں یہ رات کے اس پہر یہاں کیا کر رہا ہے؟اور یہ اندر کیسے آیا؟ٹرانسلیٹر نے آگے ہو کے اس سے بات کی۔اور جو اس نے بتایا وہ سن کے سب کی ہنسی نکل گئی۔

میڈم یہ آپکے پاس کھانا کھانے آیا ہے۔اسکا کہنا ہے کہ جو اس دن اس نے آپ کے اس ٹھنڈے ڈبے سے کھایا تھا اسے وہ چاہئیے۔اس نے فریج کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔واٹ ٹھنڈا ڈبہ ؟؟؟سیر ئیسلی !اس نے دانت پیسے۔ویسے مجھے نہیں یاد کہ اس دن کیا بنایا تھا میں نے۔اور اس سے پوچھیں کہاں سے آیا یہ اندر؟وہ گھورتے ہوئے بولی۔جیسے اس آدمی نے پوچھا تو اُس نے لاؤنج کی بالکنی کی طرف اشارہ کیا۔کیا مطلب یہ پائپ سے چڑھ کے میری بالکنی میں اترا؟مگر اسکو کیسے پتا میں یہاں رہتی ہوں؟میں نے اس دن اسکا پیچھا کیا تھا جب یہ مجھ سے ڈر کے بھاگی تھی۔اور اسکو کھانا کھا کر اس ڈبے (فریج) میں رکھتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔تو جب یہ سو گئی تو میں نکال کے کھانے لگا مگر تب تک یہ آگئی اور اس نے برتن میرے سر پہ الٹ دیا۔جب اس ٹرانسلیٹر نے اس سے پوچھا تو اس نے تفصیل بتادی۔اف خدایا۔اب اسکو یہاں سے لے جائیں اور آئندہ یہ یہاں نہ نظر آئے ورنہ میں اسکو قتل کر دوں گی۔وہ دانت پیس کر بولی۔پولیس والوں نے اسے ساتھ لیجانے کی کوشش کی مگر وہ

www.novelsclubb.com

کھانا کھائے بغیر ہلنے کو تیار نہیں تھا۔ سو اسے مجبوراً اس کیلئے پاستہ بنانا پڑا۔ یہ لو کھاؤ اور دفع ہو جاؤ۔ پیالہ اس کے آگے پٹخ کر غصے سے اسے گھور کر بولی۔

*****

ان لوگوں کے جانے کے بعد وہ کافی دیر کڑھتی رہی تھی۔ نیند تو خراب ہو گئی تھی فجر کا ٹائم بھی ہونے والا تھا تو سر جھٹک کر وضو کرنے چلی گئی۔

تیسرے دن وہ لوگ پھر آدھمکے تھے۔ بیل ہوئی تو اس نے جا کے دروازہ کھولا سامنے ہی پولیس والوں کے ساتھ اسی پرانے زمانے کے جنگلی کو دیکھ کے اسکا منہ کڑوا ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

جھٹ سے دوازہ بند کرنے لگی تو ایک پولیس والا آگے بڑھا میڈم پلیز.....اب کیا ہے؟ اب یہ نہ کہنا کہ پھر سے پاستہ کھلانے لائے ہو اس نمونے کو۔

وہ پولیس والے کے گلے پڑ گئی۔یس میڈم ایسا ہی ہے مگر ہم آپکو پے کریں گے۔تو جا کے کسی ہوٹل میں پے کر کے کھلاؤ میں نے کوئی پاستہ ریسٹورنٹ کھولا ہوا ہے؟سوری میڈم ہم سب کچھ کر کے دیکھ چکے ہیں مگر اسکو کسی کے ہاتھ کا پاستہ پسند نہیں آیا ہم مجبور ہو کے آئے ہیں آپکے پاس۔تین دن سے سارے نیویارک کے ہوٹل اور ریسٹورنٹ چیک کر چکے ہیں۔

کسی لیڈی شیف سے بنوا کے دینا تھا ہو سکتا ہے یہ ٹھرکی ہو اور عورتوں کے ہاتھ کا کھانا پسند کرتا ہو۔اسکی سادگی سے کہی بات پہ سارجنٹ نے اپنی ہنسی دبائی۔

نہیں میڈم ایسا کچھ نہیں ہے۔اچھا یہ تو بتاؤ اسکو اتنا پروٹوکول کیوں دے رہے؟

اصل میں حکومت اس پہ ریسرچ کر رہی ہے۔اس کے لباس پہ بیش قیمت ہیرے لگے ہوئے تھے جن کی مالیت اربوں ڈالرز کی ہے۔حکومت کے نمائندوں کا خیال ہے کہ اس سے اس جگہ کا پتہ دریافت کیا جائے جہاں سے یہ آیا ہے۔

ہمم مطلب کہ خزانے کا چکر ہے۔جی ہاں آپ خود سوچو چند ہیرے اتنے قیمتی ہیں اگر پورا خزانہ مل جائے تو کیا بات ہو۔اس لئے اسکی ساری الٹی سیدھی فرمائشیں ماننے پہ مجبور ہیں ہم۔جب تک کہ ایکسپرٹس کی ٹیم نہیں تیار ہو جاتی۔

اچھا تو اب مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میڈم ہمارے آفیسرز کا کہنا ہے کہ آپ اسے کچھ دن اپنے پاس رکھ لیں۔اس کے بدلے آپکو معقول معاوضہ دیا جائے گا۔

فکر نہ کریں یہ آپکو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا بالکل بچوں کی طرح معصوم ہے۔

ارے آپ لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آرہی۔میں ان سب میں نہیں پڑنا چاہتی آپ لوگ پلیز جائیں یہاں سے۔دیکھیں میڈم! نہیں مجھے کچھ نہیں دیکھنا۔کہہ کر اس نے پولیس والوں کے منہ پہ دروازہ بند کر دیا۔اور کمرے میں جا کے کانوں پہ تکیہ رکھ کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

مسلسل بیل کی آواز نے اسکا دماغ خراب کر دیا تھا وہ غصے سے اٹھی اور جا کے دروازہ کھولا۔آفیسر آپ جاتے ہیں یا آپ چاہتے ہیں میں آپ پہ ہراسمنٹ کا کیس کروں؟ میڈم پلیز اسکو کھانا دے دیں ہم ابھی چلے جائیں گے۔

وہ غصے میں اندر گئی اور صبح کیلئے بچا کے رکھی ہوئی فل سپائسی بریانی کی پلیٹ لا کے آفیسر کے ہاتھ میں تھمادی اور ٹھک سے دروازہ بند کر لیا۔

اگلی صبح جیسے ہی یونی جانے کیلئے دروازہ کھولا تو وہ جو دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کے سویا ہوا تھا لڑھک کے اندر آ گرا اور جلدی سے اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔پہلے تو اسے دیکھ کے بہت غصہ آیا دل کیا ٹھڈا مار کے باہر پھینک دے مگر پھر ترس آ گیا۔اسے اندر لے جا کے بٹھایا پاستہ بنا کے اس کے آگے رکھا اور خود کچھ سوچ کر یونی جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے پولیس ہیڈ کوارٹر کی طرف چل دی۔

آیئے میڈم آپ نے منع کر دیا تھا وہاں پولیس کو آنے سے۔یہ لوگ تو واپس آ گئے لیکن وہ نہیں آیا آپ کے دروازے کے آگے بیٹھ گیا تھا۔ویسے رات اچھا مذاق ..... کیا آپ نے

کیوں میں نے کیا کر دیا؟ وہ آفیسر کو گھورتی ہوئی پوچھنے لگی؟

آپ نے تیز مرچوں والے چاول دے دیئے۔رات کو اس نے تھوڑے سے کھائے تو بیچارے کی ناک اور آنکھوں سے پانی آ گیا۔پورا جگ پانی کا پینے کے بعد بھی جب مرچیں نہیں گئی تو اس نے جا کے ہوٹل کے سوئمنگ پول میں چھلانگ لگا دی۔اور کوئی دس منٹ ڈبکیاں لگاتا رہا۔

ہاں تو وہ میں نے اپنے لئے بنائے تھے اور یہ لوگ آدھی رات کو مانگنے پہنچ گئے۔وہ غصے سے بولی۔میڈم پلیز تھوڑا کمپرومائز کر لیں ہم آپکو ہر طرح کی سہولت دینے کو تیار ہیں آپکے اکاؤنٹ میں جتنے چاہیں پیسے ٹرانسفر کر دیتے ہیں آپ بس اسکو ساتھ رکھ کر ماضی میں جانے کا راز دریافت کریں۔

یہ آپکا بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔آپ اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کریں گھومیں پھریں جس ملک جانا چاہیں ہم انتظام کر دیں گے بس اسکو اپنے ساتھ مانوس کر کے راز نکلوائیں۔ ہمم (تم انگریز کتے ہوتے ہو جدھر فائدہ دیکھا وہاں اپنی ماؤں کو بھی بیچ دو۔ مگر اس بار پالا پاکستانی سے پڑا ہے تم لوگ اب دیکھتے جاؤ)اور میری سٹڈیز؟دل میں ان کو گالیاں دیتی بظاہر ہنس کر سوال پوچھا

آپکو اعزازی ڈگری دی جائے گی آپ بس ہمارا کام کریں۔ ہمم تو ٹھیک ہے آپ لوگ میرے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ ڈالرز ٹرانسفر کر دیں اور ساتھ مصر کا ٹور ہم دونوں کیلئے۔ہو سکتا ہے وہاں کے صحراؤں میں کوئی بھٹکی ہوئی روح ہمارے کام آجائے۔اور اگر وہاں کام نہ بنا تو انڈیا جائیں گے وہاں بھی سادھو سنت بہت ہیں۔وہ دل میں حساب لگاتے ہوئے بولی۔وہ سب تو ٹھیک ہے مگر میڈم ایک کروڑ ڈالرز؟

www.novelsclubb.com

ہاں تو آپکے فائدے کیلئے ہی ہے۔ابھی اسکو شاپنگ بھی کروانی اور بھی بہت سے خرچے ہیں۔اور ویسے بھی اسکے لباس سے جو ہیرے ملے وہ کم سے کم بھی اربوں ڈالرز کے ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے ہم انتظام کرتے ہیں آپ تیاری کریں۔پیسے آدھے گھنٹے میں آپکو ٹرانسفر ہو جائیں گے۔

تو ٹھیک ہے ڈیل ڈن ابھی ہم مصر جا رہے ہیں دوران آپ لوگ میری ڈگری تیار رکھنا۔اوکے میڈم ڈن

وہاں سے نکل کے وہ گھر کی طرف چل دی اور ساتھ ساتھ اگلا لائحہ عمل سوچنے لگی۔ مصر اور انڈیا دیکھنے کا اسے شوق تھا سو اس نے اپنا کام نکلوا لیا تھا۔اب سے اس جنگلی کو بھی انسان بنانا تھا

گھر پہنچی تو وہ غائب تھا۔ارے کدھر گیا یہ جنگلی۔ جلدی سے آگے بڑھ کر لاؤنج میں دیکھا تو وہ کارپٹ پہ آڑھا ترچھا سویا ہوا تھا۔آگے بڑھ کے اسے ہلا کر بولی اوئے اٹھو میرے اے ٹی ایم کارڈ ایڈونچر کا ٹائم ہو گیا ہے۔

وہ بیچارہ ہڑبڑا کے کچی نیند سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا

اسے اٹھا کے فریش ہونے چلی گئی۔لو جی میری سوتیلی ماں ان سب سے نپٹ لوں پھر تمہاری باری آئے گے ابھی پہلے اس جنگلی کو نئے زمانے دکھا کے ماضی میں ٹرانسفر کر دوں ان گورے لٹیروں سے بچا کے۔پھر آتی ہوں تمہاری طرف بھی۔

دانت پیستے ہوئے شاپنگ پہ جانے کیلئے تیار ہونے لگی

*****

شاپنگ پہ تو وہ اسے لے آئی تھی لیکن اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے کیسے سمجھائے۔ظاہر ہے پسند تو وہ کر سکتی تھی مگر سائز تو اسے خود ہی چیک کرنا تھا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کچھ ڈریس سلیکٹ کئے اور ایک سیلز بوائے کو بلا کے اسکے ساتھ جانے کو بولا تاکہ وہ اسے پہننے کا طریقہ بتا کے سائز وغیرہ چیک کر سکے۔

اور جیسے ہی وہ سوٹ اور ٹائی میں ڈریسنگ روم سے باہر آیا محترمہ تو دیکھتی ہی رہ گئی۔ یار علیزے یہ جنگلی تو پورا ہیرو ہے پتا نہیں جنگل کی کتنی حسینائیں اس پہ مرتی ہوں گی۔ وہ خود سے بڑبڑا رہی تھی۔ ہوش تو تب آیا جب وہ پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔ اسکی نظروں میں ستائش تو دیکھ چکا تھا اب زیرِ لب مسکرا کے اسے داد طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ہاں جنگلی پورا ٹھرکی اور بُھکڑ ہے تو۔ یعنی کے حد ہو گئی ایک تو تیری خدمتیں کروں تجھے پاستہ ٹھونسوں اور ساتھ تعریف بھی کروں واہ جنگلی تیری کیا بات ہے۔

سارا دن اسکے ساتھ سر کھپا کے لیٹ نائٹ گھر آئی تھی۔ شکر تھا کہ جنگلی نے بھی اس کے ساتھ آرام سے برگر کھا لیا تھا ورنہ اسے کچھ بنانا پڑتا۔

گھر آ کے اسے لاؤنج میں صوفہ کم بیڈ کھول کے سونے کا اشارہ کرتی بیڈ روم میں آ کے لیٹ گئی تھی۔اب بھلے وہ اسکا اے ٹی ایم تھا لیکن اسکا مطلب یہ تھوڑی تھا کہ وہ اس کیلئے اپنے بیڈ روم کی قربانی دے دیتی۔اتنی اچھی تھوڑی تھی۔

سوتے سوتے آخری سوچ جو اس کے ذہن میں آئی تھی وہ اس جنگلی کو اردو سکھانے کی تھی۔

اگلی دن ناشتے کے بعد وہ اسے سامنے بٹھا کے گوگل سے افریقی قبائلی زبان کا ٹرانسلیٹر کھول کے بیٹھ گئی تھی۔میں ہوں علیزے۔پہلے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے اسے بتایا اور ٹرانسلیٹر آن کیا پھر اس کے سینے کی طرف انگلی کر کے اسکا نام پوچھا۔ دو تین بار اشارے کرنے پہ وہ اسکی بات سمجھا۔

... حاتم

تمہارا نام حاتم ہے؟اس کے بتانے پہ اس نے ٹرانسلیٹر سے مدد لینے کی بجائے نام سے سمجھ لیا تھا۔

اس کے بعد جتنے دن انکا ویزا نہیں آیا وہ اسے اردو سکھاتی رہی اور وہ کافی ذہین تھا جلدی سیکھتا جا رہا تھا۔

جس دن ان لوگوں کا مصر کا ویزہ آیا وہ اسے ساتھ لے کے گوگل سے سرچ کر کے وہاں کے موسم کی مناسبت سے کچھ ضروری شاپنگ کرنے گئی تھی۔

مال میں چلتے ہوئے ایک الٹرا ماڈرن لڑکی جان بوجھ کے حاتم سے ٹکرائی تھی اور علیزے میڈم کا دماغ گھوم گیا تھا۔

اے میک اپ کے اشتہار نظر نہیں آ رہا تو یہ نقلی لینس نکال کے گھومو تاکہ ہر کسی سے ٹکراتی نہ پھرو۔

www.novelsclubb.com

ہے یو ایسٹرن بچ تم ہو کون اس کی باڈی گارڈ؟ وہ لڑکی جیسے ہی بد تمیزی سے بولی علیزے نے آگے بڑھ کے اسکا منہ اتنے زور سے دبوچا کہ اسکی زبان دانتوں کے نیچے آ کے کٹ گئی۔

ویسٹرن بچ..زبان سمبھال کے بات کرو میں پاکستانی ہوں اور ہم پاکستانی بد تمیزی کرنے والے کا منہ توڑ دیا کرتے ہیں۔

میں تو اسکی جو بھی ہوں تم ابھی اسی وقت سے اسکی باجی ہو سمجھی۔اس نے جیسے ہی دانت پیستے ہوئے اسے دھکا دیا وہ جو ہیل پہنے ہوئے تھی دھڑام سے گری۔

میں پولیس کو کال کروں گی وہ چلائی

شوق سے کرو میں انتظار کر رہی ہوں۔وہ ساتھ والی دوکان سے کرسی اٹھا کے لے آئی اور اس پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھ گئی۔

اور جس کی وجہ سے لڑائی ہو رہی تھی وہ ہونق بنا دونوں کی شکلوں کو باری باری منہ کھول کے دیکھ رہا تھا۔

اب اسے علیزے کی خوش قسمتی کہیں یا اس لڑکی کی بد قسمتی کہ پولیس والے آئے بھی تو ان کے ساتھ وہی سارجنٹ تھا جو حاتم (بقول علیزے جنگلی) کو پاستہ کھلانے اسکے گھر لے کے آیا تھا۔

اور اس ٹائم تو علیزے کی لاٹری لگی ہوئی تھی اگر سات خون بھی کرتی تو اسے وہ بھی معاف ہوتے۔

جی میڈم کیا مسئلہ ہے؟ وہ بجائے اس لڑکی کے پاس جانے کے علیزے کی طرف آگیا۔ کچھ نہیں آفیسر اس لڑکی کو گر کے چوٹ لگ گئی ہے اس نے آپکو ہیلپ کیلئے بلایا ہے۔ کہتے ساتھ اس نے لڑکی کی طرف دیکھ کے آنکھ ماری

وہ تلملا اٹھی تھی

آفیسر اس سٹوپڈ لڑکی نے مجھ پہ حملہ کیا ہے دیکھیں میرا منہ وہ خون تھوکتے ہوئے بولی۔

www.novelsclubb.com

میڈم آپ نے کچھ کیا ہو گا ورنہ ایسے ہی تو نہیں کوئی کسی پہ حملہ کرتا۔اور آپ کو مینرز سیکھنے کی ضرورت ہے آپ نے پبلک پلیس پہ تھوکا ہے اس جرم میں آپکو جیل ہو سکتی ہے

سوری آفیسر ! میڈم مجھ سے نہیں ان شریف لوگوں سے سوری کریں اور یہ کہہ کے وہ لوگ وہاں سے چل دیئے۔

علیزے بھی منہ پہ ہاتھ پھیرتی آنکھ مار کے چل پڑی اور وہ لڑکی اسے خونخوار نظروں سے گھورتی ہوئی واپس مڑ گئی۔

حاتم چلتے چلتے پیچھے مڑ کے دیکھنے لگا اور علیزے کا تو پارہ ہائی ہو گیا۔دانت پیس کے بولی, جنگلی ٹھر کی چل تجھے واپس اسکے پاس چھوڑ آؤں۔

کیا تم نے مجھ سے کچھ کہا؟ وہ ٹوٹی پھوٹی اردو میں بولا

ہاں جی اپنے مطلب کی بات تو بڑے اچھے سے سمجھ میں آتی ہے ویسے بھلے میں سر پیٹ پیٹ کے مر جاؤں تمہیں سمجھ نہیں آتی وہ جل کر بولی اور آگے لگ کے واپسی کیلئے چل پڑی۔

****

آج ان کی مصر کی فلائٹ تھی اور وہ بہت ایکسائٹڈ تھی۔

پچھلے ہی دن اس نے پیکنگ کر لی تھی۔ کبھی کچھ بھول جاتی تھی اور کبھی کچھ۔اس کے باپ کے پاس اتنا پیسا تھا کہ چاہتی تو ہر مہینے ورلڈ ٹور پہ جاتی مگر وائے قسمت کہ جب وہ خرچ کرنے کے قابل ہوئی تو ایک غیر عورت کے کہنے پہ اسکو گھر سے نکال دیا گیا اور وہ کچھ نہ کر سکی۔

اب وہ اپنے بَل پہ کچھ بن کے ان کے سامنے جانا چاہتی تھی۔جب سے امریکہ آئی تھی اس نے باپ کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں کیا تھا تاکہ ان کو احساس ہو کہ انہوں نے غلط کیا۔

مگران کی طرف سے بھی کوئی ی رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی گ ئی ی تھی جبکہ ان کے بہت سارے لنکس تھے پورے امریکہ میں۔

خیر وہ سب باتیں بھول کر اپنی تیاری میں مگن تھی۔

حاتم اسکو غور غور سے دیکھ رہا تھا کہ کیسے گنگناتی پھر رہی تھی۔ دو دن پہلے سے ہی پیکنگ کر رہی تھی کبھی کچھ رکھتی اور کبھی کچھ نکالتی۔ وہ بس غور غور سے اسکے کام دیکھ رہا تھا

وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ لوگ کہاں اور کیوں جا رہے۔ وہ بس اتنا جانتا تھا کہ وہ دوسری دنیا دیکھنے آیا ہے اور یہ لڑکی اسے اس دنیا کی سیر کروانے جا رہی ہے۔

یہ بات اسے نہیں بتائی ی گ ئی ی تھی کہ وہ لوگ ان پتھروں کے چکر میں ہیں جو اسکے لباس میں لگے تھے اور وہ اس دنیا میں بہت قیمتی ہیں۔ کیونکہ اسکی دنیا میں تو ان چمکدار پتھروں کی بس اتنی اوقات تھی کہ ان کو لباس تاج اور تخت وغیرہ کی سجاوٹ کیلیے استعمال کیا جاتا تھا۔

اسی لیئے وہ تیار ہو کے پر سکون سا بیٹھا علیزے کے چکر دیکھ رہا تھا جو وقت سے پہلے تیار ہو کے بیٹھ گ ئی ی تھی اور اسے بھی تیار کروا دیا تھا۔

شام پانچ بجے کی فلائی ٹ تھی اور ابھی دو بجے تھے۔ وہ لوگ چونکہ گورنمنٹ کے سپیشل گیسٹ تھے اسلیئے انہیں سرکاری گاڑی نے پک کر کے آدھا گھنٹہ پہلے سیدھا جہاز کے پاس چھوڑنا تھا۔

مگر یہ بات علیزے میڈم کو کون سمجھائے کہ اتنی دیر پہلے تیار ہو کے تو تیاری بھی پرانی ہو جائے گی۔

خیر اللہ اللہ کر کے ٹائی م گزرا اور وہ لوگ چیکنگ کے کسی بھی مرحلے سے گزرے بغیر سیدھے جہاز کے پاس جا کے اترے تھے۔

ائی رپورٹ کے عملے نے وہاں ہی ان سے سامان لے کے رکھوا دیا تھا اور ان کے پاسپورٹس پہ ایمبیسی کی سٹیمپ بھی وہاں کھڑے کھڑے ہی لگا دی گ ئی ی تھی۔

ٹیک اوف کے ٹائم تو اسکی ہنسی چھوٹ گ ئی تھی۔وہ لوگ فرسٹ کلاس کے کیبن میں تھے اور علیزے چونکہ مصر جانے کی خوشی میں ٹھیک سے سوئی بھی نہیں تھی تو اس نے تو ٹیک اوف سے پہلے ہی آرام سے کروٹ بدلی اور سرزمین مصر کے خواب بننے کی تیاری کرنے لگی۔

ابھی اسے آنکھیں بند کیے زرا سی دیر ہوئی ی تھی۔اور جہاز نے رن وے پہ دوڑنا شروع کیا ہی تھا کہ کوئی ی چیز دھم سے اسکے اوپر آ گری۔وہ ہڑ بڑا کے اٹھی دیکھا تو حاتم ڈرا سہما اسکے اوپر گرا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے اٹھتے ساتھ اسے دھکا دیا اور وہ دھڑام سے کیبن کے فرش پہ جا گرا۔

پرے مر جنگلی سانڈ کیا آفت آگ ئی ی ہے جو مجھ پہ ہی چڑھ دوڑے ہو؟اسے گھورتے ہوئے بولی

یہ کمرہ ہل رہا ہے کہیں ہم دب کے نا مر جائیں وہ گھگیاتا ہوا بولا۔

واہ میرے جنگلی شیر بس ہوا نکل گ ئی۔ابھی کل پتا نہیں کون مجھے بتا رہا تھا کہ میں اکیلے ہاتھی کا شکار کر لیتا ہوں۔

ہیں کیا یہاں اس دنیا میں بھی کوئی ی ہے میرے جیسا؟ وہ ایکسائی ٹڈ ہو کے بولا۔

بدھو میں تمہاری ہی بات کر رہی ہوں۔میری بات کب کی تم تو کسی کی بات کر رہی تھی

افففف خدایا اس جنگلی کا میں کیا کروں وہ ماتھے پہ ہاتھ مار کے بولی۔

دیکھو مجھے جنگلی مت بولا کرو میرا نام حاتم ہے۔اچھاااا مجھے تو پتا ہی نہیں تھا وہ تمسخر اڑا کے بولی۔چل اب جاؤ مجھے سونے دو امید ہے تمہارا ڈر ختم ہو گیا ہو گا۔

کیا مطلب وہ حیران ہوا کیا تم نے اس لی ئے مجھے باتوں میں لگایا تھا تا کہ میرا ڈر ختم ہو جائے؟اور ہاں یہ کمرہ اب کیوں نہیں ہل رہا۔

اف سونے دو اٹھ کے بتاؤں گی چلو تم بھی سو جاؤ۔اور خبردار اب میرے پاس آئے یا آواز دے کر میرے خوابوں کو ریزہ ریزہ کیا تو میں تمہارا قیمہ کر دوں گی۔

خود تو ساری رات نہیں سوئی اور اب منہ موڑ کے سو گئی ہے میں کیا کروں۔خود سے بڑبڑاتا جا کے ونڈو کے پاس کھڑا ہو گیا مگر جیسے ہی نظر باہر سے ہو کے نیچے دور ہوتی ہوئی زمین پہ پڑی جھرجھری لے کر جلدی سے پیچھے ہو گیا اور خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

سرزمین مصر اپنے پراسرار رازوں کے ساتھ دو اجنبیوں کا استقبال کرنے کو تیار تھی

****

www.novelsclubb.com

مصر کی سرزمین پر اترتے ہی اس نے لمبی سانس کھینچی۔

کچھ تھا یہاں کی فضا میں جس نے اسے آتے ہی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا دل بوجھل ہو گیا تھا۔اور آنکھیں برسنے کو بیتاب ہو رہی تھیں نا جانے کیوں۔

مصر سے متعلق پہلے کے پڑھے ہوئے پر اسرار ناولز کے سین یاد آگ ئے تھے اسے۔

یہاں پر ان کا اچھے سے استقبال کیا گیا تھا اور امریکن ایمبیسی کی گاڑی آئی تھی ان کو ہوٹل ڈراپ کرنے کیلی ئے

رات کا ٹائی م تھا مگر چونکہ وہ لوگ جہاز میں سو کر نیند پوری کر چکے تھے تو ابھی نیند کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

میں ان کیلی ئے چوتھے فلور پر Redisson blue قاہرہ کے مشہور ہوٹل شاندار سوئی ٹ بک کیا گیا تھا جس میں دونوں کو الگ الگ بیڈ رومز ملے تھے۔ حاتم تو یہاں آکر حیران تھا ہی مگر خود علیزے بھی مسحور ہو رہی تھی۔

گراؤ نڈ فلور پہ ڈائی ننگ ہال کے ساتھ ہی ڈانسنگ کلب اور بار بھی تھا۔

وہ دونوں کھانا کھانے کیلیے نیچے آئے تو انہیں دیکھتے ہی لڑکے لڑکیوں کا جمگھٹا لگ گیا تھا ان کے پاس۔ وہ لوگ حاتم کو ٹی وی پر دیکھ چکے تھے۔

وہ لوگ کچھ عربی اور کچھ انگلش میں سوال کر رہے تھے حاتم تو کنفیوز ہو گیا تھا پھر علیزے نے ہی ان سب کو انگلش میں بتایا کہ یہ آپ لوگوں کی زبان نہیں سمجھتا پلیز اسے پریشان نہ کریں۔ ہم لوگ ابھی کچھ دن یہاں ہی ہیں بعد میں آئیں۔

ان لوگوں سے جان چھڑا کے وہ لوگ جلدی جلدی کھانا کھا کے اٹھنے لگے تھے جب ایک آدمی حاتم کے پاس آیا اور جھک کر سلام کر کے پھولوں کا بُکے پکڑا کے فوراً لوٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

حاتم حیران ہو کے کبھی پھولوں کی طرف اور کبھی علیزے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُلو کی دُم میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو اندر کارڈ رکھا ہوا ہے وہ نکال کے ادھر دو مجھے۔

اس نے کارڈ نکال کے علیزے کی طرف بڑھایا۔ اس پہ عربی میں چند الفاظ لکھے ہوئے تھے

"مرحباً فِی المصر یا حبیبی۔اشوف بُقرہ عشرہ بِاللّیل

ملکہ سیانہ

(مصر میں خوش آمدید میرے پیارے کل رات دس بجے ملتے ہیں) ملکہ سیانہ

میں تو سمجھی کہ کسی فین نے بھیجا ہے مگر یہ تو تمہاری کوئی پرانے زمانے کی ملکہ لگ رہی ہے علیزے نے اسکا مذاق اڑاتے ہوئے کارڈ پھولوں میں واپس رکھ دیا اور اٹھ گئی۔

حاتم نے بھی گلدستہ وہاں ہی چھوڑا اور اسکے پیچھے چل دیا۔ان کے آنکھوں سے اوجھل ہونے تک کسی نے غضب بھری نظروں سے ان دونوں کو ساتھ ساتھ چلتے ہوئے دیکھا تھا۔

اگلے دن دونوں نے ناشتے کے بعد گھومنے جانے کا پرو گرام بنایا تھا۔ایمبیسی کی گاڑی کو اس نے منع کر دیا تھا تاکہ وہ لوگ ٹیکسی پہ آرام سے گھوم پھر کے اہرام وغیرہ دیکھ سکیں۔

ہوٹل کے ریسیپشن پہ کال کر کے علیزے نے وہاں سے ہی سارے دن کیل ئی ے کیب بک کروالی تھی۔

کیب والا بھی کوئی ی پچاس سالہ پٹھان تھا اور اردو بولنا جانتا تھا ہوٹل والوں نے اسی ل ئی ے اسے علیزے لوگوں کیلی ئے مخصوص کر دیا تھا۔

علیزے کو بہت اچھا لگا تھا وہ ڈرائی یور اپنے کام سے کام رکھنے والا۔بس ایک بار اس نے پوچھا تھا کہ وہ لوگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔اور علیزے کے بتانے پہ کہ وہ لوگ گھومنے آئے ہیں اور انہیں کسی خاص جگہ کا نہیں پتا سو وہ خود ہی ان کو لے کے چل پڑا تھا۔

حاتم ٹوٹی پھوٹی اردو بول بول کے الٹے سیدھے سوال کر کے ڈرائی یور کا سر کھا رہا تھا۔اور وہ بھی خندہ پیشانی سے ہنس ہنس کے جواب دے رہا تھا۔

ڈرائی یور نے پہلے تو قاہرہ کا مین بازار دکھایا تھا انہیں۔جہاں گول چکر کے پاس چھوٹے چھوٹے ٹھیلوں والے بڑی دکانوں کے آگے اپنی چھوٹی چھوٹی دکانیں لگا کے بیٹھے ہوئے تھے۔ صبح کا وقت ہونے کی وجہ سے سیاحوں کا اتنا رش نہیں تھا۔ اسلئے وہ لوگ آرام سے وہاں پھرنے لگے۔ڈرائی یور نے انہیں ایک نوادرات کی دوکان کا بتایا جہاں احراموں سے نکلنے والا چوری کا سامان فروخت ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

علیزے کے دلچسپی دکھانے پر وہ انہیں اس دوکان پر لے گیا۔اور دکان دار جو کہ اسکا جاننے والا تھا اسے اصلی چیزیں دکھانے کو بولا۔کیونکہ وہ لوگ سیاحوں کو لوٹنے کیلئے اصلی جیسے نقلی نوادرات بنا کے رکھتے تھے اور اصلی کی قیمت وصول کرتے تھے۔

دکاندار اپنی جگہ اپنے لڑکے کو بٹھا کے ان لوگوں کو بیسمنٹ میں لے گیا۔

وہاں کی چیزوں کو دیکھ کے تو علیزے کی آنکھیں پھٹی رہ گ ئی ی تھی۔ منقش تلواریں سونے چاندی کے برتن زیورات اور پتا نہیں کیا کچھ۔ وہ چلتی چلتی زیورات والے حصے میں آئی ی تھی وہاں اسے ایک ذرد نگینے والی انگوٹھی پسند آئی ی تھی۔ جسے اس نے اٹھا کے اپنی دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پہن لیا تھا۔

انگوٹھی پہنتے ہی اسے ایسا لگا تھا جیسے ایک پل کیلی ئے اسکے نگینے میں کوئی ی شعلہ سا چمکا ہو۔ مگر اس نے وہم سمجھ کر اگنور کر دیا۔

اس نے اس انگوٹھی کی قیمت پوچھی تو اسے ایسا لگا جیسے دوکاندار سراسیمہ ہو گیا ہو۔ وہ سہم کر بولا میڈم یہ انگوٹھی کہاں سے ملی ہے آپ کو؟ ادھر اس ریک میں تھی۔ کتنے کی ہے؟

میڈم آپ یہ انگوٹھی نہ لیں کوئی ی اور چیز پسند کر لیں۔یہ منحوس ہے۔جو کوئی ی بھی اسے خرید کے لے جاتا ہے اسکا کوی نہ کوئی ی نقصان ہونے لگ جاتا ہے۔پھر یا تو وہ واپس کر جاتا ہے یا یہ دوبارہ نوادرات میں مل کے واپس آجاتی ہے۔

مطلب آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ انگوٹھی یا اسکا مالک فرعون اسے پہننے والے کو پسند نہیں کرتا اور اسکا نقصان کر دیتا ہے تاکہ وہ اسے اتار دے؟جی ہاں آپ ٹھیک سمجھی۔

ایسا کچھ نہیں ہوتا میں ان چیزوں کو نہیں مانتی آپ قیمت بتائی یں۔نہیں میڈم میں اسکے پیسے نہیں لوں گا اور جو بھی چیز چاہیں خرید لیں۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے کچھ اور بھی چیزیں لی اور حاتم کو ایک منقش خنجر پسند آیا تھا وہ لوگ بل پے کرنے لگے تو دوکاندار نے ایک بار پھر سے اسے وارن کیا مگر وہ اگنور کر کے دوکان سے باہر نکل گ ئی ی۔

انکی اگلی منزل ایک پرانا اہرام تھا جو کچھ عرصہ پہلے سیاحوں کیلئے کھول دیا گیا تھا۔

دوپہر ڈھل رہی تھی تیز دھوپ گاڑی میں اے سی چلنے کے باوجود ان کو جھلسا رہی تھی۔ مگر جیسے ہی وہ لوگ ٹکٹ لے کر اہرام کے اندر داخل ہوئے ایک دم سکون آگیا اندر بہت ٹھنڈک تھی۔ان کے علاوہ اور بھی لوگ وہاں آئے ہوئے تھے۔

وہ لوگ گائیڈ کے ساتھ ان بھول بھلیوں میں چلتے جا رہے تھے اور وہ انہیں انگلش میں اس فرعون کی تاریخ بتا رہا تھا۔علیزے کو اسکی تاریخ میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی تبھی اسے احساس ہوا کہ حاتم اسکے ساتھ نہیں ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ کسی سے اس کے بارے میں پوچھتی ایک دل دہلانے والی چیخ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

****

چیخ کی آواز نے ایک پل کیلی ئے تو علیزے کو بھی دہلا دیا تھا اسے فوراً حاتم کا خیال آیا تھا کہ وہ پتا نہیں کہاں چلا گیا۔

کچھ نازک مزاج یورپین لڑکیاں خود بھی چلانے لگی تھیں جس پر علیزے کو فت سے انہیں دیکھ کر چیخ کی سمت بڑھی۔

اسکی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی اسطرف چل پڑے۔ تمہیں واپسی کا راستہ تو پتا ہے نہ کہیں ایسا نہ ہو ہم یہاں ہی پھنس جائیں۔جی میم مجھے پتا ہے میں بچپن سے اپنے بابا کے ساتھ ان اہراموں میں پھرا ہوں۔علیزے کے پوچھنے پہ گائیڈ نے تفصیل سے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

تھوڑا سا چل کر وہ لوگ اگلی راہداری میں پہنچ گ ئے جہاں سے چیخ کی آواز آئی ی تھی

وہاں حاتم کو دیکھ کر جہاں علیزے پر سکون ہوئی ی وہیں زمین پہ بے ہوش پڑی اس لڑکی کی طرف اسکی نظر پڑی اور اسکے سوالیہ انداز کو دیکھ کر حاتم خود ہی بولنے لگا۔

میں دیواروں پر بنی تصویروں کو دیکھتے ہوئے پتا نہیں کیسے ادھر نکل آیا جیسے ہی احساس ہوا تو پیچھے مڑنے لگا اسی دم کسی نے مجھے کچھ بول کر پیچھے سے دبوچ لیا۔پہلے تو میں نے آرام سے چھڑوانے کی کوشش کی مگر اس نے اور زور سے پکڑا تو میں نے اٹھا کے سر کے اوپر سے گھما کے دیوار پہ پٹخ دیا۔جس سے یہ چیخ مار کے بے ہوش ہو گ ئی ی۔

وہ بات کر کے معصوم منہ بنا کے اسے دیکھنے لگا۔علیزے تو دل میں عش عش کر اٹھی۔بظاہر ہمدردی سے بولی پتا نہیں بیچاری نے تمہیں کون سمجھا ہو گا جو لپٹ گ ئی ی اور تم نے خود کو دھوبی اور اس بیچاری کو کپڑا سمجھ کے دیوار پہ مار کے دھو دیا وہ مسکراہٹ دبا کے بولی۔

اتنی دیر میں سب آگ ئے تھے اور صورتحال جاننے کے بعد اس لڑکی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔اور جب وہ کسی طرح ہوش میں نہیں آئی ی تو اٹھا کے فرسٹ ایڈ کیلی ئے باہر لے گ ئے۔

www.novelsclubb.com

اب یہ تو علیزے جانتی تھی کہ حاتم جیسے جنگلی سانڈ کی پٹخی ہوئی ی اتنی آسانی سے ہوش میں آنے والی تو نہیں تھی۔

اس کے بعد وہ لوگ تھوڑی دیر وہاں گھومے مگر لوگوں کی حاتم پر پڑتی عجیب نظریں دونوں کو کوفت میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔سو انہوں نے باہر کی راہ لی اور ٹیکسی والے کو واپس ہوٹل چلنے کا بولا۔

واپس آ کے ان لوگوں نے فریش ہو کے کھانا سوئی ٹ میں ہی منگوالیا تھا۔اور ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ڈور بیل بجنے لگی۔علیزے حاتم کو کھانے کا اشارہ کرتی خود اٹھ کے گ ئی ی۔

www.novelsclubb.com

دیکھا تو پولیس والے تھے وہ لوگ اہرام میں موجود دوسرے سیاحوں کی نشاندہی پہ پوچھتے پوچھتے وہاں پر آئے تھے۔

کیونکہ اس لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا جبکہ بظاہر کوئی ی سیر یس چوٹ یا زخم بھی نہیں تھا۔

ان کے ساتھ ہوٹل کا مینیجر بھی مسکین شکل بنا کے کھڑا تھا۔

سوری میڈم میں نے ان لوگوں کو منع کیا تھا مگر یہ زبردستی آگ ئے۔ کوئی ی بات نہیں مینیجر آپ جائی یں اور ہمارے میز بانوں کو کال کر دیں۔

ایک منٹ آفیسر۔۔۔ پولیس والا کچھ بولنے لگا تو علیزے نے ہاتھ اٹھا کے اسے منع کر دیا۔ ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں فری ہو کے بات کرتے تب تک آپ انتظار کر سکتے ہیں تو سٹنگ ایریا میں بیٹھ جائی یں ورنہ بعد میں آ جائی یے گا۔

کہنے کو تو بڑی شوخی ہو کہ کہہ رہی تھی مگر دل میں ڈر کے سوچ بھی رہی تھی کہ اگر ایمبیسی والوں نے رابطہ نہ کیا تو علیزے بیٹا آج تمہاری خیر نہیں دو چار کیس ڈال کے اندر کر دیں گے اور پھر تو وہاں بیٹھ کے کھانا۔

مگر شکر ہوا کہ مینیجر کے رابطہ کرنے پہ ایمبیسی سے کال آگ ئی ی تھی۔ علیزے نے جیسے ہی ایکسٹینشن اٹھا کے ہیلو بولا آگے سے آپریٹر کی آواز سن کے ریلیکس ہو گ ئی ی تھی۔

اور پھر ایمبیسی کے نمائندے کو تھوری سی تفصیل بتا کے پولیس والوں سے بات کرنے کو بولا تھا۔

اور وہاں سے ہی آواز لگا کے بولی۔آفیسر آپ کی کال ہے ایکسٹینشن اٹھاؤ۔اور اسکے اٹھاتے ہی ٹھک سے فون رکھ کے خود کھانے پہ ٹوٹ پڑی۔

حاتم سب سے بے نیاز کھانا کھا کے اب قہوہ پی رہا تھا اور علیزے کو ندیدوں کی طرح کھاتے دیکھ کر بولا میں کچھ سوچ رہا ہوں۔۔۔کیا؟ وہ کھاتے کھاتے بولی۔یہی کہ وہ لڑکی کون تھی اور مجھے کیوں چپکی اور ہاں میں نہ تمہارے ہاتھ کا پاستہ یاد کر رہا تھا کب بنا کے کھلاؤ گی۔وہ چپ کر کے اسکی بنا سر پیر کی باتوں پہ اسے گھورنے لگی۔

جب تک کال بند ہوئی ی علیزے بھی کھانا کھا کے فارغ ہو گ ئی ی تھی اور واپس سٹنگ روم میں آگ ئے تھے دونوں۔پولیس والا اب ان سے مرعوب نظر آرہا تھا۔

میڈم آپ پہلے بتا دیتی کہ امریکن ایمبیسی کے مہمان ہو آپ لوگ تو ہم آپ لوگوں کو زحمت ہی نہ دیتے۔

خیر اب ایسی بھی بات نہیں ہے آفیسر کہ مینیجر نے آپ کو نہ بتایا ہو مگر آپکو یقین اس کال کے بعد ہی آنا تھا۔

پولیس والا شرمندہ ہو کے اٹھ کھڑا ہوا۔اوکے ہم لوگ چلتے ہیں

کوئی بھی مسئلہ ہو ہمیں ضرور بتائیے گا حاتم کی طرف گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

جی ضرور علیزے نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تھا وہ لوگ جلدی سے نکل گئے۔

میں تو سونے جا رہی ہوں تم نے اگر باہر جانا ہوا تو میسج چھوڑ جانا۔ میسج چھوڑنے کا کیا مطلب ہے وہ حیران ہوا۔ افوہ اس رائی ٹنگ پیڈ پہ لائی نیں لگا جانا میں سمجھ جاؤں گی وہ اسے سائیڈ ٹیبل کی طرف اشارہ کر کے کمرے میں چلی گ ئی ی۔

اس نے کچھ دیر سوچا پھر خود بھی کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں داخل ہوا تو پھولوں کی خوشبو نے اسکا استقبال کیا۔ جیسے ہی مڑا تو سامنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ کل جیسا گلدستہ اور ویسا ہی کارڈ دیکھ کے کچھ حیران ہوا کیوں کہ وہ تو دروازہ لاک کر کے گیا تھا۔ پھر کچھ سوچ کے آرام سے بستر پہ لیٹ گیا۔

علیزے کمرے میں آئی ی تو ایسا لگا کہ اس کے علاوہ بھی کمرے میں کوئی ی ہے۔ اس نے آگے بڑھ کے سارا یلائی ٹس جلا کے سارا کمرہ اور باتھ روم تک چھان مارا مگر کوئی ی نہیں تھا۔ لین کسی کی موجودگی وہ صاف محسوس کر رہ تھی۔ اس بات نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا سو وہ بنا چینج کی ئے لائی ٹس بند کر کے سونے لیٹ

گ ئی۔اور اسکے آنکھیں بند کرتے ہی اسکہ انگلی میں موجود انگوٹھی سے دھیمی سی پراسرار پیلی روشنی نکل قمکر کمرے میں پھیل گ ئی تھی۔

ہلکی ہلکی روشنی نے کمرے میں جادوئی سا ماحول بنا دیا تھا۔وہ جلدی ہی گہری نیند میں سو گ ئی تھی۔

دوسری طرف حاتم کروٹیں بدل بدل کے تھک گیا اسے نیند نہیں آرہی تھی۔آجکل اسے ویسے بھی عجیب سے خواب آتے رہتے تھے۔کبھی اسے لگتا اس کے گھر والے مشکل میں ہیں کبھی لگتا کسی نے اسکے باپ کو قتل کر دیا۔اور کبھی خود کو ویرانوں میں بھٹکتا کسی کو ڈھونڈتا دکھائی دیتا۔

www.novelsclubb.com

وہ تو پریشان ہو گیا تھا ان خوابوں سے۔جب سے وہاں آیا کچھ نہ کچھ عجیب ہو رہا تھا۔علیزے کو بھی نہیں بتا رہا تھا کہ وہ مذاق اڑاتی جو اسے گوارہ نہیں تھا۔مگر اسکا دل بہت پریشان تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے سچے خواب آرہے ہیں اور وہ دونوں کچھ عجیب سے حالات کا شکار ہو کر ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہونے والے تھے

*****

ڈور بیل کی آواز نے دونوں کو جگا دیا تھا۔علیزے کی تو کافی نیند پوری ہو گئی تھی مگر حاتم کروٹیں بدل بدل کر کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔

وہ آنکھیں ملتی ہوئی ی اٹھی اور ٹائم دیکھا رات کے آٹھ بج رہے تھے۔اف میں اتنا سوئی ی خود سے بڑبڑاتے ہوئے اٹھی اور جا کے دروازہ کھولا۔سامنے ویٹر کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاں بولو! میڈم یہ مینیجر صاحب نے انویٹیشن کارڈ بھیجے ہیں آپ دونوں کیلئے۔ آج رات دس بجے ہوٹل کے ڈانس کلب میں خاص شو ہے۔ہم ٹھیک ہے رکو زرا ۔جلدی سے اندر گئی ی اور سو درہم لا کے ویٹر کو دے دی ئے۔

وہ جھک کر سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

اتنی دیر میں حاتم بھی باہر آ گیا۔

کیا ہوا؟ کچھ نہیں تیار ہو جاؤ ڈنر کے بعد ڈانس شو دیکھیں گے۔

وہ کیا ہوتا؟ یار جو بھی ہوتا دیکھو گے تو پتا چل جائے گا اب جاؤ میں بھی جا رہی تیار ہونے۔

ڈنر کے بعد ویٹر ان کے پاس آیا تھا۔ میڈم قہوہ پی ئی ں گے آپ لوگ یا کوئی ی ڈرنک؟ مطلب؟ اس نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ مطلب کے قہوہ ادھر ہی پینا ہے یا کلب میں کوئی ی ڈرنک؟ نہیں تم ہمیں قہوہ کلب میں لا دینا ابھی گائی یڈ کر دو کس طرف جانا ہے۔ جی کہہ کے وہ ان لوگوں کو کلب میں ان کیلی ئے مخصوص کی گ ئی ی میز پہ چھوڑ کے قہوہ لینے چلا گیا تھا۔

اتنی دیر میں مینیجر بھی ان کے پاس آ گیا تھا۔ میڈم کچھ اور چاہئے تو بتا دیں شو بس تھوڑی دیر میں شروع ہو جائے گا۔ اصل میں آپ لوگوں کو شو کی ڈانسر نے انوائیٹ کیا ہے۔ وہ بس ابھی آتی ہی ہو گی۔ اتنا کہہ کر اسے حیران چھوڑ کے واپس چلا گیا تھا۔

اور ڈانسر کو دیکھ کے تو دونوں ہی چونک پڑے تھے۔

وہ وہی لڑکی تھی جسے اہرام میں حاتم نے بچا لیا تھا۔ حیران ہونے کی وجہ وہ لڑکی نہیں بلکہ اس کا بے ہوشی سے اٹھ کے ڈانس شو کرنا تھا۔ کچھ نہ کچھ چوٹیں تو آئی ہی ہو نگی نہ۔

www.novelsclubb.com

کسی عربی گانے پہ ڈانس کر رہی تھی اور تھرکتی ہوئی سٹیج سے نیچے اتر آئی تھی لوگ شراب پی کر جھوم رہے تھے جیسے ہی وہ نیچے آئی کچھ منچلوں نے اٹھ کے اس کے ساتھ جھومنا شروع کر دیا تھا اور کچھ تو نوٹ پھینک رہے تھے۔

حاتم آنکھیں پھاڑ کے یہ سب دیکھ رہا تھا اور علیزے کے تو ہوش اڑ رہے تھے وہاں کا ماحول دیکھ کے۔ تھی تو وہ بھی امیر زادی مگر وہ کبھی کسی گھریلو فنکشن میں بھی شامل نہیں ہوئی ی تھی وہاں کی بے ہودگیوں کی وجہ سے اور یہاں تو ماحول ہی اور تھا اوپر سے اس لڑکی کا لباس۔ علیزے کو تو گھِن آ رہی تھی۔

اس نے حاتم کی پھٹی آنکھوں کی طرف دیکھا اور اسکا کندھا ہلا کے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ مگر جب تک وہ لوگ اٹھتے وہ لڑکی تھرکتی ہوئی ی ان کی میز کے پاس آگ ئی ی تھی۔ حاتم کی طرف دیکھ کے ادا سے مسکرائی ی اور ہولے سے بولی

کیفِک حبیبی (کیسے ہو ڈی ئی ر؟)

www.novelsclubb.com

آہستگی سے بولتی اسکا گال چھو کر پاس سے گزر گ ئی۔ اس بے شرم نے اہرام میں بھی یہ لفظ بولا تھا حاتم دباد باغرایا۔

دونوں اٹھ کر چہل قدمی کرتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکل آئے تھے۔

علیزے تو خیر اسی دنیا کی باسی تھی۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ان کلبز کے ماحول اور ڈانسرز کے بارے میں جانتی تھی اسی وجہ سے اسکی رائے اسطرح کے ماحول کے بارے میں اچھی نہیں تھی۔ مگر اس نے اس اتنے بڑے ہوٹل میں اسطرح کے پروگرام دیکھنے کا سوچا بھی نہیں تھا۔

دوسری طرف حاتم بھی ابھی تک مینیجر کو برا بھلا کہہ رہا تھا جس نے انہیں انوائیٹ کیا۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے سے شرمندہ تھے۔

میں سوچ رہی ہوں کے ایک دو دن یہاں گزار کے ہم لوگ انڈیا چلتے ہیں وہاں بہت انٹرسٹنگ لوگ اور ان کی رسمیں ہیں۔ آخر کار علیزے نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

تو کل ہی چلتے ہیں۔ حاتم اکتایا ہوا بولا

www.novelsclubb.com

نہیں کل ہم فرعون راع کا اہرام دیکھنے جائیں گے وہاں بہت سارے راز دفن ہیں جن کا مجھے پتا چلانا ہے۔علیزے کھوئی سی کیفیت میں بولی۔تو کیا تم پہلے بھی یہاں آئی ہو؟

نہیں کیوں ایسا کیوں پوچھ رہے ہو؟

تمہاری باتوں سے لگ رہا۔کیا میں نے کچھ کہا؟وہ ایکدم جیسے ہوش میں آتی ہوئی بولی۔

ہاں تم کسی فرعون راع کے اہرام کی بات کر رہی تھی۔اوہ مجھے نہیں پتا کیسے منہ سے نکل گیا وہ کنفیوز ہوتی ہوئی بولی۔اور دونوں ہاتھوں سے بال باندھنے لگی۔اس کے ہاتھ کی انگوٹھی حاتم کے سامنے ہی تھی اس نے انگوٹھی کو چمکتے ہوئے دیکھا تو علیزے سے پوچھا۔تمہاری انگوٹھی چمک رہی ہے۔

کیا یہ کوئی چمکنے والا پتھر ہے ہمارے وہاں کے پتھروں جیسا؟

ارے نہیں یہ تو بس ایسے ہی چمک رہا ہو گا۔ چلو واپس چلتے ہیں۔ وہ واپس مڑتی ہوئے بولی۔

جیسے ہی وہ لوگ واپسی کیل ئی ے پلٹے حاتم نے بلاارادہ ہی کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسے کچھ محسوس ہوا۔ باہر نکال کے حیرت سے بولا یہ کہاں سے آ گیا؟

کیا؟علیزے جو آگے آگے جا رہی تھی اسکی طرف پلٹی اور کاغذ پکڑ کے دیکھنے لگی۔

جس پر لپسٹک سے 315 ملکہ سیانہ لکھا ہوا تھا۔

شاید کسی نے غلطی سے ڈال دیا ہو۔

مگر کیسے اور کب؟ میں نے کلب میں داخل ہونے سے پہلے بھی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا تب تو یہ نہیں تھا۔

علیزے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی ور پھر اچانک اس کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔

ہوٹل میں آنے کے بعد پھولس کا ملنا اور ان میں ملکہ سیانا کا پیغام۔ پھر اہرام میں اس لڑکی کا حاتم سے چپکنا اور اب کلب میں بھی وہ سپیشل اس کے پاس آئی ی تھی علیزے کی طرف تو اس نے دیکھا تک نہیں تھا۔ اور مینیجر نے بھی یہی بولا تھا کہ اس نے ڈانسر نے انہیں انوائی ٹ کیا۔

اسکا مطلب وہ لڑکی حاتم کے پیچھے پڑی ہے۔ مگر کیوں؟

اس نے دونوں کو انوائی ٹ کیا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ وہ اکیلا نہیں آئے گا۔

یہ سب کچھ عجیب ہے نہ وہ سوچتے ہوئے بولی تھی اور پھر حاتم کے استفسار پر بتایا۔

آج جب میں سونے کیلئے گیا تو میرے بیڈ روم میں پھول بھی ملے تھے ان میں بھی ویسا ہی کارڈ تھا میں تمہیں بتانا بھول گیا۔

کہاں ہیں اب وہ؟

اب تک تو صفائی والوں نے اٹھا دی ئے ہوں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ بند کمرے میں آئے کہاں سے۔ ہو سکتا ہے کسی ویٹر کی مدد سے رکھوائے ہوں علیزے سوچتی ہوئی بولی۔

وہ لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ حاتم تو اس بیہودہ ڈانسر کے بارے میں سوچ رہا تھا مگر علیزے کو دوپہر کی طرح کسی کی موجودگی محسوس ہوئی تھی۔ سب جگہ ڈھونڈھ کے تھک ہار کے بیٹھ گ ئی۔ اور اونچی آواز میں بولی۔

تم جو کوئی بھی ہو سامنے آجاؤ وعدہ کرتی ہوں کچھ نہیں کہوں گی باہر آجاؤ پلیز۔

اسے وقت کمرے کی لائٹس بند ہو گ ئی اور اسکی انگوٹھی روشن ہونا شروع ہو گ ئی۔ ہلکی پیلی روشنی بیک کونے میں دھویں کی شکل میں اکٹھی ہونے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر تو علیزے کی خوف سے گھگھی بندھ گ ئی۔ جتنی بھی بہادر سہی مگر اسطرح کی صورت حال میں تو وہ پسینہ پسینہ ہو گ ئی تھی۔

دھواں سمٹ کے اب کسی وجود کی شکل اختیار کرتا جا رہا تھا اور علیزے کا ڈر اور حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

****

علیزے کے تو خوف سے ہوش اڑے ہوئے تھے۔دھویں میں سے کوئی ی آواز آئی ی مگر علیزے کو کچھ سمجھ نہیں آئی ی لیکن اتنا سمجھ گ ئی ی تھی کہ عربی زبان ہے۔کچھ دیر تو آواز آئی ی لیکن جب علیزے چپ بیٹھی رہی تو وہ دھویں کا ہیولہ ہوا کے جھونکے کی طرح اس کی طرف بڑھا اور اسکی چیخ نکل گ ئی ی۔

اتنی دیر میں وہ ہیولہ اسکے بالکل پاس پہنچ گیا تھا اور اسکے چہرے سے ہوا کا زوردار جھونکا ٹکرایا۔

اس نے گھبرا کے آنکھیں بند کر لی۔اور تبھی وہ آواز آئی ی گھبراؤ نہیں لڑکی میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔آنکھیں کھول لو۔آواز سن کر علیزے نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول دیں۔

سامنے وہی دھویں جیسا کوئی ی انسانی ہیولہ تھا۔اور حیرت کی بات یہ تھی کہ اب علیزے کو اسکی بات سمجھ میں آرہی تھی۔

میں فرعون راع کی روح ہوں۔رو وح علیزے کی آنکھیں ایک بار پھر باہر کو ابل آئی یں۔قریب تھا کہ وہ بے ہوش ہو کے گرتی ہیولے نے بات کرنا شروع کر دی۔

گھبراؤ نہیں کہانہ نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔

میں تم سے کچھ کام لینا چاہتا ہوں اور اس کے بدلے تمہاری مدد بھی کروں گا۔

کام.....کیسا کام؟وہ ہکلاتی ہوئی ی بولی۔

تم پہلے اپنا ڈر دور کر کے اطمینان سے بیٹھو پھر بتاتا ہوں۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔

نہیں تم نہیں ہو۔

اٹھ کے پانی پی کر آرام سے بیٹھو پھر میں تمہیں اپنی کہانی سناؤں گا تاکہ تم سب جان کر خود کو میرے کام کیلئے تیار کر سکو۔

وہ ڈرتے ڈرتے اٹھی اور پانی پی کر واپس اپنی جگہ پہ آ کے بیٹھ گئی۔

....روح نے اپنی کہانی سنانی شروع کی

یہ وہ دور تھا جب مصر میں فراعنہ کا دور تھا۔ایک فرعون کے مرنے کے بعد اسکے پہلے بیٹے کو فرعون بنایا جاتا تھا نا کہ بھائی کو۔

ہاں مگر ایسی صورت میں کہ اگر موجدہ فرعون کی موت ہو جاتی اور اسکا بیٹا یعنی کہ مستقبل کا فرعون اگر چھوٹا ہوتا تو اسکی پرورش اور حکومت کی ذمہ داری سمبھالنے کیلئے مرنے والے فرعون کے بھائی کو تب تک کیلئے فرعون بنا دیا جاتا جب تک کہ مستقبل کا فرعون بڑا نہیں ہو جاتا۔ہاں اگر کسی وجہ سے وہ لڑکا یعنی مستقبل کا فرعون وقت سے پہلے مر جائے تو موجودہ فرعون کے بیٹے کو بادشاہت دی جاتی اور اسی طرح وہ نسل در نسل آگے چلتی۔

ہم تین بھائی ی تھے میں راعمیس مجھ سے چھوٹا عموس اور سب سے چھوٹا راقس۔

میں سب سے بڑا تھا اور مستقبل کا فرعون بھی۔ میرے بابا نے میری تعلیم و تربیت پہ خاص دھیان دیا تھا۔ ابھی میں دس سال کا تھا مگر گھڑ سواری۔ تیر اندازی۔ تلوار بازی اور نیزہ بازی میں مشاق ہو گیا تھا۔ میرے استاد اور اتالیق میرے چچا تھے۔

اکثر ہی ہم لوگ دور دور تک شکار کیلی ئے نکل جاتے تھے اور ک ئی ک ئی دن بعد واپس آتے تھے۔

وہ بھی ایسا ہی ایک دن تھا جب ہم شکار سے واپس آئے تو ہمیں پتا چلا ہمارے پیچھے موجودہ فرعون یعنی ہمارے بابا کی کسی بیماری کی وجہ سے اچانک موت ہو گ ئی ی۔

پورے ملک میں سوگ کا سماں تھا۔

خانہ جنگیاں شروع ہو چکی تھیں۔ چچا جان نے تاج میرے سر پہ رکھا مگر میں نے ان کو واپس کر کے فرعون بن کر حکومت سمبھالنے کا بولا۔

کیوں کہ میں ابھی چھوٹا تھا مجھے ابھی بہت کچھ سیکھنا تھا۔

چچا جان بہت اچھے فرعون ثابت ہوئے۔ وہ نا صرف ملک میں امن وامان قائم کر کے خوشحالی لائے بلکہ ہماری تربیت پہ بھی بہت دھیان دیا۔

میرا سب سے چھوٹا بھائی ی راقس بہت خوبصورت تھا اتنا کہ ہم سب کو بھی اس پہ بہت پیار آتا گورا رنگ بھوری آنکھیں اور شہد رنگ بال۔ اور وہ جتنا پیارا تھا اتنا ہی نازک اور شرمیلا بھی۔

www.novelsclubb.com

اسے جنگی امور کی بجائے قدرت سے پیار تھا۔ اور ہم دونوں بڑے بھائی ی جنگی فنون میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔

چچا کی ایک ہی بیٹی تھی جو مجھ سے بہت چھوٹی تھی۔۔

کچھ سال گزرے اور ہم جوان ہو گ ئے۔ چچا کی بیٹی کی شادی مجھ سے چھوٹے عموس کے ساتھ کر کے ان کو الگ محل دے کر عموس کو فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا تھا۔

جبکہ میں فرعون بن کر حکومت کر رہا تھا اور چچا جان جو کہ بوڑھے ہو گ ئے تھے میرے مشیر تھے۔ ہمارے مذہبی راہب نے مجھے خاندان سے باہر شادی کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ یہ سلطنت کیلی ئے اچھا شگون نہیں تھا۔

اس زمانے میں فرعون سگی بہنوں سے بھی شادی کر لیا کرتے تھے اور خونی رشتوں میں کسی کی بھی لڑکی سے۔ مگر میرے چچا کے علاوہ میرا کوئی ی خونی رشتہ نہیں تھا۔ اسلی ئے میں نے شادی نہیں کی تھی۔

راقس تو ویسے ہی جنگلوں جھرنوں کا شیدائی ی تھا وہ محل میں کم ہی آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

پہلے پہل مصر میں جادو کا بھی بہت زور تھا۔ مگر پھر لوگوں نے جادو کو ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ پھر جب میرے بابا فرعون بنے تو انہوں نے مصر میں جادو پر پابندی لگا دی۔

پورے ملک میں اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ اپنا جادو کا سامان تلف کر دیں۔ اور اگر کوئی جادو نہیں چھوڑنا چاہتا تو اسے ملک چھڑ کے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔

اسطرح مصر میں جادو ختم کر دیا گیا تھا۔ مگر اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ سچ میں ختم ہو گیا۔ بلکہ لوگوں نے چوری چھپے جادو کرنا شروع کر دیا۔

سرکاری اعلان کے مطابق جو لوگ سچ میں جادو چھوڑ کے آئے تھے ان کے وظیفے مقرر کر دیئے گئے تھے۔

کچھ منفی عناصر بھی تھے جو مصر میں دوبارہ سے جادو رائج کرنا چاہتے تھے۔

مگران کو کوئی ی موقع نہیں مل رہا تھا۔اور پھر میں فرعون بن گیا۔میری بد قسمتی کہہ لیں یا راقس کی۔ایک بہت شاطر جادو گر جو کہ کالے علم کا ماہر تھا۔اس کی بیٹی نے جنگل میں راقس کو دیکھ لیا اور اس پہ دل ہار گ ئی ی۔

اس کے باپ کو پتا چلا تو اس نے راقس کا زائی چہ بنایا۔اور جیسے ہی اسے پتا چلا کہ راقس فرعون مصر کا بھائی ی ہے اس کے شاطر دماغ نے فرعون تک پہنچنے کا منصوبہ بنایا۔

اس کیل ئی ے اس نے اپنی ہی بیٹی کو استعمال کرنے کا سوچ لیا تھا۔سیانہ جو کہ بہت خوبصورت تھی راقس کے پیار میں ہر حد سے گزرنے کو تیار تھی اپنے باپ کا منصوبہ سن کر ایک پل کیل ئی ے تو سکتے میں چلی گ ئی ی مگر پھر پیار ملنے کے لالچ کے ساتھ ساتھ ملکہ بننے کے لالچ نے پیار کو دوسرے نمبر پہ لا کھڑا کیا تھا۔اور دونوں باپ بیٹی آگے کا لائی حہ عمل تیار کرنے لگے۔

ہر دور کے فرعون میں کوئی ی ایک طاقت ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ سب سے ممتاز ہوتا اور فرعون چنا جاتا تھا۔ جیسے کہ سورج۔ چاند۔ ستاروں۔ آگ اور مٹی۔ مجھے سورج سے طاقت ملتی تھی۔ اسکا طریقہ یہ تھا کہ پیدا ہونے والے فرعون کو معبد کے بڑے راہب کے پاس چھوڑا جاتا تھا۔

وہ جادو کے استعمال سے ساری طاقتوں کو نومولود پر آزماتا اور جس چیز سے اس کو نقصان ہونے کی بجائے فائدہ ہوتا وہ طاقت اس کے اندر منتقل کر دی جاتی تھی۔

تو اسطرح میں سورج دیوتا کا پجاری تھا اور مجھے سورج کی روشنی سے طاقت ملتی تھی۔ سورج کی روشنی میں کوئی ی جادو مجھ پہ نہیں چلتا تھا نہ کوئی طاقت میں مجھ سے جیت سکتا تھا۔

اسی مناسبت سے میرا نام فرعون راع مشہور ہو گیا تھا۔ مگر اب یہ فرعون عورت کے چلتر سے مار کھانے والا تھا۔

*****

روح اپنی کہانی سنا رہی تھی اور علیزے اسکی کہانی کے ساتھ ساتھ ماضی میں کھوئی ہوئی تھی۔

ڈر ختم ہو چکا تھا۔

اسکی جگہ سسپنس نے لے لی تھی۔

پھر کیا ہوا؟ روح کے زرا توقف کرنے پہ علیزے فوراً بولی اور اسکے جواب میں اسے ایسا لگا کہ وہ ہیولہ مسکرایا ہو۔

سیانا کو راقس چاہئے تھا اور اسکے باپ کو مصر میں جادو بحال کروانا تھا اور یہ تبھی ممکن تھا کہ سیانہ ملکہ بن کے محل میں جاتی۔ مگر راقس کی نہیں بلکہ فرعون کی۔

راقس معصوم لڑکا تھا وہ ان کی چال کامیاب ہونے میں کبھی کچھ نہیں کر پاتا

اسل ئے سیانا کے باپ نے اسے اعتماد میں لے کر یہ پلان بنایا کہ سیانہ فرعون

کے سامنے جائے گی اور اسے اپنا دیوانہ بنائے گی۔ کیونکہ وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ اچھے اچھوں کا ایمان ڈول جائے۔

جادوگر جانتا تھا کہ فرعون دن کی روشنی میں کبھی زیر نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فرعون رات کو بھیس بدل کر گلیوں میں پھرتا ہے تاکہ وہ چیک کر سکے کہ اسکے شہر کے محافظ کس قدر چوکنے ہو کے پہرہ دیتے ہیں۔

اور کوئی شہری کسی تکلیف میں تو نہیں۔

تو منصوبہ یہ بنایا گیا کہ سیانہ فرعون کے راستے میں آئے گی اور اسے اپنے حسن سے دیوانہ بنائے گی۔

www.novelsclubb.com

پھر جب فرعون سے شادی ہو جائے تو وہ محل میں رہ کر راقس کو اپنی طرف متوجہ کرے گی اور پھر اسے ساتھ ملا کے فرعون کو مار کر اسے فرعون بنا کے اسکی ملکہ بن جائے گی۔

سیانہ چونکہ خود بھی جادو گرنی تھی اور اسے ماں اور باپ دونوں سے جادو کا ورد ان ہوا تھا اسنے خود کو اپنے جادو سے اور بھی خوبصورت بنایا اور ایک رات جب فرعون معمول کے گشت پہ تھا ایک لڑکی اچانک آ کے اس سے ٹکرائی اور گر کر بے ہوش ہو گ ئی۔

رات کا وقت پھر اندھیرا اور اکیلی لڑکی۔فرعون نے اپنے ساتھی مشیروں کو اسے محل میں پہنچانے کا بولا اور خود وہاں چھپ کر اس لڑکی کے کسی دشمن کا انتظار کرنے لگا تاکہ اسے گرفتار کر سکے۔

مگر اس کے پیچھے کوئی ی ہوتا تو آتا۔کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد خود بھی محل کی طرف چل پڑا۔تاکہ اس لڑکی سے اس وقت گھر سے باہر نکلنے اور اسطرح بھاگنے کی وجہ پوچھے۔

www.novelsclubb.com

سیانہ زندگی میں پہلی بار محل کی طرف آئی ی تھی اس سے پہلے تو بس سنا ہی ہوا تھا فرعون کے محل کے بارے میں۔اب وہ کن اکھیوں سے بڑی بڑی راہداریوں کو دیکھ رہی تھی۔

محل کی خادمائیں حیرانگی سے مشیر خاص کے کندھے پر پڑی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھیں اور آپس میں چہ مگوئیاں کر رہی تھیں۔ محل کے مہمان خانے میں اس لڑکی کو لے جا کے لٹا دیا گیا تھا۔

فرعون کی خاص خادمہ کو اس کے پاس چھوڑا گیا تھا تاکہ اسکے ہوش میں آنے پہ اسکا خیال رکھ سکے۔

www.novelsclubb.com

فرعون جیسے ہی محل کے رہائشی حصے میں پہنچا۔اسے خبر ملی کہ لڑکی کو ہوش آگیا ہے مگر وہ اپنے بارے میں کچھ بتا نہیں رہی۔

وہ جلدی سے مہمان خانے میں پہنچا اور شاہی طبیب کو بلانے کا بولا اور خود لڑکی کے پاس پہنچ گیا۔

اس وقت وہ مشعل کی روشنی میں کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔فرعون نے دیکھا اور پلک جھپکنا ہی بھول گیا۔

اتنی دیر میں خادمہ جوس لے کر آگ ئی تھی۔اسکے آنے پہ فرعون کی محویت ٹوٹی۔اور وہ اس لڑکی سے اس کے بارے میں پوچھنے لگا۔

پہلے تو وہ چپ رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ سسکیاں لینے لگی اور پھر فرعون کے تسلی دینے پر اپنے بارے میں بتایا کہ اسکا دنیا میں کوئی نہیں رہا۔بقول اسکے

وہ اپنے باپ کے ساتھ کسی قافلے کے ساتھ سفر کر رہی تھی کہ صحرا میں اچانک لٹیروں نے حملہ کر کے لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ سب مردوں کو قتل کر کے عورتوں کو بندی بنالیا تھا۔

اور وہ لوگ انہیں مصر کے بازار میں بیچنے کیلئے لا رہے تھے جب وہ وہاں سے فرار ہو گ ئی اور بھاگتے ہوئے فرعون مصر سے ٹکرا گ ئی۔

فرعون کا برا وقت شروع ہونے والا تھا۔اس نے اسی وقت اسے ملکہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

اگلے دن پورے ملک میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ معبد کا بڑا پجاری ان دنوں وہاں نہیں تھا ورنہ وہ سیانا کی حقیقت جان جاتا اور کبھی یہ شادی نہ ہونے دیتا۔

فرعون نے اسی دن سیانا سے شادی کر کے پورے ملک میں پندرہ روزہ جشن کا اعلان کر دیا تھا۔پندرہ دن ہر خاص و عام کی دعوت تھی۔

سیانا کا باپ بھی ایک طبیب کا حلیہ بنا کر وہاں آ گیا تھا۔

دلہن بنی ملکہ سیانا جب عوام کے سامنے درشن دینے آئی تو اپنے باپ کو دیکھ کے پلان کے مطابق بے ہوش ہو کے گر گئی۔

شاہی طبیب نے ہر ممکن کوشش کی ملکہ کو ہوش میں لانے کی مگر ناکام رہا۔

اسی اثنا میں منادی کرائی گئی کہ اگر مجمعے میں کوئی طبیب ہے تو ملکہ کا علاج کرے اس کے بدلے اسے انعام دیا جائے گا۔

سیانا کا باپ اٹھ کر منادی کرنے والے کے پاس پہنچ گیا اور اسکے ساتھ چلنے کو بولا۔

اسے محل کے اندر بلایا گیا اور ملکہ کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔اس نے جاتے ہی سب خادماؤں کو باہر بھیج دیا اور دروزہ بند کر دیا۔سیانا جلدی سے اٹھ کے باپ کے گلے لگ گئی اور باپ نے اسے کامیابی کی مبارک دی۔

سیانا نے باپ سے کہا کہ وہ فرعون کو اس سے دور رکھنے کا کوئی بہانہ بتا دے۔اسکے باپ نے اسے بے فکر رہنے کو بولا اور اسے ایک شیشی دی فرعون کی شراب میں ملانے کو۔

فرعون نے آ کے ملکہ کو صحیح سلامت دیکھا تو طبیب سے بہت خوش ہوا۔اس نے اسے انعام دینا چاہا تو اس نے انکار کر دیا۔

ملکہ نے لاڈ سے فرعون سے فرمائی ش کی کہ اس طبیب نے اسکا بہت اچھے سے علاج کیا ہے سو اسے ملکہ کا ذاتی طبیب بنا دیا جائے۔

ملکہ کی فرمائی ش پر فوراً عمل کر کے فرعون نے اس طبیب کو محل کے خادموں والے حصے میں آرام کرنے بھیج دیا اور خود ملکہ کے پاس آ کے بیٹھ گیا۔

*****

ان کی شادی کو پورا مہینہ گزر گیا تھا۔ جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے تھے فرعون باتیں بھولنے لگا تھا۔ وہ دربار میں بات کرتے کرتے بھول جاتا اور پھر اسکے وزیر اور مشیر اسے یاد کرواتے۔ روز رات وہ ملکہ کے پاس جا کے اسکے ہاتھ سے شراب پیتا اور پھر اس کے بعد کا اسے کچھ یاد نہ رہتا۔ صبح ملکہ اس پہ ایسے ظاہر کرتی جیسے جان نچھاور کرتی ہو۔

راقس بھی ایک چکر محل کا لگا چکا تھا۔اور سیانا اس پہ تتلی کی طرح منڈلاتی رہی۔اسے اپنی یہ بھابھی پسند نہیں آئی ی تھی۔ شکل صورت کے اعتبار سے نہیں بلکہ سیرت کے اعتبار سے۔

سیانا نے اس پہ بھی حسن کا جادو چلانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ایک معصوم اور سادہ دل لڑکا تھا اسے اپنی بھابھی کی اداؤں سے گھن آئی ی تھی اور وہ اس سے متنفر ہو کے جلدی ہی واپس چلا گیا تھا۔

سیانا کے تو تن بدن میں آگ لگ گ ئی ی تھی اسکے ٹھکرانے سے۔

اس نے اپنے باپ سے بات کرنے کیل ئی ے بیماری کا ناٹک کر کے اسے پاس بلوا لیا تھا اور اب اس سے لڑ رہی تھی کہ وہ اپنی محبت کیسے پائے گی۔فرعون کے چکر میں اسکا پیار اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

انہی دنوں معبد کا بڑا پجاری واپس آ گیا تھا اور اتفاق سے اسی رات جب فرعون نے پجاری سے ملنا تھا۔اس کے تیار ہو کر باہر جانے سے پہلے سیانا نے ایک ایسی بات کہی کہ وہ تھوڑی یر تک اسکا منہ دیکھتا رہا۔

اس نے اس سے جادو کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ جادو کو کیسا سمجھتا ہے۔اور اسکے بتانے پہ کہ وہ اسکے بابا نے ختم کروایا تھا اسکا مطلب جادو برا ہے۔

مگر وہ معصومیت سے بولی کہ میں نے تو سنا ہے کہ جادو سے بڑے بڑے کام لی ئے جا سکتے ہیں۔آپ جادو بحال کروائی یں میں بھی سیکھنا چاہتی ہوں۔ہم اسے حکومت چلانے کیلی ئے استعمال کریں گے۔

www.novelsclubb.com

فرعون کے انکار پر بھی جب اس نے اصرار کیا تو فرعون نے اسے جھڑک دیا جس پہ وہ بپھر گ ئی ی اور بولی میری بات تو آپکو ماننا ہی ہو گی بادشاہ سلامت چاہے ہنس کے مانو یا رو کے۔

عجیب آنچ دیتا لہجہ اور چیلنج کرتی آنکھیں تھیں۔ایک پل کیلئے تو فرعون اندر سے کانپ گیا اور پھر چپ کر کے اٹھ کے پجاری کے پاس چلا گیا۔

پجاری نے اسکی شکل غور سے دیکھی ماتھے کی لکیریں پڑھی اور پھر کچھ حساب لگانے لگا۔

پجاری کو کچھ پڑھتے ہوئے زور کا جھٹکا لگا۔

وہ پریشان نظروں سے فرعون کو دیکھنے لگا۔اور اسکے ایسے دیکھنے پہ فرعون کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔کیا تم نے شادی کرنے سے پہلے جوتشی سے حساب لگوایا تھا؟

نہیں پجاری جی۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نا کہ خاندان سے باہر شادی نہ کرنا مگر تم موہ کے جال میں پھنس کر صرف اپنے لئے نہیں بلکہ پوری سلطنت کیلئے خطرہ مول لے چکے

www.novelsclubb.com

ہو۔اب جلد ہی یہاں جادو گروں کی حکومت ہو گی جو فرعونوں کے زوال کا سبب بنیں گے۔

کیا مطلب پجاری جی میں سمجھا نہیں۔

سمجھدار ہوتے تو میرا انتظار کرتے یا جوتشی سے مشورہ کرتے۔وہ لڑکی بہت بڑے کالے جادو کے ماہر کی بیٹی ہے اور خود بھی بہت بڑی جادو گرنی ہے۔وہ تمہارے لیئے نہیں بلکہ راقس کیلیئے آئی ہے اور اسکا باپ تخت کیلیئے۔

اسکا باپ کون ہے پجاری جی مجھے بتائیں میں اسے زندان میں ڈال دوں گا۔

اب کوئی فائدہ نہیں وہ لوگ اپنا کام شروع کر چکے ہیں۔

اسکا باپ وہی اسکا طبیب ہے۔اور دونوں باپ بیٹی مل کر تمہارے محل میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکے ہیں۔

اپنے جادو کے زور سے ان لوگوں نے تمہارے تمام خاص خادموں کو اپنے تابع کر لیا ہوا ہے۔اور جو تم باتیں بھول جاتے ہو وہ بھی ایک خاص جڑی بوٹی کو شراب میں ملا کے پلانے کی وجہ سے ہے۔اس بوٹی سے تم اندر ہی اندر ختم ہو رہے ہو اس نے تمہارے دماغ پہ بھی بہت بری طرح اثر ڈالا ہے۔

اب کیا ہو گا پجاری جی۔وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا

اب تو اسکا یہ ہی حل ہے کہ راقس کی حفاظت کی جائے وہ یہاں صرف راقس کیلئے آئی ہے۔ تمہیں مارنے کے بعد وہ لوگ راقس کو اپنا غلام بنا کر کٹھ پتلی کی طرح نچائیں گے۔وہ شاطر جادوگر پہلے ہی اپنے جیسے شیطن جادوگروں کی فوج بنا چکا ہے۔افسوس تم نے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے تباہ کر دیا۔

مجھے بتائیں پجاری جی میں کیا کروں۔میرے بھائی کو ان جادوگروں سے بچا لیں اور اس سلطنت کو بھی۔

اسکے لئے تمہیں خود کی جان قربان کرنی ہو گی۔میں تیار ہوں۔

وہ بنا سوچے بولا۔

اب تم محل واپس نہیں جاؤ گے کیونکہ وہ لوگ جان گئے ہیں کہ تمہیں ان کے بارے میں پتا چل گیا ہے۔ محل میں سب ان کے غلام ہیں۔ تم ابھی اپنے سب وزیروں مشیروں کو یہاں بلاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو بھی۔

کچھ دیر میں سب پہنچ گئے تھے۔اور فرعون نے سب کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں ساری صورتحال بتائی تھی۔

پہلے تو اسکے دونوں بھائیوں نے اسکے منصوبے پر عمل کرنے سے انکار کیا مگر پھر ساری صورتحال پر غور کرنے کے بعد سب مان گئے۔

کیونکہ سب جان گئے تھے کہ فرعون اس جڑی بوٹی کے استعمال کی وجہ سے اب بس کچھ ہی دن کا مہمان ہے۔

! راقس

جی پجاری جی

تمہیں اب محل میں جانا ہے اور یہی ظاہر کرنا ہے کہ تم ان کے یا اپنے بھائی ی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

وہ شیطان کی بچی تمہیں چاہتی ہے اسلیئے تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی مگر کچھ بھی ہو جائے محل کے اندر کچھ مت کھانا۔

فرعون کو پجاری نے کوئی ی عمل بتایا تھا جسے اس نے تین دن کرنا تھا جس سے اسکی روح اسکی انگوٹھی میں قید ہو جاتی۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نا کرتا تو سیانا کا باپ اسکی روح کو قید کرنے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

پجاری کے بتائے ہوئے عمل سے فرعون کی روح نے اتنی طاقتور ہونا تھا کہ اپنے بھائی ی کی مدد کر سکے۔

اسنے اسی وقت معبد کے خفیہ تہ خانے میں جا کے عمل شروع کر دیا تھا اور اس تہ خانے کا راز صرف پجاری کو پتا تھا اور اسکے علاوہ راقس کو بتایا گیا تھا تاکہ اگر پجاری کو کچھ ہو جاتا ہے تو راقس جا کے فرعون کی لاش نکال کر حنوط کروا سکے۔

پجاری نے اپنی ساری طاقت استعمال کر کے راقس پہ ایسا عمل کر دیا تھا کہ وہ شیطان اسکے دل کی بات جاننے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

راقس محل میں پہنچا تو وہاں ہلچل مچی ہوئی تھی۔وہ جانتا تھا کہ فرعون کو تلاش کیا جا رہا ہے مگر انجان بن کر خاموشی سے اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔

اسے پتا تھا ابھی سیانا کو خبر ہو جائے گی اور وہ ضرور آئے گی۔خود کو سفر سے تھکا ہوا ظاہر کرنے کیلئے ایسے ہی بستر پہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ سیانا اسکے کمرے میں آئی۔اسنے محسوس کر لیا تھا مگر بولا کچھ نہیں۔پہلے تو سوچا کہ بغیر اجازت اندر آنے پہ اسکو بے عزت کر کے نکال دے مگر پھر اس جادوگرنی کی چالوں کو سوچ کر چپ رہا۔

سیانا کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی اور پھر جیسے آئی ی تھی ویسے ہی خاموشی سے واپس چلی گ ئی۔اسے راقس کو اپنے باپ سے بچانے کیلی ئے کچھ انتظام کرنا تھا۔

اگلی صبح اٹھا تو محل میں ہلچل مچی ہوئی ی تھی۔وہ خاموشی سے اٹھ کر حمام میں چلا گیا۔جیسے ہی باہر آیا سیانا کو اپنی منتظر پایا۔

ساری احتیاط بالائے طاق رکھ کے اس پر برس پڑا۔اور اسے کمرے سے نکال دیا۔

*****

راقس نے سیانا کو کمرے سے نکال دیا تھا مگر اب سوچ رہا تھا کہ کہیں اس نے کوئی ی غلطی تو نہیں کر دی؟

اسے تو اس جادو گرنی سے پیار جتا کر اسکی کمزوری جاننی تھی۔مگر اب اسکی نوبت نہیں آئے گی۔

www.novelsclubb.com

لیکن یہ اسکی خام خیالی تھی کہ وہ اب اسکے پاس نہیں آئے گی یا اس سے منہ موڑ لے گی۔ وہ تو آئی ہی اس کے لئے تھی تو اس کا پیچھا کیسے چھوڑتی جسکے لئے وہ اتنی چالیں چل کر یہاں تک آئی تھی۔

وہ ناشتہ کرنے کیلئے باہر جانے لگا تھا جب وہ اجازت لے کر اس کے کمرے میں آگئی وہ اس کیلئے ناشتہ لے کر آئی تھی۔

راقس کو خبردار کر دیا گیا تھا کہ وہ لوگ بس اس پر جادو کر کے اسکے دل کا حال نہیں جان سکیں گے مگر کھانے میں کچھ ملا کر تو دے ہی سکتے نہ۔ جیسے کہ فرعون کو دیا گیا۔

www.novelsclubb.com

راقس سمجھ گیا تھا کہ وہ اسکی جان نہیں چھوڑنے والی۔ سو اس نے اسے نظر انداز کرنے کا سوچا تاکہ وہ اور اسکی طرف مائل ہو۔ اسی لئے جیسے ہی وہ مڑ کر خادمہ سے کھانا دستر خوان پر رکھوانے لگی وہ فٹ سے باہر نکل گیا۔

اب اسے تین دن سے پہلے پہلے ان جادو گروں کی کمزوری جان کر ان کا خاتمہ کرنا تھا۔تاکہ وہ لوگ پورے مصر میں اپنے کالے غلیظ جادو کی جڑیں نہ پھیلا سکیں۔

وہ اپنے پرانے وفادار خادم جو کہ اصطبل کا نگران تھا اسکے گھر چلا گیا اور ان کو سارا ماجرا سنایا۔ان کا بیٹا راقس کا دوست تھا۔اس پر راقس کا دوست ہونے کی وجہ سے محل میں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔اس نے راقس کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری لے لی۔

سارا ٹائم ان لوگوں کے پاس گزار کر شام کو راقس اپنے کمرے میں آیا تو سیانا کو وہیں اپنے بستر پر دراز دیکھا تو اسکا خون کھول اٹھا۔ایک تو غصہ اپنے بھائی کے ساتھ اس عورت کے دھوکے کا تھا دوسرا ان لوگوں کی غداری کا۔

راقس عام حالات میں بہت نرم مزاج لڑکا تھا مگر اس ٹائم اسکو ایسا غصہ آیا تھا کہ اس نے بازو سے پکڑ کے سیانا کو بستر سے کھینچ کے نیچے پھینک دیا۔

آپکی ہمت کیسے ہوئی میرے بستر پر لیٹنے کی؟آپ میرے بھائی کی بیوی ہیں ملکہ ہیں۔مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ مالکن ہیں یہاں کی۔ابھی کے ابھی نکلیں میرے کمرے سے ورنہ میں بھائی کو بعد میں بتاؤں گا پہلے خود آپ کا حشر بگاڑوں گا۔آپ نے مجھے.بیغیرت سمجھا ہوا ہے؟جو اپنے بھائی کی عزت کو نظر بھر کے بھی دیکھوں۔

مگر راقس میری بات تو سنو۔۔۔۔وہ گڑگڑائی

آپ بھائی جان کے ساتھ آکے کرنا جو بھی بات کرنی ہوئی ابھی جائیں۔اس نے بازو سے پکڑ کر اسکو باہر نکال دیا اور اسکے جانے کے بعد خود پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔اسے اپنا آپ بے سہارا اور غیر محفوظ لگ رہا تھا وہاں پہ۔

دوسری طرف فرعون کا عمل جاری تھا۔دن کے وقت وہ تہ خانے کے ایک کونے پہ بنے سوراخ میں سے آتی ہوئی دھوپ کے سامنے بیٹھا رہتا تھا۔اسکی طاقتیں

بڑی حد تک بحال ہو گ ئی تھیں مگر جو اندرونی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ی تھی اس نے اور سیانا کے دھوکے نے اس کا حوصلہ چھین لیا تھا۔

آج عمل کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ سیانا کا شیطان باپ راقس سے ملنا چاہتا تھا مگر سیانا نے اسے سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہ راقس سے دور رہے۔

آج پھر وہ راقس کے پاس آئی ی تھی لٹا پٹا حلیہ بنا کے۔ راقس ابھی ناشتے سے فارغ ہوا تھا اور اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا موجودہ حالات پہ تبصرہ کر رہا تھا۔ اسکے دوست کا خیال تھا کہ اسے سیانہ کے ساتھ نرمی سے بات کرنی چاہی ئے تبھی تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ لوگ باتیں کر ہی رہے تھے جب وہ آئی ی اور آ کے زمین پہ بیٹھ کے رونے لگی۔ راقس کا دوست بوکھلا کر جلدی سے باہر نکل گیا۔ مگر جاتے جاتے وہ اس عورت کی اداکاری پہ عش عش کرنا نہیں بھولا تھا۔

اسکے رونے پہ راقس ذرا دیر کو پریشان ہوا تھا مگر پھر نفرت سے اسکے رونے کو دیکھنے لگا۔جب اس نے اپنا ڈرامہ بند نہ کیا تو اسے پوچھنا پڑا۔کیا ہوا بھابھی آپ ایسے کیوں رو رہی ہو؟

بھائی جان تو ٹھیک ہیں نہ؟

تمہارے بھائی جان کا کوئی اتا پتا نہیں ہے آج تیسرا دن ہو گیا۔

کیاااا۔۔۔۔۔بھائی جان غائب ہیں اور آپ مجھے اب بتا رہی ہیں؟

کہاں گئے تھے وہ؟

ان کی کوئی لڑائی ہوئی کیا آپ سے؟اور آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟وہ بھی اداکاری میں اسکا بھرپور ساتھ دیتا ہوا بولا۔

نہیں وہ مجھے بڑے پجاری سے ملنے کا بول کر گ ئے تھے مگر واپس نہیں آ ئے۔ میں ہر جگہ پتا کروا چکی ہوں مگر وہ کہیں بھی نہیں ہیں۔ اب تم ہی ہو جوان کا سراغ لگا سکتے ہو۔

میں ان کیل ئی ے بہت پریشان ہوں ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ وہ ٹسوے بہاتی ہوئی ی بولی۔

راقس بھی دل میں پیچ وتاب کھاتا اس فریبی ناگن کو دیکھ رہا تھا جو اس کے بھائی ی کو ڈسنے کے بعد اب اس پہ ڈورے ڈال رہی تھی۔

میں جاتا ہوں پجاری جی کے پاس

کچھ دیر میں راقس پجاری جی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ساری بات سننے کے بعد انہوں نے تاسف سے سر ہلایا۔ اور اسے کچھ ہدایات دے کر رات کو واپس آنے کا بول کر واپس بھیج دیا۔

www.novelsclubb.com

راقس محل میں جانے کی بجائے اپنے دوست کی طرف گیا وہاں سے کھانا کھا کر واپس محل میں گیا۔اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اسکا پیچھا کیا جا رہا ہے۔اب اسے اپنے دوست اور اسکے گھر والوں کی حفاظت کیل ئے بھی کچھ کرنا تھا۔

محل میں جاتے ہی اسکا دم گھٹنے لگتا تھا۔وہ خاموشی سے باغ میں جا کے بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ پھر آگ ئی تھی پریشان چہرہ بنا کے۔

کیا ہوا راقس کچھ پتا چلا ان کا؟

ہاں پتا چل گیا وہ اپنے کسی دوست کے پاس ہیں۔انہیں زہر دیا جا رہا تھا کسی چیز میں ملا کے۔انکا دوست طبیب ہے وہ علاج کر رہا ان کا۔

www.novelsclubb.com

کیاااا۔۔۔۔زہر۔۔۔کس نے دیا کچھ پتا چلا؟وہ سراسیمہ ہو کے بولی۔راقس نے اسکے تاثرات غور سے ملاحظہ کی ئے تھے۔

نہیں ابھی نہیں پتا وہ ٹھیک ہو کے آئی یں گے تو پتا چلے گا۔

مجھے ان کے پاس لے چلو میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔

وہ جانتا تھا کہ معبد میں ان کا کوئی ی جادو کام نہیں کر رہا ہو گا اسلیئے انہوں نے راقس کو پھانسنے کی کوشش کی تھی تاکہ اس کے ذریعے فرعون تک پہنچ کر اسکی روح کو قید کر سکیں۔کالی راتیں شروع ہو چکی تھیں آج اماوس کی رات تھی اگر آج وہ لوگ اپنا کام نہ کرتے تو پھر انہیں ایک مہینہ انتظار کرنا پڑتا اور تب تک فرعون کی روح کوئی ی عمل کر کے طاقتور ہو سکتی تھی۔

نہیں وہ اپنا علاج ہونے تک کسی سے نہیں مل سکتے۔اس نے بات کرتے ہوئے سیانا کے چہرے کی طرف دیکھا۔صاف پتا چل رہا تھا کہ وہ اسکے اندر تک جھانک کر اسکی بات کی سچائی ی جاننے کی کوشش کر رہی ہے۔مگر کامیاب نہیں ہو پا رہی۔اسکا چہرہ لال ہو گیا تھا شاید اپنی ناکامی کی وجہ سے۔

تھوڑی دیر وہ راقس کو پر سوچ نظروں سے دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر اٹھ گ ئی ی۔تمہارے لی ئے کھانا بھجواؤں؟

تین دن ہو گئے تمہیں آئے ہوئے مگر تم نے ایک دن بھی کچھ کھایا نہیں یہاں سے۔کیا تمہیں محل کا کھانا نہیں پسند؟

اگر کہو تو میں خود کچھ بنا کے بھیجوں تمہارے لئے؟

نہیں اسکی ضرورت نہیں میں پہلے بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ویسے بھی میں آج چلا جاؤں گا۔

کہاں جاؤ گے۔ابھی کہیں مت جاؤ مجھے تمہاری ضرورت ہے۔

کیا مطلب؟اسکے گھورنے پہ وہ گڑبڑا گئی۔وہ میرا مطلب ہے کہ میں اکیلی ہوں تمہارے بھائی جان کے آنے تک تم سلطنت کے کام سمبھال لو دربار کا چکر ہی لگالو۔میں تمہارے ساتھ آجاؤں گی۔

اچھا دیکھتا ہوں ابھی آپ جاؤ میں نے آرام کرنا ہے اب مجھے صبح تک کوئی تنگ نہ کرے۔

اچھا ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔وہ مایوس سی ہو کے واپس چلی گ ئی۔جس کیل ئی ے اتنا سوانگ رچایا تھا وہ تو نظر بھر کے بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔اب اسے جلدی سے فرعون نام کا کانٹا نکالنا تھا تاکہ وہ پھر اپنے باپ کے ساتھ مل کر راقس پر عمل کر کے اس سے شادی کر کے مصر پہ حکمرانی کر سکے۔

رات ہوتے ہی راقس کا دوست اسکے کمرے میں آ گیا تھا۔اس نے محل کے باغ میں سے ایک خفیہ راستہ بنالیا تھا راقس اور فرعون کے کمرے تک رسائی ی حاصل کرنے کیلی ئے۔راقس نے بستر پر تکیے جوڑ کر اوپر چادر ڈال دی تھی تاکہ کوئی آئے بھی تو اسے محسوس نہ ہو کہ وہ بستر میں موجود نہیں ہے۔

www.novelsclubb.com

دونوں پہلے اسکے دوست کے گھر گ ئے تھے۔وہاں سے کھانا کھا کے دونوں مل کے معبد میں گ ئی ے تھے۔وہاں بڑے پجاری سے مل کے راقس اکیلا تہ خانے میں چلا گیا تھا۔

وہاں فرعون اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔وہ بھاگ کر اسکے پاس پہنچا اور اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر رونے لگا۔

رومت میرے بھائی مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے لیئے کچھ نہیں کر سکا۔ موہ کے جال میں پھنس کر نا صرف اپنی جان سے ہاتھ دھوئے بلکہ پوری سلطنت کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔تم وعدہ کرو ان جادو گروں کو نیست و نابود کر دو گے اور ایک اچھے فرعون بنو گے۔

میں وعدہ کرتا ہوں بھائی جان آپکا بدلہ میں ضرور لوں گا۔

فرعون نے اپنی شاہی مہر والی انگوٹھی والی انگلی اسکے سامنے کی۔یہ انگوٹھی پہن لو اور اپنی جان سے بھی زیادہ اسکی حفاظت کرنا۔ت جب بھی دل سے مجھے پکارو گے میں تمہاری مدد کو آجاؤں گا۔

یہ کہتے ہی اسکا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔

راقس دھاڑیں مار مار کے رونے لگا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے جیسے ہی انگوٹھی فرعون کے ہاتھ سے اتار کر اپنی انگلی میں پہنی ایک دم پیلی سی روشنی کا جھماکا ہوا اور اسکی انگوٹھی کچھ پل کیلئے چمک کر روشنی معدوم ہو گئی۔

وہ فرعون کی لاش کو کاندھے پر اٹھا کے اوپر لے آیا تھا۔پجاری اور اسکا دوست جلدی سے اسکے پاس آئے۔

رومت میرے بچے تمہارا بھائی تو تمہارے پاس ہے۔تمہاری انگلی میں قید۔

راقس نے انگوٹھی کو عقیدت سے دیکھا اور چوم لیا۔اسکے ایسا کرنے پہ انگوٹھی بھی پل کے پل چمکی تھی۔

www.novelsclubb.com

پجاری جی میں آپکا احسان کیسے اتاروں گا آپ نے بروقت پتا چلا کے میرے بھائی کی روح کو ان جادوگروں کے قبضے میں جانے سے بچا لیا۔

نہیں میرے بچے یہ تو میرا فرض تھا۔کاش کہ راعمیس شادی کرنے سے پہلے جوتشی سے ہی رابطہ کر لیتا تو وہ اسے خبردار کر دیتا۔

*****

راقس نے وہ ساری رات پجاری جی کے پاس ہی گزاری تھی۔وہ ان سے آگے کے معاملات کے بارے میں رہنمائی لیتا رہا۔

پجاری نے اسے دن میں سورج کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کو بولا تھا کیونکہ فرعون راع کو سورج سے طاقت ملتی تھی تو اس حساب سے اب راقس کو بھی سورج کی روشنی میں ہی اہم فیصلے کرنے تھے۔

صبح ہوتے ہی وہ سیدھا دربار میں گیا تھا

سب درباریوں کی موجودگی میں اس نے فرعون کی لاش تخت پہ رکھی تھی۔اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔اسکا بھائی ی عموس بھی وہاں آگیا تھا وہ بھی خود پر ضبط کر کے کھڑا تھا۔

تھوڑی دیر میں ملکہ کے آنے کا شور اٹھا۔ عموس نے اسے دیکھتے ہی اپنی تلوار کے دستے پہ ہاتھ رکھا تھا۔ راقس نے جلدی سے آگے بڑھ کے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔ نہیں بھائی ابھی اسکا وقت نہیں۔ بس آج کا دن انتظار کر لیں انکے سر اڑانے کا موقع میں آپ کو ہی دوں گا۔

ملکہ ایسے دھاڑیں مار رہی تھی جیسے فرعون کے دکھ میں جان ہی دے دے گی۔ وہ لوگ اس کالے لباس میں روتی بلکتی ملکہ کی اگر سچائی نہ جانتے ہوتے تو شاید اس کو سر آنکھوں پر بٹھا لیتے۔ مگر اس وقت تو ان کے دل غم و غصے سے بھرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اتنی دیر میں ملکہ کا شیطان باپ جو کہ وہاں طبیب کے روپ میں تھا۔ آگے بڑھا یہ جیسے کوئی اشارہ تھا۔ اسی دم ملکہ بے ہوش ہو کے گر گئی۔ ملکہ کی داسیاں آگے بڑھی اور اسے اٹھا کے لے گئیں۔ طبیب بھی ان کے ساتھ ہی وہاں سے نکل گیا۔

عموس نے آگے بڑھ کر مشیر خاص کو فرعون کی وصیت پڑھنے کا اشارہ کیا۔

پورے دربار میں خاموشی چھاگ ئی ی۔وصیت کے مطابق فرعون کو زہر دے کر مارا گیا تھا اور اب اسکی جگہ راقس کو فرعون نامزد کیا گیا تھا۔اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ فرعون کی ممی کو مقبرے میں پہنچانے سے پہلے اس کے قاتلوں اور محل میں موجود باقی غداروں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

فرعون کی لاش کو ایک دن کیل ئی ے دربار میں رکھا گیا تھا تاکہ دوسرے ممالک سے آنے والے امرا و بادشاہ اسکو آخری بار دیکھ سکیں۔سارا دن راقس اور عموس دربار میں ہی رہے۔

www.novelsclubb.com

پجاری جی نے محل کے غداروں اور جادوگروں کی پہچان کیلی ئے نشانی راقس کو بتادی تھی۔

پورے ملک میں عام منادی کرادی گ ئی تھی کہ فرعون کو زہر دینے والے کو گرفتار کر لیا گیا ہے اگلی صبح اسکا شہر کے باہر بڑے میدان میں سر قلم کیا جائے گا۔

سیانا اور اسکا باپ جو پہلے زہر والی بات سن کر پریشان تھے۔یہ جان کر کہ کسی اور کو گرفتار کر لیا گیا ہے مطمئن ہو گئے تھے۔کیونکہ اگر ابھی شک ان پر آجاتا تو وہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔کل رات ان کا سارا عمل ضائع ہو گیا تھا۔کیونکہ وہ لوگ کوشش کے باوجود نہ فرعون کا سراغ لگا سکے تھے اور نہ راقس کو قابو کر سکے تھے۔اب وہ لوگ اگلی اماوس تک عام سے جادوگر تھے۔

اب ان لوگوں کو فرعون کی شاہی مہر والی انگوٹھی کی ضرورت تھی اس کے بغیر ملکہ بھی کوئی فرمان جاری نہیں کر سکتی تھی۔

اگلی صبح ملکہ کو اسکے باپ نے جان بوجھ کر میدان میں سزا دیکھنے بھیج دیا تھا تاکہ وہ دکھی ہونے کا ڈرامہ کر کے عوام کی نظروں میں مقبول ہو جائے۔اور خود محل میں ہی رک گیا تھا تاکہ فرعون کی انگوٹھی چوری کر سکے۔

راقس نے پہلے ہی محافظوں کو پردوں کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ عموس اسکے ساتھ تھا جسے اس نے ہدایت کر دی تھی کہ جیسے ہی وہ اشارہ کرے عموس فوراً اس جادوگر کا سر قلم کر دے تاکہ اسے کوئی منتر پڑھنے یا چال چلنے کی مہلت ہی نہ ملے۔

میدان میں ہزاروں کی تعداد میں مجمع لگا ہوا تھا۔ محل کے سارے خدام اور داسیاں بھی وہاں بلائے گئے تھے۔ اسی طرح جو لوگ جادو چھوڑ کے وظیفہ لے رہے تھے ان کو بھی بلایا گیا تھا۔ آج بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو سزائے موت ملنے والی تھی۔

تاکہ اگلی بار کوئی بھی غداری کرنے سے پہلے ان لوگوں کے انجام سے عبرت پکڑے۔

وہاں میدان میں سزا کی تیاری ہو رہی تھی اور ادھر محل میں طبیب جادوگر فرعون کی لاش کو الٹ پلٹ کر اسکے ہاتھوں انگلیاں چیک کر رہا تھا جب اچانک اسے آواز آئی کیا ہوا یہ انگوٹھی ڈھونڈھ رہے ہو۔ راقس نے انگلی آگے کی۔

وہ ن ئی ے فرعون کو اچانک سامنے دیکھ کر بوکھلا گیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا اسکے پیچھے کھڑے عموس نے راقس کے اشارے پہ اسکا سر قلم کر دیا۔راقس نے اسکی تڑپتی ہوئی لاش کے سامنے اپنا انگوٹھی والا ہاتھ کیا اور بولا

دیکھ لیں بھائی جان آپکے پہلے دشمن کو سزا مل گ ئی ی اب دوسروں کی باری ہے۔

اسی دم انگوٹھی میں پیلی روشنی چمکی۔وہ دونوں نم آنکھوں کے ساتھ محافظوں کو اسکی لاش اٹھا کر میدان میں لانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گ ئی ے۔

میدان میں رش لگا ہوا تھا۔محل کے خادموں کو الگ کھڑا کیا گیا تھا اور جادوگروں کو الگ۔اسی دم فرعون کے آنے کی منادی کر کے سزا پر عمل درآمد کروانے کا اعلان کیا گیا۔

سیانا اونچی جگہ پر پردے کے پیچھے سے دیکھ رہی تھی۔

اسکا دل کچھ غلط ہونے کی گواہی دے رہا تھا مگر وہ یہ سوچ کر خود کو مطمئن کر رہی تھی کہ اسکے باپ نے اب تک شاہی مہر والی انگوٹھی حاصل کر لی ہو گی اور کچھ ہی دیر میں وہ لوگ میدان کا نقشہ بدل دیں گے اور اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر پورے مصر کے حکمران بن جائیں گے۔

اسی دم اسکی نظر مصروف سے راقس پر پڑی جو میدان میں بڑے پجاری کے ساتھ کھڑا کچھ مشورہ کر رہا تھا اور میدان کے دوسرے سرے سے بہت سے جلاد داخل ہو رہے تھے۔

اتنی دیر میں محافظ بھی کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک لاش کو لے آئے۔اور جیسے ہی انہوں نے اس پر سے کپڑا ہٹایا سیانا کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سی چیخیں میدان میں ابھری۔راقس نے نفرت بھری نظر سیانا پر ڈالی جو اٹھ کر میدان کی طرف بھاگ رہی تھی۔

*****

سیانا میدان میں پہنچ کر باپ کی لاش کے ساتھ لپٹ کر دھاڑیں مار مار کے رونے لگی۔دوسروں کے گھر اجاڑنے والوں کے جب خود کے گھر اجڑتے ہیں تو انہیں خدا یاد آتا ہے مگر پھر بھی معافی کیلئے نہیں بلکہ شکوہ کرنے کیلئے کے ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟

نہیں تھی وہ تو دکھی تھی1 معافی تو وہ مانگتے ہیں جو شرمندہ ہوتے ہیں۔وہ شرمندہ اپنے سہاگ کے مرنے پہ نہیں اپنے شیطان باپ کے مرنے پہ۔

راقس اس کے پاس گیا اور عجیب سے لہجے میں بولا۔ملکہ ٦ عالیہ آپ اس غدار طبیب کے مرنے پہ اتنا کیوں رو رہی ہیں بجائے بادشاہ سلامت کی میت پہ رونے کے۔

آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ بادشاہ سلامت کا قاتل مارا گیا۔

یہ میرے بابا ہیں وہ چلائی اور مزید رونے لگی۔اسے احساس ھی نہیں ہوا کہ وہ کیا بولی ہے۔

کیا کہا آپ نے ملکہ دوبارہ بولیں۔ کیا آپ نے یہ کہا کہ یہ بوڑھا جادوگر آپ کا باپ تھا؟

ہاں یہ میرے بابا تھے مصر کے عظیم جادوگر۔ تم نے کیسے مارا انہیں؟ بتاؤ مجھے وہ اتنی آسانی سے مرنے والے تو نہیں تھے۔

وہ ہذیانی انداز میں چلاتی ہوئی ی بولی۔

ہمم تو ملکہ سیانا کیا تم یہ قبول کرتی ہو کہ تم بھی اپنے باپ کی طرح جادوگرنی ہو؟ کیا یہ سچ ہے کہ تم دونوں باپ بیٹی فرعون کو مار کر سلطنت مصر پہ جادوگروں کی حکومت قائم کرنے کا منصوبہ بنا کے محل میں آئے تھے؟ اور کیا یہ بھی سچ ہے کہ تم اپنے باپ کا مہیا کیا ہوا زہر فرعون کو شراب میں ملا کے پلاتی رہی ہو؟

راقس بہت ہی زہریلے انداز میں سوال پوچھ رہا تھا

اور وہ اپنے باپ کی موت سے اتنی بوکھلائی ہوئی تھی کہ بنا سوچے ہاں میں سر ہلاتی گ ئی۔

دوسرے جادوگر اور محل میں سیانا اور اسکے باپ کے ساتھی اپنی اپنی جگہ کانپ رہے تھے۔انہیں بھی اپنی موت صاف دکھائی دے رہی تھی۔

محافظوں نے سیانا کے گرد گھیرا تنگ کر لیا تھا اب وہ فرعون کے حکم کے منتظر تھے۔

میں فرعون راقس حکم دیتا ہوں کہ تمام غداروں کے سر قلم کر دی ئے جائیں تاکہ دوبارہ کوئی فرعون سے غداری کرنے سے پہلے ان کا انجام یاد کر لے۔

میدان میں موجود تمام لوگ ایک ایک کر کے جوتشی اور بڑے پجاری جی کے آگے رکھے ہوئے تھال میں ہاتھ رکھیں گے اور غدار کو پجاری جی اور جوتشی جی خود پہچان جائیں گے۔راقس نے گونجدار آواز میں اعلان کیا۔

غدار اور خونی ملکہ سیانا کو زنجیروں میں جکڑ کر میدان کے ایک کونے میں ڈال دیا جائے تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کا عبرت ناک انجام دیکھے۔

ملکہ کو کل صبح اسی میدان میں پھانسی دی جائے گی۔ سزا پر عملدرآمد کیا جائے۔

اتنا کہہ کر وہ چبوترے پر بنی اپنی مخصوص نشست پر جا کے بیٹھ گیا۔

ہجوم میں سے کچھ مشتعل لوگوں نے اپنے جوتے اتار کر سیانا کی طرف مارنے شروع کر دیئے تھے جو کہ اس وقت کے بعد کی گم سم تھی۔ سپاہیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر لوگوں کو یہ کہہ کر منع کیا کہ یہ فرعون کی مجرم ہے اسے فرعون ہی سزا دیں گے۔

میدان میں موجود تمام لوگ اب باری باری آ کے تھال میں ہاتھ رکھ رہے تھے اور پجاری اور جوتشی ان کو دو الگ الگ لائنوں میں کھڑا کر رہے تھے۔ اتنی دیر میں ان لوگوں کو سامنے لایا گیا جو جادو سے تائب ہو کر حکومت سے وظائف لے رہے تھے مگر سیانا کے باپ نے ان کو دربار میں اعلیٰ عہدوں کا لالچ دے کر پھر سے ساتھ ملا لیا تھا۔

سب جادو گروں کو ایک لائن میں کھڑا کیا گیا تو وہ رو رو کر اور گڑ گڑا کر فرعون سے معافیاں مانگنے اور اور دوبارہ بد عہدی نہ کرنے کے وعدے کرنے لگے۔ راقس فطرتاً نرم دل تھا اسے خون خرابے سے نفرت تھی۔ مگر اس وقت وہ فرعون تھا اور اسے فرعون بن کر ہی فیصلہ لینا تھا۔

جلاد تلواریں اٹھا کے اس کے اشارے کے منتظر تھے۔ اس نے سر ہلا کے آنکھیں بند کر لیں تاکہ وہ اس خونی منظر کو نہ دیکھ سکے۔

کچاچ کی آواز ابھری اور بے شمار چیخیں گونجی۔ جادو گروں کے بغیر سر کے دھڑ تڑپ رہے تھے۔ راقس کو دیکھ کے ابکائی سی آئی۔ اس نے بے اختیار سیانا کی طرف دیکھا جو سفید پڑتے چہرے اور پھٹی آنکھوں کے ساتھ جادو گروں کے بے جان جسموں کو خون میں نہایا دیکھ رہی تھی۔ شاید اسے اپنا انجام بھی ایسا ہی نظر آ رہا تھا۔

اب محل کے اندر کے غداروں کے سر قلم کی ئے جا رہے تھے۔راقس تو عموس کو بتا کے وہاں سے اٹھ گیا۔وہ سیدھا اپنے دوست کے گھر گیا اور اسے ساتھ لے کے اصطبل سے گھوڑے لے کر دونوں جنگل کی طرف نکل گ ئے۔

سیانا کو قید کر دیا گیا تھا۔اور قید کرنے والوں نے اسے بے ضرر سمجھ کر اسکی زنجیریں کھول دی تھیں۔اور یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ صبح جب سزا پر عملدرآمد کرنے کیل ئے سپاہی سیانا کو لینے گ ئے تو قید خانے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گ ئے۔دونوں پہریداروں کی گردنیں ان کی خود کی تلواروں سے اڑا دی گ ئی تھیں اور سیانا غائب تھی۔

www.novelsclubb.com

راقس جو کہ فرعون راع کی لاش کو حنوط کرنے کیل ئے چھوڑ کر اب اسکے اہرام کی تعمیر کا کام دیکھنے جا رہا تھا اسے جب سیانا کے فرار کی خبر ملی تو سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

سارے ملک میں مفرور ملکہ کے فرار کی منادی کروا دی گ ئی تھی اور اسکے بارے میں اطلاع دینے والے کیلی ئے بھاری انعام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

جب بھی کوئی نیا فرعون تخت سمبھالتا تھا تو وہ اپنا اہرام بھی ساتھ ہی بنوانا شروع کر دیتا تھا۔اسی طرح فرعون راع کے اہرام کا کام بھی تقریباً مکمل تھا مگر اب راقس مقبرے کے اندر سے خفیہ سرنگ بنوا رہا تھا اپنے شاہی کمرے تک۔

ساتھ ساتھ سیانا کی تلاش بھی جاری تھی۔راقس نے دربار میں جانا شروع کر دیا تھا اور عموس ابھی بھی فوجوں کا سپہ سالار تھا مگر وہ زیادہ وقت راقس کے ساتھ گزارتا تھا۔

جس دن فرعون کی ممی کو مقبرے میں منتقل کیا گیا وہاں سے عجیب سی آوازیں آنے لگی جیسے بہت سی بلیاں مل کر رو رہی ہوں۔مزدور تو ڈر کے مارے کانپنے لگے مگر فرعون کی موجودگی کی وجہ سے بھاگنے کی جرأت نہ کر سکے۔

راقس کے ہمت دلانے پہ سب نے جلدی جلدی سارا سامان مقبرے میں منتقل کیا اور باہر نکل کر اہرام کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا۔وہ لوگ تو بھاگ

گ ئی ے مگر راقس نے رات مقبرے میں گزارنے کا فیصلہ کیا اور اپنی سواری پہ بیٹھ کر وہاں سے چل دیا۔

رات ہوتے ہی راقس نے اپنی خوابگاہ کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ مشعل لی اور اپنے بستر کے سرہانے لگی ہوئی ی تصویر کو گھما کر خفیہ دروازہ کھولا اور اندر اتر گیا۔

مقبرے تک پہنچتے وہ پسینہ پسینہ ہو گیا تھا یہ شکر تھا کہ اسے پسینہ تو آ رہا تھا مگر دم نہیں گھٹ رہا تھا شاید یہاں تک خفیہ دروازے سے ہوا اندر آ رہی تھی۔

مقبرے کے اندر پہنچتے ہی وہ چونک گیا۔ خون کی بو اس نے دور سے سونگھ لی تھی۔ اور جیسے ہی زرا آگے ہوا مقبرے کے فرش پر خون کا تالاب دیکھ کر اسے ابکائی آگ ئی۔

*****

جیسے ہی وہ مقبرے میں داخل ہوا پورے فرش پر خون ہی خون پھیلا دیکھ کر وہاں ہی رک گیا۔ وہ دن کے وقت اپنی نگرانی میں اہرام بند کروا کے گیا تھا۔ اسکی خواب گاہ سے کسی کا آنا ممکن نہیں تھا تو یہ خون کہاں سے آیا یہ اس کے لیئے معمہ بن گیا تھا۔

وہ منہ پر رومال رکھ کے خون کے دھبوں سے بچتا بچاتا آگے بڑھا تاکہ دیکھ سکے کہ یہ اتنا خون آخر آیا کہاں سے۔ زرا سا آگے بڑھا تو فرش پر کسی بے سر کے دھڑ کو دیکھ کر چونک گیا۔ وہ کوئی ی نسوانی وجود تھا۔ مگر وہ تھی کون اور اندر کیسے آئی ی یہ حیران کن بات تھی۔ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے اسے اچانک ایک کونے میں کوئی ی گول سی چیز نظر آئی ی وہ سمجھ گیا کہ یہی اس مردہ جسم کا سر ہے۔ سر کی طرف بڑھتے ہوئے اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

سر کو دیکھ کے اس کو جھٹکا لگا تھا۔ وہ وہاں سے الٹے پاؤں واپس بھاگا اور بیڈ روم میں آکے سانس لی۔ تھوڑی دیر خود کو سنبھالا اور معبد کی طرف چل دیا۔

www.novelsclubb.com

بڑے پجاری کو ساتھ لے کر دوبارہ مقبرے کے اندر پہنچا اور ان کو بھی لاش دکھائی ی۔ پجاری نے وہاں ایک صاف گوشہ دیکھ کر ساتھ لایا ہوا کپڑا بچھایا اور دیا جلا کر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔

راقس کو خون کی بدبو سے ابکائی ی آ رہی تھی۔ ظاہر ہے وہ خون خرابے سے دور اور قدرت سے نزدیک رہنے والا انسان تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ دوبارہ اس مقبرے میں نہیں آئے گا جب تک کہ انگوٹھی واپس رکھنے کا وقت نہیں آ جاتا۔

اسے وہ انگوٹھی اپنے پورے دور حکومت میں پہن کے رکھنی تھی اور جیسے ہی اسکا کوئی ی لڑکا فرعون بنتا تو وہ انگوٹھی واپس مقبرے میں ہمیشہ کیلئے رکھ دی جانی تھی۔ اسی لیئے اس نے مقبرے کے اندر سے اپنے کمرے تک سرنگ بنوائی ی تھی۔

کچھ ہی دیر میں پجاری بھی پسینے میں شرابور وہاں پہنچ گیا اور آتے ہی پانی مانگا۔ پانی پی کر پجاری نے راقس کو پاس بٹھایا اور آہستہ آواز میں اسے کچھ بتانے لگا۔

پجاری کے جانے کے بعد وہ کافی دیر کچھ سوچتا رہا اور پھر اگلی صبح مقبرے میں جانے کا سوچ کے سو گیا۔

اگلی صبح اس نے سورج نکلنے کے بعد کچھ وقت آنکھیں بند کر کے دھوپ کے سامنے عبادت کر کے گزارا اور پھر غسل کر کے ناشتہ کرنے کے بعد کمرے میں آ گیا۔ وزیر کو اس نے دیر سے دربار میں آنے کا بولا اور کمرہ اندر سے بند کر لیا۔ پجاری کی ہدایت کے مطابق اسے یہ کام خود ہی کرنا تھا کسی کو بھی شریک راز بنائے بغیر۔

تھوڑی دیر ہمت مجتمع کی اور منہ پہ کپڑا باندھ کے سرنگ میں اتر گیا۔ جیسے جیسے وہ آگے جا رہا تھا اسے کل کا منظر یاد آ رہا تھا جب اس نے سیانا کی سر کٹی لاش دیکھی تھی۔ اس کیلئے تو اسکا ذندان سے فرار ہونا ہی معمہ بنا ہوا تھا اور پھر اسکی مقبرے کے اندر موجودگی وہ بھی سر کٹی لاش کی صورت میں۔ وہ پریشان ہو گیا تھا۔

پجاری نے جب اسے یہ بتایا کہ سیانا نے اپنا گلا خود کاٹ کر قربانی دی ہے تاکہ وہ اپنے باپ سے کیا وعدہ نبھا سکے۔ تو اسکے رونگھٹے کھڑے ہو گ ئے تھے۔ کوئی لڑکی اتنی بہادر کیسے ہو سکتی ہے کہ اپنا گلا خود کاٹ لے۔ مگر وہ بھول گیا تھا کہ وہ جادو گرنی تھی شیطان کی پیروکار۔

اس نے اپنی قربانی اسلی ئے دی تھی تاکہ اپنی روح کو امر کر کے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ وہ انگوٹھی حاصل کر کے کسی کے جسم پہ قبضہ کر کے اپنے باپ کا مشن پورا کر سکے۔

اسکے لی ئے اسے کسی گرو کی ضرورت تھی تاکہ وہ اس کی روح پہ عمل کر کے اسے امر کر سکے۔ وہ جنگلوں کی طرف پرواز کر گ ئی تھی کیونکہ کالے جادو کے ماہر جنگلوں اور پہاڑوں میں ہی تپسیا کرتے تھے۔

وہ اپنا جسم وہاں ہی چھوڑ گ ئی ی تھی کیونکہ اسکا خیال تھا کہ اب وہاں کوئی ی نہیں آئے گا۔ جبکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ فرعون راقس نے خفیہ سرنگ بنوائی ی ہے۔ ورنہ وہ ایسی غلطی کبھی نہ کرتی۔

پجاری نے کوئی ی عمل کر کے سارا معاملہ جان کر راقس کو سیانا کا جسم کسی خفیہ جگہ پر چھپانے کی ہدایت کی تھی۔ اور اسے ایک دھاگے کا گولہ پڑھ کر دیا تھا تاکہ وہ اس جگہ پر باندھ کر اس جگہ کا حصار کر سکے۔ اس سے وہ شیطانی طاقت اس کے جسم کو حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

اور وہ جسم سیانا کیلی ئے اسی لی ئے ضروری تھا کہ کوئی ی اگر اسکے جسم کو آگ لگا دیتا تو وہ امر ہونے کے باوجود فنا ہو جاتی۔

راع کی ممی کے چبوترے کے اندر قبر بنی ہوئی ی تھی۔ راقس نے بڑی دقتوں سے لاش کے دونوں حصے اٹھا کے اس قبر میں پھینکے اور قبر کو بند کر کے چبوترے کے گرد دھاگہ لپیٹ دیا۔ اب وہ لاش دھاگہ کھلنے کے بعد ہی کسی کو نظر آسکتی تھی۔

وہ واپس کمرے میں آیا اور غسل کر کے نڈھال سا ہو کے مسہری پر لیٹ کر سارے واقعات پر غور کرنے لگا۔ یہ سب اسکی وجہ سے شروع ہوا تھا۔ وہ خود کو قصوروار سمجھ رہا تھا۔ ناوہ اس روز جنگل کے اس بیرونی حصے کی طرف جاتا ناوہ شیطان کی بچی اس پر عاشق ہوتی اور نا یہ سب ہوتا۔

وہ وقت کو نہیں بدل سکتا تھا مگر اب اس نے اپنی سلطنت پر توجہ دینی شروع کر دی تھی اور مصر میں ترقیاتی کام شروع کروادی ئے تھے۔

راقس نے تیس سال حکومت کی۔ کچھ وقت بعد اس نے پجاری کی بیٹی سے شادی کر لی اسکے بچے بھی ہوئے۔ اس دوران سیانا کی روح نے اور دو تین عاملوں نے اسکو بہت ستایا مگر وہ اسے مار نہیں سکے کیونکہ ایک تو فرعون راع کی انگوٹھی اس کے پاس تھی جسے وہ کبھی اپنی انگلی سے جدا نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا سیانا کا مردہ جسم جسے حاصل کرنے کیلئے اس نے بہت جتن کی ئے تھے۔

وہ بار بار مقبرے میں گ ئی ی مگر اپنا جسم نہ وہ خود ڈھونڈھ سکی نا کوئی ی عامل۔ پجاری کے دماغ کو بھی انہوں نے چیک کیا مگر وہ بھی اس جگہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

راقس کو اس نے بار بار آفر کی کہ وہ اسکا جسم اسے واپس کر دے وہ چلی جائے گی مگر شیطان پہ اعتبار کرنے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

راقس کو جب کبھی مشکل پیش آتی فرعون راع کی روح اسکی ہمیشہ مدد کرتی تھی۔ مگر یہ بھی سچ تھا کہ اس کے دور حکومت میں مصر نے بہت ترقی کی۔ جادو گروں کا تو اس واقعے کے بعد کسی نے نام تک نہیں سنا کبھی۔

www.novelsclubb.com

جس دن راقس کا بیٹا فرعون بنا اسی رات راقس سویا تو پھر نہیں اٹھا۔ انگوٹھی بھی اسکی انگلی میں رہ گ ئی اور اسکے ساتھ اسکے اہرام میں رکھ دی گ ئی ی۔ کیونکہ اسنے انگوٹھی کے راز میں کسی کو شریک نہیں کیا تھا۔ اور اپنے بیٹے کیل ئے ن ئی ی مہر والی انگوٹھی بنوائی ی تھی۔

اسلیئے اس کے بیٹے نے انجانے میں وہ انگوٹھی اس کے ساتھ رکھوائی ی۔ بعد اذاں وہ انگوٹھی نوادرات کے ساتھ وہاں سے چوری ہو کے نجانے کتنے ہاتھوں میں گ ئی۔

سیانا کی روح جسم بدل بدل کے اس انگوٹھی کو حاصل کرنے کیلیئے لوگوں کو اپنا آلہ کار بناتی رہی مگر فرعون راع کی روح اس انسان کو ڈرا کے اسکے ایسے ایسے نقصان کرتی تھی کہ وہ ڈر کے مارے انگوٹھی کو واپس چوری کے نوادرات کی دوکان پہ پھینک جاتے۔

علیزے چونکہ بہادر بھی تھی اور دل کی بھی صاف تھی اسلیئے فرعون نے اس کی مدد لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ کہ وہ سیانا کے جسم کو ڈھونڈھ کے جلادے اس کام میں راع نے بھی اسکی مدد کرنی تھی اور پھر علیزے سے اسکے ساتھی کو اسکے گھر تک پہنچانے میں مدد کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

علیزے کے یہ پوچھنے پر کہ وہ ڈانسر واقعی ہی سیانا ہے ؟اور وہ حاتم کے پیچھے کیوں پڑی ہے۔اسکے جواب نے علیزے کو پریشان کر دیا تھا۔

*****

فرعون کی روح نے ڈانسر کے سیانا ہونے کی تصدیق کر دی تھی۔ویسے بھی وہ اپنے اصل نام سے ہی تو مخاطب ہوتی تھی ہر بار۔

اور جب فرعون نے بتایا کہ وہ حاتم کے پیچھے اسلیۓ پڑی ہے کیونکہ وہ راقس جیسا ہے۔

بنابنایاراقس

www.novelsclubb.com

توعلیزے کچھ دیر کیلیۓ سکتے میں آگ ئی۔کچھ بھی تھا اسے اس بناوٹی دنیا سے دور کے اس معصوم انسان سے ہمدردی ہو گ ئی تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ حاتم کسی بدلے کی بھینٹ چڑھے۔

اس نے سنا تو تھا کہ ایک شکل کے سات لوگ ہوتے ہیں مگر صدیوں بعد پیدا ہونے والے افریقہ کے دور دراز قبیلے کے شہزادے اور صدیوں پہلے گزر چکے فرعون کی اتنی مماثلت نے اسے حیران کر دیا تھا۔

وہ سوچوں کو جھٹک کر فرعون کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے کچھ بتا رہا تھا۔ فرعون کے مطابق سیانا ایک تو اسکی طرف راقس کا ہمشکل ہونے کی وجہ سے متوجہ ہوئی دوسرا وہ پائی ل ہے۔

پائی ل مطلب؟ مطلب کے وہ الٹا پیدا ہوا تھا سر کی بجائے پاؤں کی طرف سے۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور کالے جادو کے ماہر ان کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں ۔ان کی قربانی دے کر کالی طاقتوں میں اضافہ کرنے کیلئے۔

سیانا بھی اسی چکر میں ہے کہ وہ کسی طرح حاتم کو قابو کر کے اسکے ساتھ وقت گزارے اور دل بھر جانے پر اسے شیطان پر قربان کر کے طاقت حاصل کرے۔

وہ ابھی یہ نہیں جانتی کہ یہ انگوٹھی تمہارے پاس ہے ورنہ تمہاری جان کی بھی دشمن ہو جاتی ابھی تو بس وہ تمہیں اپنی رقیب ہی سمجھ رہی ہے۔

پھر اب کیا کریں۔ کیا میں یہ انگوٹھی حاتم کو پہنا دوں؟

نہیں تم اسکا راز ابھی کسی کو نہیں بتاؤ گی حاتم کو بھی نہیں۔ وقت آنے پر میں تمہیں بتا دوں گا کہ کب حاتم کو سب بتانا ہے۔

ایک اور بات بتائیں کہ ہم اس اہرام میں کیسے جائینگے اور وہ مقبرہ ڈھونڈ کے کیسے سیانا کی بچی کھچی ہڈیاں ڈھونڈیں گے؟

اہرام تو کب کا کھول دیا گیا ہے تم وہاں جا سکتی ہو مگر وہاں سے ایسے ہی نہیں کچھ بھی اٹھا کے لا سکتی۔ بس تم دن کے وقت جانا اور ہر چیز کا غور سے معائنہ کرنا۔ تمہیں وہ چبوترہ ڈھونڈنا ہے۔ باقی کام رات میں کرنا خفیہ سرنگ کا راستہ اسی ہوٹل میں ہے۔

فرعونوں کا دور حکومت گزرنے کے بعد کافی ٹوٹ پھوٹ ہوئی ی اور مصر کی حکومت نے سب اپنے قبضے میں کر لیا۔اہراموں میں چوریاں عام بات ہو گ ئی۔یہ ہوٹل محل کے رہائی شی حصے میں بنایا گیا ہے اور باقی حصے میں ہوٹل کے پیچھے شاپنگ مال بنادیا گیا۔

کمروں کی توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے بس رنگ روغن کر کے جدید انداز میں آراستہ کرلی ئے گ ئے۔اسی وجہ سے وہ خفیہ سرنگ کا راستہ بھی بچ گیا۔

مگر وہ کس کمرے میں ہے؟

کمرہ نمبر 315 سیانا کا کمرہ۔

www.novelsclubb.com

اوہ ہاں اس نے ٹشو پہ نمبر لکھ کے حاتم کے کوٹ میں ڈال دیا تھا۔علیزے کو یاد آ گیا

ہاں مگر تمہیں اسکی غیر موجودگی میں وہاں جا کر ڈھونڈنا ہو گا کہ وہ خفیہ دروازہ کہاں ہے۔کیونکہ جب یہ ہوٹل بنا تو یہاں کام کرنے والے مزدوروں نے

دیواروں پر خوبصورتی کیلئے منقش لکڑی لگادی تھی۔وہ دروازہ اس لکڑی کی دیوار کے پیچھے ہے کہیں۔اب یہ تمہاری ذہانت ہے کہ کیسے اس دروازے کو ڈھونڈتی ہو۔

ہمم مطلب مجھے حاتم کو استعمال کرنا ہو گا سیانا کو کمرے سے دور رکھنے کیلئے۔چلو سوچتی ہوں کچھ۔

تمہیں اگر کچھ اور پوچھنا ہے تو پوچھ لو میں دوبارہ تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔

ہاں جب بھی تمہیں کوئی ی مشکل پیش آئی ی تمہیں مدد مل جایا کرے گی۔

ٹھیک ہے مجھے بس یہ بتادو کہ ہمارے پاس کتنا ٹائم ہے۔یعنی کہ سیانا نے کسی مخصوص دن ہی حاتم کی قربانی شیطان کو دینے کا سوچا ہو گا نا۔

ہاں ٹھیک سوچا وہ اگلی اماوس کو کرے گی قربانی۔یعنی کہ اس حساب سے تمہارے پاس اٹھارہ دن ہیں۔

ٹھیک ہے میں کچھ کرتی ہوں۔بس اور کچھ نہیں پوچھنا مجھے۔وہ کچھ سوچتی ہوئی ی بولی۔اسی دم دھویں کا وہ ہیولہ غائب ہونا شروع ہو گیا اور علیزے کی انگوٹھی پل بھر کو چمک کر معدوم ہو گئی۔

نیند تو اڑ چکی تھی اسکی اب اس نے نماز پڑھ کر ہی سونے کا سوچا۔اور یہ اسکی بچپن سے عادت تھی اپنی دادی ماں کے ساتھ ساری نمازیں پڑھا کرتی تھی۔مگر اب بھی فجر کی نماز تو کبھی نہیں چھوڑتی تھی ہاں باقی نمازوں میں سے جو وقت پہ یاد آجائے پڑھ لی۔

اور باہر نکلنے سے پہلے خود پہ آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کے پھونک کر باہر نکلتی تھی۔

صبح کمرے کا دروازہ بجنے کی آواز پہ اسکی آنکھ کھلی تھی۔تھوڑی دیر تو سمجھ میں نہیں آیا کہ کہاں ہے۔پھر دوبارہ دستک کی آواز پہ پوری طرح بیدار ہو کے ٹائم دیکھا تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔

اف میں اتنی دیر سوئی ی۔ سر پہ ہاتھ مار کے اٹھ کے جلدی سے دروازہ کھولا۔ حاتم نیوی بلو جینز کے ساتھ سفید ٹی شرٹ میں نکھرا نکھرا بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ کچھ پل اسے ستائی شی نظروں سے دیکھتی رہی پھر شرارت سے بولی

واہ جنگلی بڑے پیارے لگ رہے ہو

اور تم پوری چڑیل لگ رہی ہو

وہ جل کر بولا۔ بیچارہ اتنی محنت سے تیار ہو کے آیا تھا اور علیزے میڈم نے اسے جنگلی بول دیا۔ وہ منہ بنا کے بیٹھ گیا

اچھا اچھا منہ نہیں بناؤ اچھے لگ رہے ہو بہت اب ٹھیک؟

تم کیوں اتنی لیٹ اٹھی ہو؟ وہ بات بدل کر بولا

رات لیٹ سوئی ی تھی تو آنکھ ہی نہیں کھلی صبح۔ کیوں کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نہ تمہاری؟ کہو تو ناشتہ ادھر ہی منگوا لیتے ہیں۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ ارے نہیں تم بیٹھو میں بس ابھی آئی ی۔

حاتم اٹھ کے سٹنگ ایریا میں جا کے ٹی وی لگا کے بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ جب وہ اپنے قبیلے میں واپس جا کے سب کو اس دنیا کی ان حیران کن چیزوں کے بارے میں بتائے گا تو ان لوگں کا کیا رد عمل ہو گا۔ یہی سوچتے ہوئے اسے اپنے ماں باپ یاد آگ ئے۔ پا نہیں سب کیسے ہوں گے اور پتا نہیں وہاں کتنا وقت گزر گیا ہو گا۔

علیزے نے اسکے آگے آ کے چٹکی بجائی ی تو ہوش میں آیا۔ علیزے نے پرپل اور سفید فراک پہنا تھا۔ واؤ تم تو بہت پیاری لگ رہی ہو۔ شکریہ بدلہ اتار رہے ہو؟ اس نے ابرو اچکائے اور دونوں ہنس پڑے

لفٹ میں داخل ہو کے علیزے نے ایک بار پھر حاتم کو چھیڑا۔ یار سچ سچ بتاؤ کس پہ بجلی گرانے کا ارادہ ہے آج

تم پہ

مگر تم تو پتھر کی ہو نا کوئی ی اثر ہی نہیں ہوتا تم پہ حاتم اپنی رو میں بولا

اسکی بات پہ ایک پل کیل ئی ے تو علیزے کی سانسیس تھم گ ئی ی تھیں وہ پل بھر کو ساکت ہوئی ی مگر پھر اسکا مذاق سمجھ کر سر جھٹک کر لفٹ سے نکلی۔ پیچھے حاتم انتظار میں ہی رہ گیا کہ وہ کچھ بولے گی مگر جب وہ چپ کر کے نکل گ ئی ی تو ہونٹ بھینچ کر خود بھی اسکے پیچھے چل پڑا۔

*****

ناشتے کے بعد وہ لوگ وہاں ہی بیٹھ کر قہوہ پینے لگے۔ وہ قہوہ ہمارے یہاں کے پتی والے کالے قہوے جیسا نہیں بلکہ وہ جڑی بوٹیوں کا قہوہ ہوتا ہاضمے دار اور بہت مزے کا ذائ ے قے دار قہوہ۔ عربی لوگ کھانے کے بعد لازم پیتے یہ قہوہ۔ وہ لوگ اسے شائے مغربی یا گہوہ بولتے۔ ہر علاقے کی اپنی زبان اپنی ثقافت اور اپنے انداز۔ اسی طرح عربی میں خوبصورت یا اچھے کو جمیل بولتے مگر مصریوں کا ایکسینٹ مختلف

ہے یہ لوگ ج کو گ بولتے اور ان کی عربی میں بہت سے الفاظ کافی شارٹ ہوتے علیزے کو پہلے سمجھ تو ویسے بھی نہیں آتی تھی مگر ان کے ایکسینٹ کی وجہ سے وہ لفظ بھی جان نہیں پاتی تھی کہ بولا کیا ہے۔

اسے سب وہاں تو تلے ہی لگے تھے

مگر اب فرعون نے اس پر کوئی عمل کر کے اسے اپنی زبان سکھادی تھی۔جو تھی تو فرعون کے دور کی مگر ابھی بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ قابل قبول تھی۔

علیزے پر ساری رات جاگنے کی وجہ سے کہولت طاری تھی وہ صرف سونا چاہ رہی تھی مگر حاتم کا پروگرام بھی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی سو مجبوراً ساتھ چلی گ ئی ی۔

پہلے اسکا پروگرام فرعون راع کا اہرام دیکھنے کا تھا لیکن حاتم وہاں کے نواحی علاقے دیکھنا چاہتا تھا تو اس نے کیب منگوالی۔حاتم کو پسنجر سیٹ پر بٹھا کے کیب والے کے ساتھ مصروف کر کے خود پچھلی سیٹ پر سوگ ئی ی۔

اسکی آنکھ حاتم کے ہلانے پہ کھلی جو زور و شور سے اسکا کندھا ہلا رہا تھا۔اف بس بھی کرو جڑ سے اکھاڑو گے کیا۔

کیا مطلب؟ وہ حیران ہوا

مطلب یہ کہ یہ میرا کندھا ہے اور یہ لکڑی کا بنا ہوا نہیں ہے۔مہربانی فرما کے ہاتھ پیچھے کر لو۔اوہ سوری تم بہت گہری نیند میں تھی شاید۔

کب سے آوازیں دے رہا ہوں تم اٹھ ہی نہیں رہی۔وہ شرمندگی سے بولا

ہمم مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کب سو گئی۔خیر چلو

علیزے اگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو ہم واپس چلتے ہیں۔کل آ جائیں گے۔

ارے نہیں اب میں بالکل فریش ہوں چلو تم۔

www.novelsclubb.com

سارا دن وہ لوگ قاہرہ کے آس پاس کی نواحی آبادیوں میں گھومتے رہے۔اور وہاں کے مقامی لوگوں کے مہمان بھی بنے۔

واپسی پر کیب کی ڈگی تحائف سے بھری ہوئی تھی جن میں ہاتھ سے بنے ہوئے شوپیس، شیشے اور مقامی لباس بھی تھے

علیزے تو ان لوگوں کی مہمان نوازی پہ حیران تھی جنہوں نے زبردستی ان لوگوں کو اپنا مہمان بنایا اور پھر تحائف بھی دیئے۔اس کے بدلے میں وہ اور تو کچھ کر نہیں سکتے تھے تو ان کے بچوں کو کھلونے خریدنے کو پیسے دے آئی جو ان لوگوں نے بہت زبردستی کرنے پر لیئے۔

www.novelsclubb.com

حالانکہ حقیقت میں مصر کی عورتیں بہت تنگدل اور کنجوس ہوتی ہیں جبکہ مرد اس کے الٹ۔لیکن وہ مضافاتی آبادیوں کی سادہ دل عورتیں بہت کھلے دل کی تھیں۔

ایک اچھا دن گزار کے جب وہ لوگ واپس ہوٹل میں پہنچے تو شام ہو چکی تھی۔ علیزے کی نظر غیر ارادی طور پہ اوپر پڑی تو وہاں کسی کمرے کی بالکنی میں سیانا کھڑی تھی۔اور خونی نظروں سے علیزے کو دیکھ رہی تھی۔

بدلے میں علیزے نے بھی گھور کے دیکھا اور جان بوجھ کر حاتم کا بازو پکڑ کے جتاتی نظروں سے اسے دیکھ کر اندر کی طرف چل پڑی۔سامان ان کا ہوٹل کے ویٹرز آ کے نکالنے لگے تھے۔

حاتم بیچارے کے تو طوطے اڑ گئے تھے علیزے میڈم نے خود سے اسکا بازو پکڑا تھا۔ابھی وہ بیچارہ ہواؤں میں اڑنے کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ اسے نے مین ڈور کراس کرتے ہی اسکا بازو چھوڑ دیا اور اس بیچارے کے سپنے دھڑام سے نیچے گر کر چور چور ہو گئے۔وہ دکھی منہ بنا کے اسکے پیچھے چل پڑا۔

ان لوگوں نے فریش ہو کے کافی کا آرڈر دیا اور ٹی وی کے آگے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔اتنی دیر میں ویٹر کافی لے آیا۔

وہ جیسے ہی کافی ٹیبل پر رکھ کر واپس مڑا علیزے نے اسے آواز دے کر روکا اور ٹرے میں رکھا انویٹیشن کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگی اور پھر اسے واپس کرتے ہوئے بولی کہ اپنے مینیجر کو بولو ہمیں اپنے بیہودہ شو میں انوائیٹ کرنے کی زحمت نہ کیا کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے سامنے کے چار دانتوں سے محروم ہو جائے وہ اتنے غصے سے بولی کہ ویٹر بیچارا کارڈ لے کر بھاگ گیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ مینیجر خود آ گیا۔ میڈم یہ ڈانس شو نہیں ہے بلکہ بہت خاص میجک شو ہے اور یہ شو ہر مہینے ہمارے ہوٹل میں ہوتا ہے اس کو دیکھنے کیلئے پہلے سے ہی اتنی بکنگ ہو جاتی ہے کہ ہمیں گیلری میں بھی صوفے لگانے پڑتے ہیں

www.novelsclubb.com

اچھا ایسا کیا ہے اس شو میں؟ حاتم نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا

سر پہلے تو چھوٹے موٹے آئی ٹمز ہوتے ہیں پھر خاص آئی ٹم میں ایک آدمی آنکھوں پر پٹی باندھ کر حاضرین میں سے کسی کو بھی بلا کر سامنے بورڈ کے ساتھ لگا کر چاقو پھینکتا ہے

اور حیران کن بات یہ کہ آنکھوں پہ پٹی ہونے کے باوجود ایک بھی چاقو ادھر اُدھر نہیں ہوتا۔

ہمم چلو ٹھیک ہے ہم آجائیں گے۔

رات کے کھانے کے بعد قہوہ لے کر وہ لوگ اسی ہال میں لگی اپنے نام کی نشستوں پہ آکے بیٹھ گئے تھے۔ابھی چھوٹے موٹے کرتب ہی ہو رہے تھے۔

وہ لوگ اکتا کے اٹھنے ہی والے تھے کہ وہ آدمی اپنا چاقوؤں والا بیگ اٹھا کے سٹیج پر آگیا۔جھک کر سلام کرتے ہوئے اسکی نظر حاتم پر پڑی اور اس نے حاتم کو سٹیج پر آنے کا شارہ کیا

اس سے پہلے کہ علیزے اسے روکتی وہ فٹافٹ سے اٹھ کر سٹیج کی طرف چل دیا۔

ان کی میز سٹیج کے سامنے ہی تھی۔

علیزے نے کوفت سے حاتم کی اس بچگانا حرکت پر اسے دیکھا اور سر جھٹک کر قہوہ پینے لگی۔

اس آدمی نے اپنا کھیل شروع کر دیا تھا۔ہر بار اسکے چاقو پھینکنے پہ علیزے سانس روک لیتی اور پھر چاقو سائیڈ پہ لگنے پہ شکر ادا کرتی۔

اچانک بجلی بند ہو گئی علیزے کو کسی خطرے کا احساس ہوا اور اسنے بے دھیانی میں اپنے آگے پڑی پلیٹ اٹھا کر اپنے چہرے کے سامنے کر لی۔اسی دم کوئی چیز زور سے آ کے پلیٹ سے ٹکرائی اور قہوے کے برتنوں پہ گری۔پلیٹ اسکے ہاتھ میں چکنا چور ہو گئی تھی۔

اسکے ساتھ ہی بجلی بھی بحال ہو گ ئی۔پلیٹ اور برتنوں کی آواز سن کر مینیجر جو پاس ہی ایک سائیڈ پہ کھڑا تھا بھاگ کر علیزے کے پاس آیا۔حاتم نے بھی علیزے کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ لیا تھا جو میز کو گھور رہی تھی۔وہ بھی بھاگ کر اس کے پاس پہنچا اور اسکے ہاتھ پکڑ لی ئے۔علیزے کیا ہوا اور ساتھ ہی اسکی نظروں کے تعاقب میں میز کی طرف دیکھا اور وہاں چاقو پڑا دیکھ کر وہ بھی ساکت رہ گیا۔

مینیجر نے بھی آ کے میز پر برتنوں کے درمیان پڑا چاقو دیکھ لیا تھا۔اس کے اشارہ کرنے پہ ویٹرز نے بھاگ کے سٹیج پر ہکا بکا کھڑے چاقو مارنے والے کو پکڑ لیا۔آس پاس کی میزوں والے بھی جان گ ئے تھے کہ علیزے پر قاتلانا حملہ ہوا ہے اور وہ بھی اسی چاقو سے جو وہ آدمی حاتم کی طرف پھینک کر دکھا رہا تھا۔

پورے ہال میں بھگدڑ مچ گ ئی تھی۔کسی نے پولیس کو بھی کال کر دی تھی۔ظاہر ہے کسی مہمان پہ قاتلانا حملہ اور وہ بھی ایسے کہ اگر وہ بروقت پلیٹ آگے نہ کرتی تو چاقو اس کے ماتھے میں سر کے آر پار ہو جاتا۔

www.novelsclubb.com

پولیس آگ ئی تھی اور اس آدمی کو حراست میں لے لیا تھا۔ مگر وہ رو رو کر دہائی یاں دے رہا تھا کہ اسکی تو آنکھوں پر پٹی بندھی تھی وہ نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہوا

اس کے مطابق وہ چاقو پھینکنے ہی لگا

تھا کہ کسی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہال کی طرف گھما دیا اور چاقو چھوٹ کے میڈم کی طرف جا کے لگا۔

سیانا پہلے جھٹکے سے سنبھل گ ئی تھی۔ ظاہر ہے ایسی صورتحال میں ہر کسی کے ساتھ ایسا ہوتا۔ اپنی جان کسے نہیں پیاری ہوتی۔ وہ تو بروقت کسی طاقت نے اسکے ہاتھ پلیٹ سمیت چہرے کے آگے کر دی ئے تھے۔ تبھی اس کے دماغ میں آواز گونجی سیانا

اور علیزے کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ سیانا نے کیا ہے۔ پولیس والے اب اسکا بیان لینے آگ ئے تھے کہ اسے کیسے پتا چلا کہ چاقو اسکی طرف آرہا ہے اور کیا کوئی ی اسکا دشمن ہے یہاں؟

مجھے نہیں پتا کہ کیسے مگر بجلی بند ہوتے ہوئے میں نے اس آدمی کو اپنی طرف مڑتے دیکھا اور کسی خطرے کے احساس سے فوراً پلیٹ اٹھا کر آگے کر لی۔

شکر ہے میڈم آپکی حاضر دماغی نی آپکی جان بچالی۔اگر آپ کو ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی تو خدانخواستہ ابھی آپ زندہ نہ ہوتی۔حاتم نے تو یہ سوچ کر ہی جھرجھری لی کہ اگر واقعی ہی علیزے کو کچھ ہو جاتا تو اسکا کیا ہوتا۔

وہ آدمی کیا کہتا ہے اس نے کیوں علیزے پر حملہ کیا؟

اس کا کہنا ہے کہ چاقو پھینکتے ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر ہال کی طرف گھمایا گیا تھا اور آنکھوں پر پٹی ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پایا۔مگر جیسے ہی اس نے پٹی اتاری تو چاقو میڈم کی میز پر پڑا تھا۔

آپ فکر نہ کریں پولیس کے پاس بڑے طریقے ہوتے ہیں منہ کھلوانے کے۔ہم پتا چلالیں گے کہ کس کے کہنے پر اس نے ایسا کیا ہے۔

آفیسر آپ ایک بار سی سی ٹی وی کیمروں کی ریکارڈنگ چیک کر لیں۔ ہو سکتا ہے وہ ٹھیک کہہ رہا ہو۔ ارے میڈم لائٹ بند ہونے پہ کونسی ریکارڈنگ ہوتی ہے۔ نہیں آفیسر ہمارے کیمرے نائٹ ویژن ہیں اور ان کیلئے الگ سے بجلی کے کنکشن ہیں۔

واقعی وہ آدمی دو سال سے یہاں شو کر رہا ہے آج تک کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ مینیجر نے جلدی سے کہا

وہ لوگ کنٹرول روم گئے اور کچھ دیر پہلے کی ریکارڈنگز چیک کروانے کو بولا۔

علیزے تو پہلے ہی جان گئی تھی مگر ریکارڈنگ میں سیانا کو دیکھ کر باقی لوگ ہکا بکا رہ گئے۔ یہ تو ہمارے کلب کی نئی ڈانسر ہے سیانا غرفے۔ مینیجر ہکلاتے ہوئے بولا۔ اندھیرے میں بھی سیانا کو کالے ہوڈی والے قندورے (عربی چوغہ) میں صاف پہچانا جا سکتا تھا۔

یہ آپ کے پاس کب سے کام کر رہی ہے اور کس کے توسط سے آئی ی تھی؟

آفیسر نے مینیجر کو گھور کے پوچھا

جی ایک ماہ پہلے ہماری پرانی ڈانسر بنا بتائے کام چھوڑ کے چلی گ ئی تو یہ خود ہی ہمارے پاس آئی ی تھی۔اور خود کو لاوارث بتا کے کام مانگا تھا معاوضہ بھی کم تھا اسے بس رہنے اور کھانے کا مس ئی لہ تھا وہ ہم نے اسے کمرہ دے کے حل کر دیا۔ اسکا ڈانس اچھا تھا اور ہمیں بھی ضرورت تھی کسی کی تو ہم نے چھان بین کی ئے بنا رکھ لیا اسے کام پہ۔

شاباش دل تو چاہ رہا ہے پہلے تمہیں الٹا لٹکاؤ ں مگر ابھی اسکو پکڑ نا ضروری ہے تم سے بعد میں نپٹوں گا۔کمرہ نمبر بتاؤ اسکا۔اور مینیجر کے بتانے پہ آفیسر اسے گھورتا ہوا ساتھ لے کے اس کے کمرے کی طرف نکل گیا۔علیزے بھی حاتم کو ساتھ لے کے کمرے میں آگ ئی۔

حاتم بار بار اسکا ہاتھ پکڑ کے سہلانے لگتا کبھی ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے چیک کرنے لگتا۔

علیزے چڑ گئی اس کی ان حرکتوں سے۔

یار کیا مسئلہ ہے میں ٹھیک ہوں بالکل

افوہ علیزے چپ کر کے لیٹو میرا دل ابھی بھی کانپ رہا ہے اگر تمہیں پتا نہ چلتا اور تم پلیٹ آگے نہ کرتی تو

اف خدایا میں کبھی نہیں کسی چیز سے ڈرا مگر تم نے ڈرا دیا ہے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں تو یتیم ہی ہو جاتا۔ وہ منحوس تمہارے پیچھے کیوں پڑ گئی چلو ہم کہیں اور چلتے ہیں یہاں سے دور

www.novelsclubb.com

اوہیلو کسی مجنوں دے تھکے ہوئے جانشین یتیم نہیں لاوارث ہوتا ہے۔ میں کوئی ی تمہاری ماں ہوں جو میرے مرنے پہ تم یتیم ہو جاتے؟ وہ گھورتی ہوئی ی بولی

اور کچھ ہوا تو نہیں نہ چلو شاباش اب جا کے سو جاؤ۔

علیزے پلیز میں آج یہاں اس صوفے پہ سو جاؤں؟ پکا بالکل بھی تنگ نہیں کروں گا چپ کر کے سو جاؤں گا۔ تمہارا باڈی گارڈ بنا لو پلیز۔ وہ مسکین سی شکل بنا کے بولا

چل نکل یہاں سے ایمو شنل ڈرامہ کہیں کا علیزے نے ہاتھ پکڑ کے اسے کمرے سے باہر نکالا اور خود بیٹھ کے کچھ سوچنے لگی۔ وہ سمجھ گ ئی تھی کہ فرعون کی روح نے اسکی جان بچائی ی آج۔ ورنہ اس جادو گرنی نے کسر تو نہیں چھوڑی تھی۔

اب اسے اس سیانا کا بندوبست کرنے کیلی ئے آگے کا کوئی ی لائی حہ عمل تیار کرنا تھا۔

******

www.novelsclubb.com

علیزے کا سوچ سوچ کے دماغ پک گیا تھا کہ آگے اسے کیا کرنا ہے۔ سیانا نے ایک بار حملہ کیا تھا دوبارہ بھی کرے گی۔ اسے پولیس والوں کا کیا ڈر وہ تو خبیث روح ہے جب جہاں چاہے پہنچ جائے۔

ویسے حیرت اسے اس بات پہ تھی کہ وہ انکے سوئی ٹ میں ابھی تک کیوں نہیں آئی ی تھی۔ جبکہ وہ آسکتی تھی۔اسکا جواب اسکے دماغ میں ابھرا کہ علیزے جو پورے سوئی ٹ میں سونے سے پہلے آیت الکرسی کا حصار کرتی شاید اس وجہ سے وہ اندر نہیں آپائی ی اور ہو سکتا ہے وہ اسی وجہ سے علیزے کی جان لینا چاہتی ہو۔ تاکہ اسے حاتم تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

اب علیزے کو اس کے کمرے تک رسائی ی حاصل کرنی تھی۔اور اسکے دماغ میں ایک خیال آہی گیا تھا۔

اگلے دن سب سے پہلے تو علیزے نے ناشتے کے ساتھ انگلش اخبار منگوایا وہ جانتی تھی اتنے بڑے ہوٹل میں کسی پر جان لیوا حملہ ہو تو یہ بات چھپی نہیں رہ سکتی۔اور واقعی فرنٹ پیج پر ہی اس پر حملے کی خبر تھی۔اور سیانا کے فرار کا بتایا گیا تھا۔ابھی وہ ناشتہ کر ہی رہی تھی کہ ایمبیسی سے کال آگ ئی۔اس نے اس حملہ آور عورت کے

بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا اور ان لوگوں پر زور دیا کہ معاملے میں خود انوالو ہو کر اس عورت کا سراغ لگائیں کہ کون ہے وہ۔

اسکے تھوڑی دیر بعد ہی پولیس سٹیشن سے کال آگئی ان لوگوں سے جان چھڑا کے حاتم کو ساتھ لے کے کیب منگوائی اور فرعون راع کے اہرام کی طرف نکل گئی۔

اہرام میں داخل ہوتے ہی اسکا دل بوجھل ہو گیا۔ شاید روح نے اپنے مقبرے میں آ کے ٹھنڈی سانس لی تھی اور علیزے نے اسکو محسوس کیا تھا۔ گائیڈ انہیں اور ان کے ساتھ اندر داخل ہونے والے سیاحوں کو فرعون راع کی کہانی سنا رہا تھا

مگر علیزے کے دماغ میں جیسے کوئی اسے ہدایات دے رہا تھا کہ وہ ان سب سے الگ ہو کے دوسری طرف کو چلے۔ اس نے حاتم کا ہاتھ پکڑا اور دوسری سائیڈ کی راہداری کی طرف نکل گئی۔

بھول بھلیوں میں گھومتے ہوئے آخر کار وہ لوگ فرعون کے مقبرے کے پاس پہنچ گ ئے۔ مگر وہاں چبوترہ خالی تھا۔ ممی تو چلو اٹھالی گ ئی ی تھی مگر راقس کا باندھا ہوا دھاگا وہاں نہیں تھا۔ علیزے کا دل بیٹھ گیا

وہ اسی چبوترے پر بیٹھ کر خالی خالی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ حاتم اسکی حرکتوں کو بڑے غور سے ملاحظہ کر رہا تھا۔ پھر بول ہی پڑا

آخر ہوا کیا ہے؟ کچھ بتاؤ گی مجھے؟ تم خود ہی ان بھول بھلیوں سے کیسے سیدھی اس چبوترے تک آئی ی جب کہ تم پہلے کبھی یہاں نہیں آئی ی۔ کیا ڈھونڈھ رہی ہو مجھے بھے بتاؤ شاید میں تمہاری کوئی ی مدد کر سکوں۔

وہ چپ چاپ اٹھی اور گھوم پھر کر ساری دیواریں بجا کے دیکھنے لگی پھر دوبارہ چبوترے کے پاس آ کے جھک کے اس کے ارد گرد ساری جگہیں چیک کرنے لگی۔ ظاہر ہے پتھر پہ دھاگے کی رگڑ کا نشان تو ہو نہیں سکتا مگر کوئی ی دھول مٹی والی ہلکی سی لائی ن یا نشان بھی نہیں تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ فرعون سے وعدہ تو کر چکی تھی مگر اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیسے سیانا کی لاش ڈھونڈے۔ ظاہر ہے وہ ایسے ہی تو نہیں چھپائی گئی ہو گی کہ کوئی بھی اسے تلاش کر لے۔

یقیناً یہاں کوئی تہ خانہ ضرور ہو گا۔

اس نے مصر کے بارے میں کہیں پڑھا ہوا تھا کہ کچھ فرعون اپنے مقبرے کے نیچے ایک اور مقبرہ یا تہ خانہ بنواتے تھے اپنی دولت کو محفوظ کرنے کیلئے۔ اسلئے اس کے دماغ میں تہ خانے والی بات آئی تھی۔

اب وہ فرعون کو تو دوبارہ بلا نہیں سکتی تھی کہ اسی سے پوچھ لیتی مگر اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے فرعون اسکے دماغ کو کسی کمیونیکیشن طریقے سے ہدایت دیتا ہے۔

اسی لئے اب وہ پکی ہو گئی تھی کہ یہاں تہ خانہ ہے ضرور۔ مگر اس طرح ڈھونڈنا مشکل تھا کوئی بھی آ سکتا تھا یہاں۔ اس نے حاتم کو اعتماد میں لے کر سب

کچھ بتا کے رات کے وقت ساتھ لانے کا سوچا۔ورنہ خود اسے تو ابھی سے اس خوفناک جگہ پہ ہول اٹھ رہے تھے۔

اتنی دیر میں دوسرے لوگ بھی وہاں پہنچ گ ئی ے۔ان کو وہاں موجود دیکھ کر گائی یڈ کا تو منہ کھل گیا تھا۔

آپ لوگ کیسے یہاں پہنچے۔یہ تو ناممکن ہے میں گائی یڈ ہو کر اتنی بار ان بھول بھلیوں میں کھویا ہوں۔وہ سب کچھ بھول کر ان لوگوں سے پوچھنے لگا تھا۔سب لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گ ئی ے تو علیزے نے معصوم سا منہ بنا کے بتایا کہ ایڈونچر کے شوق میں وہ گھومتے پھرتے پتہ نہیں کیسے ادھر نکل آئے

ہم لوگ تو اب واپسی کیل ئے پریشان ہو گ ئے تھے کہ کہیں کھو نہ جائی یں شکر ہے آپ لوگ آگ ئے

گائی یڈ اسکی بات سن کر مطم ئی ن ہو کے مسکرایا اور بولا۔وہی تو میں سوچ رہا ہوں کہ ہم لوگ اتنے سیدھے سے راستے سے آئے ہیں آپ لوگ کیسے پہنچے۔چلو اچھا

ہوا ہم مل گ ئے اب آپ لوگ ہمارے ساتھ ہی رہنا۔ گائی ڈ بڑی سمجھداری سے بولا۔

سب لوگ ادھر اُدھر پھیل کر تصویریں بنا رہے تھے اور علیزے ایک بار پھر باریک بینی سے چبوترے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ تہ خانے کا راستہ یقیناً اس چبوترے ہی کہیں ہو گا۔

اسی دم ایک طرف سے چیخ کی آواز آئی ی تو سب اس لڑکی کی طرف بھاگے جس نے چیخ ماری تھی۔ اس لڑکی کے ہاتھ۔ یں تصویر تھی جو اس نے ابھی کیمرے سے بنا کے نکالی تھی۔ وہ سب کو دکھا رہی تھی۔ علیزے نے بھی آگے بڑھ کے اس تصویر کو دیکھا اور ساکت رہ گ ئی ی وہ سیانا کا ہیولہ تھا۔

شاید اس نے جان بوجھ کے اپنا آپ دکھایا تھا کہ علیزے سمجھ جائے کہ وہ اس کے آس پاس ہی ہے۔

اور یہ علیزے کے لیئے اچھا ہو گیا تھا کہ وہ اس کی موجودگی جان گ ئی تھی۔اب اسے اور احتیاط سے کام کرنا ہو گا۔ مقبرے میں بھگدڑ مچ گ ئی تھی

سب لوگ واپسی کیلیئے بھاگ رہے تھے۔ سو وہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہی واپسے کیلیئے نکل گ ئے۔حاتم خاموشی اور ناراضگی سے اسکو دیکھ رہا تھا

مگر وہ اسے وہاں کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔وہ لوگ خاموشی سے باہر آئے اور کیب والے کو کسی ریسٹورنٹ لے جانے کا بول کے خود سیٹ پہ سر ٹکا کے سوچنے گی۔

*****

وہ لوگ کھانا کھا کے ہوٹل میں واپس آگ ئے تھے۔حاتم نے ابھی تک منہ پھلایا ہوا تھا۔علیزے اٹھی اور وضو کر کے آئی ی پھر سارے سوئی ٹ میں آیت الکرسی کا حصار کیا۔

حاتم کو کافی کا کہہ کر گ ئی ی تھی۔اسکے واپس آنے تک کافی منگوا چکا تھا۔

اس نے نیچے بیٹھ کے کافی بنائی اور پھر اپنا کپ لے کے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

حاتم کو بھی ساتھ والے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کر کے اس نے مصر میں آنے سے لے کر اب تک جو کچھ بھی ہوا اس کی ساری تفصیل حاتم کو بتائی۔

ساری بات سننے کے بعد کچھ دیر تک تو حاتم چپ رہا پھر۔اسکی امید کے عین مطابق اس نے وہی سوال پوچھا جو وہ سوچ رہی تھی۔

وہ میرے پیچھے کیوں پڑی ہے اور اس نے تمہیں مارنے کی کوشش کیوں کی؟

کیونکہ تم راقس کے ہمشکل ہو اور اسے لگتا ہے کہ میں اسکے اور تمہارے راستے میں نہ آجاؤں اسلیئے وہ مجھے راستے سے ہٹانا چاہتی ہے۔کیونکہ تم اس کے شکار ہو تو وہ کیسے برداشت کرے گی کہ کوئی اسکے راستے میں آئے۔

پہلے ہی وہ پتا نہیں کب سے تمہیں یعنی راقس کو ڈھونڈھ رہی ہے۔اور اب آخر کار تم اسے مل ہی گئے۔

تواب ہم کیا کریں گے ؟

کچھ نہیں میں کسی بہانے سے مینیجر سے اسکے کمرے کی چابی لے لیتی ہوں پھر جا کے دونوں کو شش کریں گے دروازہ ڈھونڈنے کی۔ کیونکہ اب وہ زیادہ خونخوار ہو گ ئی ہو گی میں جو بچ گ ئی اس کے وار سے۔

اب وہ کھل کے سامنے بھی نہیں آسکتی کیونکہ پولیس اسے ڈھونڈھ رہی ہے۔

اسی بات کا فائدہ اٹھا کے ہم اسکے کمرے میں جائیں گے۔ تم زرا مینیجر کو بلاؤ میں ابھی آتی ہوں۔

کمرے میں جا کے اس نے چھوٹے بیگ میں ضروری چیزیں رکھی جو وہ کل لے کے آئی تھی۔ پلاس۔ پیچ کس۔ ہتھوڑی۔ پٹرول کا چھوٹا سا کین اور لائٹر گن۔

جیسے ہی واپس سٹنگ روم میں آئی مینیجر کھڑا تھا اور حاتم اسے گھور رہا تھا جس سے وہ پزل ہو رہا تھا۔

بیٹھیں مینیجر صاحب۔وہ حاتم کو گھورتی ہوئی بولی۔جی میڈم وہ حاتم سے نظریں چراتا جلدی سے بیٹھ گیا

کچھ پتا چلا اس ڈانسر کا؟کون تھی کہاں سے آئی تھی اور مجھ پر حملہ کیوں کیا؟نہیں میڈم کوئی پتا نہیں چلا ابھی۔اس نے جو اپنے گھر کا پتہ لکھوایا تھا پولیس کو وہاں سے بھی کچھ پتا نہیں چلا کیونکہ وہ پتہ ہی غلط تھا۔

ہمم۔خیر مجھے اسکے کمرے کی چابی چاہئے۔اگر آپ چاہیں تو ایمبیسی سے کال کروا دیتی ہوں۔علیزے نے اسکی دکھتی رگ دبائی تھی۔اور وہ جو کوئی بہانا بنانے کا سوچ رہا تھا جلدی سے بولا۔نہیں میڈم اسکی ضرورت نہیں چابی میرے پاس ہے آپ جب تک چاہیں رہیں وہاں پہ۔اسکا سامان تو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔

کوئی بات نہیں مجھے سامان سے کوئی لینا دینا نہیں۔بس مجھے کل تک کیل ئے چابی چاہیئے۔

مینیجر نے فوراً جیب سے چابی نکال کے اس کے حوالے کر دی۔

ٹھیک ہے آپ جائیں۔اور وہ واپس مڑ گیا

تھوڑی دیر گزار کے وہ لوگ سوئیٹ سے نکلے۔اور سیانا کے کمرے کی طرف گئے۔جیسے ہی علیزے نے کی ہول میں چابی لگائی اسے ایک کرنٹ جیسا جھٹکا سا لگا اس نے فوری طور پہ آیت الکرسی پڑھنا شروع کر دی۔اور پھر دونوں آرام سے اندر داخل ہو گئے۔

اندر جاتے ہی ایک عجیب سا بدبو کا بھبھکا ان کی ناک سے ٹکرایا۔علیزے نے اپنا سکارف منہ پر لپیٹ لیا۔جبکہ حاتم فوراً باہر نکل گیا۔اف یہ کیا کیا تم نے علیزے نے مڑ کے اسے دیکھا اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھی مگر تب تک دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا تھا۔اب حاتم باہر اور علیزے اندر کمرے میں بند ہو گئی تھی۔

باوجود کوشش کے دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔شاید سیانا نے وہاں اسی مقصد کیلئے بدبو پیدا کی ہو کہ وہ دونوں الگ ہو جائیں۔حاتم سے غلطی ہوئی

علیزے پہ تو اسکا جادو کام نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ باوضو رہتی تھی۔ مگر حاتم بدبو سے بچنے کیلئے فوراً باہر نکل گیا اور سیانا کا یہی تو پلان تھا ان دونوں کو الگ کر کے حاتم کو قابو میں کرنے کا۔

کچھ دیر تو دونوں دروازے پہ زور آزمائی کرتے رہے پھر علیزے نے حاتم کو سوئیٹ میں واپس جانے کا بولا اور جب اسکا کوئی جواب نہیں یا تو اس نے سوچا کہ شاید وہ خود ہی واپس چلا گیا ہے تو کمرے کے کونوں میں پھر کر حصار کرنے لگی۔

اسے یکدم سردی کا احساس ہونے لگا تھا مگر وہ پڑھتی رہی۔ کبھی اسکا واسطہ اسطرح کے حالات سے نہیں پڑا تھا مگر اتنا تو جانتی تھی کہ پاک کلام کے سامنے شیطانی طاقتوں کا کوئی زور نہیں چلتا۔

وہ پڑھ پڑھ کے سارے کونوں میں پھونکیں مارتی گئی۔ کلام پاک سے گھر کا یا کسی بھی جگہ کا حصار کرنا اسے اس کی دادی نے سکھایا تھا۔ وہ بہت نیک اور

پرہیز گار خاتون تھیں ان کے پاس بہت سا علم تھا جو وہ علیزے کو سکھایا کرتی تھیں۔ اور شاید وہی علم اب اسکے کام آنے والا تھا۔

جیسے جیسے وہ پڑھتی گ ئی ی سردی کا احساس بھی کم ہوتا گیا۔اس نے اللہ کا نام لیا اور آہستہ آہستہ ساری دیواریں ٹٹولنے لگی۔آدھا گھنٹہ لگا کے اس نے ہر دیوار کو بار بجا کے چیک کیا مگر وہاں کوئی ی خلا یا ہلکا پن نہیں محسوس ہوا ساری دیواریں سپاٹ تھیں۔

اب اسے پریشانی ہونے لگی۔اتنا ٹائم لگا کے اس نے ہر جگہ دیکھا مگر ناکام رہی اور حاتم بھی دوبارہ نہیں آیا۔

www.novelsclubb.com

کہیں وہ کسی مشکل میں تو نہیں۔یہ سوچ کر وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی۔اس بار دروازہ آرام سے کھل گیا تھا۔

وہ جلدی سے سوئی ٹ کی طرف بھاگی۔لاک کھول کے جیسے ہی اندر گ ئی ی خاموشی نے اسکا استقبال کیا۔حاتم اکیلا ہو تو ہمیشہ ٹی وی آن کر کے بیٹھتا ہے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پہلے تو اس نے سوچا کہ شاید کہیں باہر نکل گیا ہو مگر وہ علیزے کو مشکل میں چھوڑ کے کہاں جا سکتا تھا۔

یہ سوچ کر ریسیپشن کی طرف آئی اور اس سے اپنے ساتھی کے باہر جانے کا پوچھا۔ مگر اس نے بتایا کہ وہ باہر نہیں آیا۔

علیزے پریشان سی واپس چل دی اتنی دیر میں اسے ہوٹل کا مینیجر سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھی اور اس سے حاتم کے بارے میں پوچھا۔ مگر س نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور علیزے کو واپس ریسیپشن پہ لے آیا

اور

www.novelsclubb.com

ریسیپشنسٹ سے انا ؤ نسمنٹ کرنے کو بولا۔

مگر حاتم وہاں ہوتا تو آتا۔ پھر علیزے کے دماغ میں سیکیورٹی کیمروں کا خیال آیا۔ وہ لوگ جلدی سے کنٹرول روم گئے اور 315 کی لائن والے کیمروں کی ایک گھنٹہ پہلے کی ریکارڈنگ چیک کی۔ سیانا کے روم کے باہر کا منظر دیکھ کے علیزے

کے پاؤں تلے سے زمین نکل گ ئی مینیجر بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دوبارہ ریکارڈنگ چلوا کے دیکھ رہا تھا۔

*****

میڈم یہ یہ کیا ہے؟ مینیجر تو سکرین کی طرف دیکھ کر ہکلانے لگا تھا۔علیزے بیچاری اسے کیا بتاتی وہ تو خود حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے سکرین پر حاتم کو دھویں کی لپیٹ میں آکر غائب ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

جانتی تو تھی کہ یہ سیانا کا کام ہے مگر مینیجر کو تو نہیں بتا سکتی تھی نا۔تو الٹا مینیجر کے گلے پڑ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

مینیجر یہ سب کیا ہے مجھے کمرے میں بند کر کے میرے ساتھی کو غائب کیا گیا ہے۔تم مجھے بتاؤ کہ میرا ساتھی کہاں گیا۔

میڈم خدا کی قسم میں کچھ نہں جانتا ایسا کبھی پہلے نہیں ہوا ہمارے ہوٹل میں۔پہلے آپ پر حملہ کر کے ڈانسر کا فرار ہونا اور اب آپکا ساتھی پراسرار طور پہ غائب ہو گیا ہے۔

یہ سب پہلی بار ہو رہا یہاں۔

اگر آپ کہیں تو میں پولیس کو کال کروں؟ نہیں پہلے ایمبیسی والوں کو کرو اگر وہ کہیں گے تو پولیس کو کرنا کال۔تب تک میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں اگر کوئی مس ئی لہ ہو تو مجھے کال کر دینا۔

اوکے میڈم! وہ کہہ کر پلٹ گیا۔

مینیجر کے باہر جانے کے بعد علیزے نے ایک بار پھر ریکارڈنگ سلو موشن میں چلوا کے دیکھی اور اس بار اسے کچھ صاف نظر آیا۔حاتم دروازہ بجانے کے ساتھ دھکا بھی لگا رہا تھا کہ اچانک اس کے پیچھے دھویں جیسا ہیولہ نمودار ہوا۔

وہ اسطرح اچانک پیچھے مڑا جیسے کسی کے بلانے پہ پلٹا ہو۔اور اسی دم وہ ہیولہ اس سے ٹکرایا۔وہ زرا سا لڑکھڑایا اور بے دم ہو کر گرنے لگا اسی دم دھویں نے اسے مکمل طور پر اپنی لپیٹ میں لے کر غائب کر دیا۔

علیزے جانتی تھی کہ وہ ایسا کچھ کرے گی۔مگر اتنی جلدی اور وہ بھی دن دیہاڑے ہوٹل کے اندر سے غائب کرے گی یہ نہیں سوچا تھا اس نے۔

وہ پریشان سی اپنے کمرے میں آ کے لیٹ گئی تھی۔فرعونکی روح کو بھی نہیں بلا سکتی تھی۔مگر ایک کام تو کر ہی سکتی تھی۔اس نے ٹرائی کرنے کا سوچ کے بالکنی کا دروازہ کھولا اور نسبتاً چھاؤں والی جگہ پہ کرسی رکھ کے انگوٹھی والا ہاتھ دھوپ میں کر دیا۔

انگوٹھی اتارنے کا رسک وہ لے نہیں سکتی تھی۔سیانا تو پہلے ہی اس انگوٹھی کے پیچھے ناجانے کتنی صدیوں سے کتنے ہی معصوم لوگوں کو مار کے ان کے جسم حاصل کر کے اب تک زندہ تھی۔

کچھ دیر دھوپ میں ہاتھ کر کے بیٹھی رہی اور پھر اچانک یاد آیا کہ فرعون نے کہا تھا کہ اسے سورج سے طاقت ملتی ہے۔یہ نہیں کہا تھا کہ دھوپ میں جا کے بیٹھ جانا۔

اسکا مطلب تو یہ تھا کہ اسکی روح دن میں زیادہ طاقت ور ہوتی ہے بہ نسبت رات کے۔اپنی بچگانہ حرکت پہ خود ہی ہنس کر ہاتھ واپس اندر کھینچا اور کمرے میں جا کے بیڈ پر لیٹ کر سیانا کا ممکنہ ٹھکانہ سوچنے لگی۔

ظاہر ہے وہ مجسم حالت میں تھی۔زیادہ دیر غائب نہیں رہ سکتی تھی۔تو وہ کسی آبادی والی جگہ پہ جانے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی۔پھر کہاں جا سکتی وہ۔

اچانک اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔فرعون راع کا اہرام۔

اس نے وہاں ہی تو اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا کاٹا تھا۔اسی حساب سے اسے حاتم کی قربانی بھی اسی جگہ دینی تھی۔

شاید وہ جانتی تھی کہ اسکا جسم اس اہرام سے باہر نہیں نکالا گیا۔ مگر ہے کہاں یہ وہ نہیں جانتی تھی۔اسی لئے اس اہرام میں بھٹکتی پھرتی تھی۔

علیزے نے تھوڑی دیر سونے کا فیصلہ کیا تاکہ اٹھ کے تازہ دم ہو کے دوبارہ اس کمرے میں جا سکے۔ابھی اسے ایمبیسی والوں کے ساتھ بھی بات کرنی تھی تاکہ وہ اپنا پلان ان لوگوں سے ڈسکس کر کے انہیں اصل بات بتانے کی بجائے خزانے کا لالچ دے کے کچھ لوگ خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا سکے۔

اسے سوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ی تھی کہ ڈور بیل کی آواز سے ہڑ بڑا کے اٹھی۔ٹائم دیکھا تو آدھا گھنٹہ ہی مشکل سے ہوا تھا اسے سوئے۔جلدی سے اٹھ کے باہر نکلی اور باہر ایمبیسی والوں کو دیکھ کر اس نے سکون کی سانس لی۔

وہ لوگ سی سی ٹی وی کی ریکارڈنگ دیکھ آئے تھے اب علیزے سے سارا احوال جاننا چاہتے تھے۔ مگر وہ بھی علیزے تھی ایسے کیسے کسی کو بھی بتا دیتی کچھ۔

اس نے سی آئی ی اے والوں سے بات کرنے کی ڈیمانڈ کی تھی جنہوں نے اسے مصر بھیجا تھا۔ ظاہر ہے یہاں والے تو اپنی ڈیوٹی پوری کر رہے تھے انہیں علیزے یا حاتم سے کیا غرض ہوتی۔

ایمبیسی والے پہلے تو اسکی فرمائش پہ حیران رہ گئے کیونکہ ان کی نظر میں وہ لوگ مصر میں ان کے بس وی آئی ی پی مہمان تھے۔ مگر سی آئی ی اے سے بات کرنے کی فرمائش نے ان کو شش و پنج میں ڈال دیا تھا۔

مگر بہر حال وہ لوگ آئے تو ان کے توسط سے ہی تھے اسلئے امریکن سفیر نے اس کی بات کروانے کی ہامی بھر دی۔

www.novelsclubb.com

کچھ ٹائم میں اس کا رابطہ انہی آفیسرز سے کروا دیا گیا تھا جن کے کہنے پہ وہ حاتم کے ساتھ آئی ی تھی۔

اس نے اہرام میں جانے سے لے کر اب تک کی سٹوری ان لوگوں کو سنا دی تھی مگر اپنے طریقے سے۔

علیزے کے مطابق اہرام میں ممی کے چبوترے کے نیچے ایک تہ خانہ ہے اوو ہاں فرعون کا خزانہ دفن ہے۔ مگر اس تہ خانے کو ڈھونڈنا مشکل ہے۔اور اگر حکومت مصر کو پتا چل گیا تو وہ لوگ اس خزانے کو سرکاری تحویل میں لے لیں گے۔اسلیئے انہیں وہ خزانہ چوری چوری ڈھونڈنا ہو گا۔

حاتم کو چونکہ سچے خواب آتے ہیں تو اس نے علیزے کو خزانے کا بتایا مگر اہرام کی کوئی بری روح حاتم کو لے گ ئی ی تا کہ وہ لوگ خزانے کی تلاش کا کام نہ کر سکیں۔

علیزے جانتی تھی کہ یہ انگریز لالچی ہونے کے ساتھ ساتھ وہمی بھی بہت ہوتے ہیں اسلیئے فوراً ہی اسکی بات پہ یقین کر لیں گے۔اور وہی بات ہوئی ی اس نے فوراً ایمبیسی کے بندوں کو کچھ اعتماد کے بندے علیزے کی مدد کیلیئے ہائی ر کرنے کا بول اور حاتم کیلیئے نیک تمنائیں بول کر فون بند کر دیا۔

ایمبیسی کا جو بندہ علیزے کے پاس بیٹھا سب سن رہا تھا وہ ایمبیسی کا اعلیٰ عہدے دار ہونے کے ساتھ ساتھ امریکن سفیر بھی تھا اور ان لوگوں کے تو اچھے لوگوں سے زیادہ برے لوگوں کے ساتھ لنکس ہوتے ہیں۔

اس نے بڑی تابعداری دکھائی تھی علیزے کو۔ جان جو گیا تھا کہ یہ سونے کے انڈوں والی مرغی نہیں بلکہ پوری سونے کی کان ہے۔ اور حاتم تو تھا ہی ان کیلئے جیک پاٹ۔

رات تک سارے بندے ارینج ہو گئے تھے مگر انہوں نے گیس سلنڈرز۔ ماسک۔ طاقتور ٹارچوں اور ووڈ کٹرز کے ساتھ سیانا کے کمرے کے سیور تیج پائپ کے ذریعے بالکنی میں کودنا تھا۔ اور علیزے نے سامنے سے دو بندوں کو لے کے جانا تھا۔

جن کے بارے میں مینیجر کو بتایا گیا تھا کہ سیانا کے کمرے کی دیواریں چیک کی جائیں گی کہ کہیں اسنے کوئی میکنیزم وغیرہ سے تو نہیں وہ دھواں چھوڑ کر حاتم

کو اغوا کیا۔ مینیجر کو ہدایت کر دی گ ئی ی تھی کہ کوئی ی بھی اس کمرے کا دروازہ نہ بجائے۔

یہ اچھی بات تھی کہ کمرے ساؤنڈ پروف تھے اور وہ لوگ جو بھی اندر توڑ پھوڑ کرتے کوئی ی مس ئی لہ نہیں تھا۔

علیزے چونکہ دوپہر کے وقت کمرے کا حصار کر گ ئی تھی اسل ئی ے اب سیانا کی دخل اندازی کا تو کوئی ی ڈر نہیں تھا۔

اس نے آتے ساتھ ہی سب کو کام پہ لگا دیا تھا۔ وہ لوگ تو خزانے کیلی ئے کر رہے تھے مگر علیزے کو حاتم کی فکر تھی کہ کہیں اس جادوگرنی نے حاتم کو کوئی ی نقصان نہ پہنچایا ہو۔

علیزے کے ساتھ آنے والے دونوں بندے ماہر آرکیالوجسٹ تھے۔

انہوں نے اپنے سکینرز آن کیے اور دیواروں کی جڑوں میں کوئی ممکنہ خلا ڈھونڈنے لگے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے وقت کے ماہر تعمیرات نے پتھروں سے راستہ بنایا تھا۔ وہ ایسے ہی تو نہیں ملنا تھا۔

کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد ان لوگوں نے میٹل ڈیٹیکٹرز کے ساتھ کوشش کی۔ دو تین بار چیک کرنے کے بعد جیسے ہی انہوں نے ناامید ہو کے ڈیٹیکٹرز نیچے پھینکے تو کونے میں گر کے بیپ بجنے لگی۔ سب لوگ اچھل کر اٹھے۔

یہ تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ زمین دوز سرنگ کا راستہ تو زمین سے ہی جائے گا نا۔

www.novelsclubb.com

ان لوگوں نے جلدی سے اٹھ کر قالین ہٹایا اور مزدوروں کو ٹائی لیں اکھاڑنے کا اشارہ کیا۔

نیچے پتھر کا فرش تھا۔ وہ لوگ آگے بڑھ کر میکنیزم ڈھونڈنے لگے۔ علیزے تو آرام سے بیٹھ کے ان کا کام دیکھ رہی تھی۔

اچانک ایک بندہ چیخا۔ یہ دیکھو ایک پتھر الگ ہے یہ یقیناً راستہ ہے۔ چلو سب لوگ اپنی اپنی کمر پہ سلنڈر لگا کے گیس ماسک چڑھالو۔ صدیوں سے بند پڑے راستے میں نہ جانے کیسی زہریلی گیس ہو گی۔

سب نے اسکی ہدایت پر عمل کیا اور پھر اس نے پتھر کے ساتھ زور آزمائی شروع کر دی۔ اور پھر ایک بار جب اس نے پتھر پہ زور ڈال کر اسے گھمایا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ ابھری۔

سب کے دل انجانے خوف سے زور زور سے دھڑکنے لگے۔

اس آدمی نے کھڑے ہو کر اپنی ایڑھی سے پتھر کو دبا کے گھمایا شاید وہ اس کا میکنیزم جان گیا تھا۔ ہلکی ہلکی گڑگڑاہٹ سے دیوار میں ایک بندے کے گزرنے کا شگاف بن گیا۔

انہوں نے پیچھے ہٹ کر اس راستے کی تصاویر بنانا شروع کر دی۔ تاکہ تب تک زہریلی گیس نکل جائے۔

کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اب سب لوگ اہرام میں جانے کیلئے تیار تھے۔

*****

علیزے سب سے پہلے اندر جانے کو بے قرار تھی مگر وہ ان سب کو شک میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

اسلئے چپ کر کے کھڑی ان سب کی بے چینی دیکھ رہی تھی جو خزانے کے لالچ میں باؤلے ہوئے پڑے تھے۔اور کسی کی قبر کی بے حرمتی تک کرنے کو تیار تھے۔

اگر عام حالات میں یہ لوگ اسطرح کسی بھی فرعون کے مقبرے میں داخل ہونے کی کوشش کرتے تو لازم فرعون کی روح نے غضبناک ہو کے انکی ایسی تیسی کر دینی تھی۔

مگر علیزے انگوٹھی کے سامنے سارے حالات بیان کر چکی تھی۔دوسرے لفظوں میں علیزے نے انگوٹھی سے باتیں کر کے اپنی طرف سے اجازت لے لی تھی۔

امریکی سفیر بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی تھا اور امریکن پاور کے سب بڑے کانفرنس میں ویڈیو کال پر ان کے ساتھ تھے۔

علیزے نے دبے لفظوں میں ان کو بتایا بھی تھا کہ وہ مقبرہ زیر زمین ہے وہاں سگنلز کا مسئلہ بنے گا۔ مگر وہ لوگ اپنی ٹیکنالوجی پہ غرور کرتے ہوئے انٹرنیٹ ڈیوائس ساتھ لے کے جا رہے تھے۔

سب سے پہلے مزدور آگے اترے تھے پھر آرکیالوجسٹ اور آخر میں سفیر اور علیزے۔

انگوٹھی کسی کسی وقت چمک کے بجھ جاتی تھی۔ فرعون ہزاروں سال بعد اپنا جسم دیکھنے والا تھا۔ اسکی روح بھی بے چین تھی۔

طاقتور ٹارچوں کی مدد سے سب لوگ آگے جا رہے تھے۔ آرکیالوجسٹ تو چلتے چلتے وہاں کی تصویریں اتار رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ فرعونوں کے زمانے کے کاریگروں کے دماغوں کی تعریفیں کر رہے تھے۔

سرنگ ابھی تک ویسی ہی صاف ستھری تھی جیسی صدیوں پہلے ہوا کرتی تھی۔

علیزے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا پتہ نہیں حاتم وہاں ہو گا بھی کہ نہیں۔ ویسے اسے امید تھی کہ اس چڑیل نے حاتم کو وہاں ہی رکھا ہو گا کیوں کہ اس کے پاس چھپنے کیلئے اس سے اچھی اور کوئی جگہ ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ اور وہ اسے نقصان بھی نہیں پہنچا سکتی تھی اس لئے مجبوراً زندہ رکھا ہو گا۔ کیونکہ قربانی کا دن تو کافی دور تھا ابھی۔

سرنگ میں حبس اور گرمی ابھی تک بھی تھی۔ ان سب نے گیس ماسک چڑھائے ہوئے تھے۔ کافی دیر چلنے کے بعد ان لوگوں کو ہلکی سی ٹھنڈ محسوس ہونے لگی۔ وہ لوگ سمجھ گئے کہ اہرام کے اندر پہنچنے والے ہیں۔

جیسے ہی سب وہاں پہنچے سب لوگ ادھر اُدھر گھوم کر جائزہ لینے لگے علیزے چبوترے کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔

اور سوچنے لگی کہ حاتم کو کس جگہ چھپایا گیا ہو گا۔

اسی دم سفیر اسکے پاس آیا۔

نیٹ کے سگنلز کمزور ہو گ ئے تھے۔وہ چاہتا تھا کہ علیزے جلدی سے ان سب کو بریف کر دے۔

علیزے نے آئی ی پیڈ پکڑا اور ان لوگوں سے بات کرنے لگی۔ایک آفیسر نے علیزے کو مخاطب کیا۔

مس علیزے ! مسٹر حاتم کے خواب کی ایک بات تو سچ ہو گ ئی

سر نگ بھی مل گ ئی اور اہرام میں بھی پہنچ گ ئے اب آگے کی نشاندہی کریں۔

علیزے ابھی مقبرے کے چبوترے کی طرف اشارہ کر کے بتانے ہی لگی تھی کہ سگنلز ڈراپ ہو گ ئے اور کال بند ہو گ ئی۔

سفیر جلدی سے آگے بڑھا اور دوبارہ کوشش کی مگر اب نیٹ ورک بالکل ختم ہو چکا تھا۔

علیزے نے ان لوگوں کو چبوترے کے طرف متوجہ کیا اور اسے کھولنے کیلئے راستہ ڈھونڈنے کو کہا۔

وہ لوگ اپنے کام میں ماہر تھے۔ کوئی ہک ڈھونڈنے کیلئے سب جگہیں ٹٹولنے لگے۔ علیزے نے شکر کیا کہ ان سب کو ساتھ لے آئی ورنہ خود تو وہ اگلے سال تک نہ کر پاتی یہ سب۔

کچھ ہی دیر میں ایک مزدور خوشی سے چلایا کہ اس نے ایک لیور ڈھونڈ لیا ہے۔ سب لوگ اسکی طرف بھاگے اور اس لیور کو کھینچنے یا گھمانے کی کوشش کرنے لگے۔ اسی دم پورا اہرام

www.novelsclubb.com

بلیوں کے رونے کی آوازوں سے گونجنے لگا۔

تیز ہوا چلنے لگی اور ٹھنڈ اس قدر بڑھ گئی کہ سب کانپنے لگے۔ وہ لوگ ایک دوسرے کو پکڑ کے بیٹھ گئے کیونکہ ہوا سے قدم جمائے رکھنا ان کیلئے مشکل ہو رہا تھا۔

علیزے سمجھ گ ئی تھی کہ سیاناان کی آمد سے واقف ہو گ ئی

ہے اور انہیں اندر جانے سے روکنے اور ڈرا کر بھگانے کیل ئی ے یہ سب کر رہی

ہے۔

اس نے اونچی آواز میں پہلے تعوذ تین بار پڑھا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر آیت الکرسی

پڑھنا شروع کر دی۔

ہوا کا دباؤ ایکدم کم ہو گیا اور اب بلیوں کے چیخنے کی بجائے رونے اور عورتوں کے

بین ڈالنے کی آوازیں آنے لگی۔

وہ سب کے سب کانوں مین انگلیاں ٹھونس کے ڈر سے کانپ رہے تھے۔ڈر تو وہ

بھی رہی تھی مگر اسے کلام پاک نے حوصلہ دیا تھا۔اہرام کے چاروں کونوں میں

آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پھونکے اور اب دوسری آیات پڑھ کر حصار کر

رہی تھی۔

جیسے جیسے حصار بنتا گیا چیخوں کی آوازیں اور ٹھنڈی ہوا بھی دم توڑتی گ ئی ی۔

کچھ ہی دیر میں سب ایسے نارمل تھا جیسے کچھ ہوا ہ٦ نہ ہو۔علیزے ابھی تک کچھ پڑھ رہی تھی۔ پھر اسنے خود پہ اور ان سب کی طرف منہ کر کے پھونک ماری۔

سب کو علیزے کا حوصلہ ہو گیا تھا۔اور سب لوگ علیزے کے گرد جمع ہو گ ئے۔ مس علیزے یہ کیا تھا۔ کیا فرعون کی روح ہم سے ناراض ہو گ ئی ہے؟

کیا ہمیں اب کام کرنا چاہی ئے یا واپس چلنا ہے؟

علیزے ابھی کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ سفیر آگے بڑھ کر علیزے کے پاس آیا

مس علیزے ہمیں خوشی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں۔ ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا۔

کیا آپ وچ ہو؟

نہیں علیزے نے سختی سے جواب دیا۔یہ ہماری مذہبی کتاب کی چند آیات تھیں۔یہ جادو نہیں بلکہ ہماری مذہبی کتاب تریاق ہے ہر دشمن کے شر کا۔جنوں کی شرارتوں کااور شیطان کے وسوسوں کا۔یہ کتاب صرف کتاب نہیں بلکہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔

جسطرح آپ لوگوں کی بائی بل مذہبی کتاب ہے۔اسی طرح قرآن کریم ہماری پاک کتاب ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ آپ لوگوں کے مذہبی پیشوا وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں کر دیتے ہیں۔مگر ہمارے رب کا کلام معتبر ہے۔اس میں آج تک کوئی ی تبدیلی نہیں کی گ ئی ی۔یہ سینکڑوں سالوں سے سینہ بہ سینہ اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا آرہا ہے۔اور اسکی حفاظت کا وعدہ خود میرے رب نے کیا ہے۔

علیزے کے بولنے پہ سب لوگ سر جھکا کے ادب سے سن رہے تھے۔اور جیسے ہی وہ خاموش ہوئی ی۔ایسا لگا کوئی ی طلسم ٹوٹا ہو یہ دنیا طلسم کدہ ہی تو ہے۔سب

www.novelsclubb.com

لوگ جو نظریں جھکا کے علیزے کی باتیں سن رہے تھے اس کے خاموش ہوتے ہی یکدم جیسے ہوش میں آکر اسکی طرف دیکھنے لگے۔

علیزے بھی سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھ کر سفیر کی طرف دیکھ کر بولی۔

دوبارہ اس پاک کلام کو جادو مت بولئے گا۔اور اپنا کام شروع کریں اب کچھ نہیں ہو گا۔

آئی ایم رئیلی سوری مس میں نے آپکو جادوگرنی سمجھا۔اگر آپکی ہولی بک کے بارے میں کوئی گستاخی ہوئی ہو تو ہمیں معاف کر دیجئے گا۔

سب لوگ علیزے سے بہت مرعوب ہوگئے تھے۔اس کے اشارہ کرنے پہ جلدی سے لیور کو گھما کے کھینچا تو گڑگڑ کی آواز سے چبوترہ درمیان میں سے کھلنے لگا۔ اور اندر سیڑھیاں نظر آنے لگی۔

اب سب لوگ اندر اترنے سے ڈر رہے تھے۔علیزے آگے بڑھی اور ایک مزدور سے ٹارچ پکڑ کر سیڑھاں اترنے لگی۔دل اسکا بھی تیز تیز دھڑک رہا تھا۔اس نے ہلکی آواز میں تلاوت شروع کر دی اور جلدی جلدی نیچے اترنے لگی۔

اس کے پیچھے سب لوگ اندر آئے۔اور ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گ ئی یں۔ ایسا عظیم الشان خزانہ تھا۔سب ڈرتے ذرتے ان ہیرے جواہرات کو ہاتھ لگا لگا کے دیکھنے لگے۔

علیزے ادھر اُدھر گھوم کے حاتم کو ڈھونڈنے لگی۔اس کے مطابق حاتم کو ادھر ہی ہونا چاہیے تھا۔

www.novelsclubb.com

اور اسکی نظر ایک طرف بنے چبوترے پہ پڑی۔وہ جلدی سے آگے بڑھی اور چبوترے کے عقب میں پہنچی۔اسکی امید کے عین مطابق حاتم وہاں بے ہوش پڑا تھا۔

اس نے مزدوروں کو آواز دی۔ سب لوگ اسکی طرف بھاگے اور آ کے حاتم کو اٹھا کے ایک طرف چادر بچھا کے اس کے منہ پہ پانی کے چھینٹے مارنے لگے۔

حاتم ہوش میں آتے ہی اٹھ کر علیزے کی طرف بھاگا اور اسکے ہاتھ پکڑ کر بیقراری سے پوچھنے لگا۔

علیزے تم ٹھیک تو ہو نا تمہیں کچھ ہوا تو نہیں؟

علیزے جھینپ گ ئی اور باقی سب حاتم کی اس بیقراری پہ دبی دبی ہنسی ہنسنے لگے۔ حاتم نے مڑ کر سب کو دیکھا اور جھٹکے سے علیزے کے ہاتھ چھوڑ کر شرمندہ ہو کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

کوئی بات نہیں برخوردار ہوتا ہے ایسا بھی۔ سفیر نے ہنس ک حاتم کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اور اسکا حال پوچھنے لگا

علیزے بھی خود کو کمپوز کر چکی تھی سو آگے بڑھ کر چبوترے کے گرد لپٹا ہوا دھاگا دیکھنے لگی۔اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔یقیناً سیانا کی سر کٹی لاش اسی کے اندر تھی مگر وہ اس دھاگے کی وجہ سے آج تک اسے دیکھ نہیں پائی ی تھی۔

اس نے اپنے شولڈر بیگ کو اتارا اور اس میں سے پٹرول کا چوٹا سا کین اور لائی ٹر گن نکال کے نیچے رکھے۔سب لوگ حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔اس نے تھوڑا سا ان سب کو بھی بتانا ضروری سمجھا تا کہ وہ لوگ کسی ن ئے وہم کا شکار نہ ہو جائی یں۔

یہاں اس چبوترے کے اندر ایک بری روح کا جسم قید ہے۔وہی سیانا جو ہوٹل میں ڈانسر تھی اور میری جان لینا چاہتی تھی وہ اصل میں ایک بد روح تھی۔اسی نے حاتم کو اٹھایا تا کہ ہم یہاں سے کچھ چوری نہ کر سکیں۔

وہ حاتم کو قربان کر کے ایک نیا جنم لینا چاہتی ہے تا کہ وہ پورے مصر کو جادو کے زور سے تباہ کر سکے۔

میں اسکی لاش جلانا چاہتی ہوں تاکہ اس سے جان چھوٹ جائے اور وہ دوبارہ باہر نکل کر تباہی نہ مچا سکے آپ لوگوں کی کوئی ی اعتراض تو نہیں؟

******

علیزے کے پوچھنے پر کہ اگر وہ سیانا کی بچی کھچی ہڈیاں جلاتی ہے تو کسی کو اعتراض تو نہیں۔

سب نے انکار میں سر ہلادئی یے تھے۔

جیسے ہی اس نے چبوترے کے گرد لپٹے ہوئے دھاگے کھولنے شروع کی ئے ہلکی سی زمین ہلی تھی جیسے زلزلہ آیا ہو۔

علیزے خود تو تلاوت کر رہی تھی اس نے سفیر کو اشارہ کیا کہ جلدی سے خزانہ اٹھوالو۔ وہ لوگ تو پہلے ہی بھاگنے کے چکر میں تھے۔ انہوں نے خزانہ اٹھایا اور بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔

اس نے حاتم کو بھی جانے کا اشارہ کیا مگر وہ ڈٹ کے اسکے پاس کھڑا ہو گیا۔علیزے نے اسے دھکے دئی یے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

اسے اپنا تو مس ئی لہ نہیں تھا کہ وہ باوضو تھی اور تلاوت کر رہی تھی

مگر حاتم کا تو کوئی ی دین ہی نہیں تھا۔وہ شکار ہو سکتا تھا سیانا کے فریب کا۔اچانک کچھ یاد آنے پہ علیزے نے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور حاتم کو پہنادی۔اسے کسی صورت اتارنا مت۔

جیسے جیسے چبوترے کے گرد گھوم کر دھاگے کھول رہی تھی زلزلہ بھی تیز ہو رہا تھا۔اچانک ایک مزدور واپس اندر آتا دکھائی ی دیا۔علیزے نے اسے اشارے سے واپس جانے کو بولا مگر اسی دم اس مزدور کا ایک اور ہمشکل دوسری طرف سے آ گیا۔

علیزے کانپ رہی تھی اور پڑھ رہی تھی۔وہ تو لوگوں کی پھینٹی لگا کے خوش ہونے والی لڑکی تھی مگر یہاں تو بدروح سے مقابلہ تھا۔جیسے ہی تیسری سائیڈ سے ایک اور اسی کا ہمشکل مزدور آگے آیا تو حاتم آگے بڑھا۔

علیزے تم اپنا کام کرو ان کو میں دیکھتا ہوں۔اور آگے بڑھ کے ان کو مارنے کیلئے جیسے ہی ایک کو پکڑا تو وہ ہوا کی طرح اس کے ہاتھوں میں سے گزر گیا۔اب تو تینوں ہمشکل باری باری حاتم کے گرد تیزی سے دائی رے میں گھوم رہے تھے۔

اچانک حاتم کے دماغ میں کوئی ی بولا۔ان پر روشنی ڈالو اور سایہ دیکھو۔حاتم نے نیچے گری ہوی ٹارچ اٹھائی ی اور ان لٹو کی طرح گھومتے ہوئے ہیولوں کی طرف کر دی۔جیسے ہی سائے والا ہیولہ پاس سے گزرا حاتم نے ہاتھ بڑھا کے اسے گردن سے پکڑ لیا اور دیوار میں دے مارا۔اسی دم دوسرے دونوں ہیولے غائب ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

حاتم طاقتور تو پہلے ہی بہت تھا اوپر سے فرعون کی انگوٹھی کا ساتھ سونے پہ سہاگا۔وہ مزدور دیوار میں جا کے دھپ سے لگا۔اور کسی لچکیلی گیند کی طرح ابھر کر گرا اور رالیں ٹپکاتا ہوا دونوں بازو اور ٹانگوں کے بل کسی مکڑی کی طرح رینگتا ہوا علیزے کی طرف بڑھنے لگا۔

اسکی ہنسی اتنی خوفناک تھی کہ خود حاتم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی۔ شکر تھا کہ علیزے اپنے دھیان میں اپنا کام کر رہی تھی ورنہ شاید اسکا ہی ہارٹ فیل ہو جاتا۔

حاتم دوبارہ اسکے اور علیزے کے درمیان آ گیا۔تب تک علیزے نے دھاگے کھول کے لیور کھینچ دیا تھا۔

جیسے ہی اس نے ہوا میں چھلانگ لگائی ی تو حاتم نے اسے ٹانگوں سے پکڑ کر فرش پہ گرا دیا۔وہ اتنا لچکیلا اور بدبودار لجلجا تھا کہ حاتم کو ابکائی ی آگ ئی۔

علیزے جلدی کرو میں زیادہ دیر اسکو نہیں روک سکتا مجھے گھن آ رہی ہے۔

علیزے نے جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے پٹرول کا کین اٹھا کے بنا دیکھے اندر گرانا شروع کر دیا اور لائی ٹر گن اٹھا کے آگ لگانے لگی۔

مگر جیسے ہی وہ لائی ٹر جلاتی وہ مزدور کے روپ میں بدروح پھونک مارتی اور اپنے لمبے لمبے دانتوں سے رالیں ٹپکاتے ہوئے ہنسنے لگتا۔وہ حاتم سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسکی گرفت مضبوط تھی۔

حاتم نے انگوٹھی کا نگینے والا حصہ اسکی گردن میں چبھونا شروع کر دیا تھا وہاں سے اسکی کھال تیزاب کی طرح جل کر پگھلنے لگی۔وخود کو حاتم سے چھڑانے کیلئے جانوروں کی طرح بھاری خوفناک آواز میں ڈکرانے لگا۔

اسی دم لائی ٹر جلا اور علیزے نے اسے چبوترے کے اندر پھینک دیا۔کڑکڑ کی آوازوں کے ساتھ ہڈیاں جلنے لگیں اور بدروحوں نے بین کرنا شروع کر دی ئے۔ چیخیں اور زلزلہ ان کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا۔

علیزے نے حاتم کا ہاتھ پکڑا اور خفیہ سرنگ کی طرف دوڑ لگا دی۔وہ لوگ تیزی سے بھاگنے لگے اور ان کے پیچھے پتھر اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے

جیسے ہی وہ لوگ سرنگ سے نکل کے کمرے میں داخل ہوئے ایک مزدور نے آگے بڑھ کر لور گھما کے دروازہ بند کر دیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی سب نے سکون کی سانس لی۔وہ دونوں تو دھپ سے قالین پہ گر کر بیٹھ گ ئے اور ہانپنے لگے۔سفیر نے آگے بڑھ کر خود انہیں پانے کی بوتلیں پکڑائی یں۔

پانے پی کر زرا ہوش آیا تو علیزے کو بھوک محسوس ہوئی ی۔حاتم کی گمشد گی سے وہ اتنی پریشان ہوئی ی تھی کہ ناشتے کے بعد سے کچھ نہیں کھایا تھا۔اس نے جیس ہی پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کچھ کہنا چاہا اسی دم حاتم بھی پیٹ پر ہاتھ رکھ کے کھانے کا بول اٹھا۔دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

باقی سب نے بھی ان کی ہنسی کا ساتھ دیا۔اور کھانا آرڈر کر کے سب لوگ بیٹھ کے خزانے کو لے کر آگے کا پلان بنانے لگے۔

تب سے کسی نے مزدور کی گمشدگی نوٹس نہیں کی تھی مگر خزانے کی بات پہ ایک مزدور اپنے ساتھی کے بارے میں پوچھنے لگا۔

تمہارا ساتھی اس بدروح کی بھینٹ چڑھ گیا علیزے بتاتے ہوئے بہت شرمندہ تھی۔ حالانکہ اس میں اسکا کوئی ی قصور نہیں تھا۔ شاید وہ مزدور وہاں سے بھاگتے ہوئے گرا ہو گا اور چوٹ لگنے پہ رکا ہو گا جس سے وہ سیانا کے قبضے میں چلا گیا

اب اس خزانے میں سے اس مزدور کے حصے سے زیادہ اس کے گھر والوں کو دینا اور ہاں یہ خزانہ حکومت مصر کی ملکیت ہے تو اسکا کچھ حصہ ہی سہی ان لوگوں کو بھی دیجیئے گا۔

www.novelsclubb.com

علیزے کے بولنے پر سفیر نے بس سر ہلایا۔

کھانا آنے تک وہ لوگ ہاتھ منہ دھو کر فریش ہو گئے تھے۔ جیسے ہی کھانا آیا ندیدوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔

اگلا دن بہت خوبصورت تھا۔علیزے بہت پر سکون تھی۔صدیوں بعد ہی سہی ایک گندی بدروح کا خاتمہ ہو گیا تھا۔اب اسے جلد از جلد انڈیا کیلی ئے نکلنا تھا۔ویسے بھی یہاں سے سب کو دے دلا کے بھی گوروں کے پاس اتنا خزانہ بچ گیا تھا کہ اگلے دس سال کیلی ئے ان کے ملک کی معیشت کا بوجھ آسانی سے اٹھا سکتا تھا۔

اہرام زمین کے اندر دھنس گیا تھا۔اور وہاں میڈیا والوں اور حکومت کے نمائندوں کا رش لگا ہوا تھا جو راتوں رات اہرام گرنے کے بارے میں قیاس آرائی یاں کر رہے تھے۔

خزانہ مصر کی حکومت کو کسی جھوٹ موٹ کی جگہ سے کھدائی ی کرتے ہوئے ملنے کا کہہ کر آرکیالوجسٹ کے ہاتھوں دلوا دیا گیا تھا۔

علیزے اور حاتم نے اپنے خزانے کا کچھ حصہ کیب کے ڈرائیور کو اور باقی اس گاؤں کے لوگوں کو دے دیا جنہوں نے ان کہ مہمان نوازی کی تھی۔

اگلی صبح وہ لوگ ابھی ناشتہ ہی کر رہے تھے کہ امریکن سفیر ک آنے کی اطلاع ملی۔

اور اس نے آ کے جو بات علیزے سے کہی اسے سن کر علیزے بے اختیار منہ پہ ہاتھ رکھ کے رونے لگی تھی۔

*****

سفیر کی بات سن کر علیزے بے اختیار ہو کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر رونے لگی تھی۔

حاتم حیران پریشان سا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا علیزے تم رو کس بات پہ رہی ہو؟ کیا انہوں نے کوئی ی عجیب بات کہہ دی ہے؟

www.novelsclubb.com

نہیں

تو رو کیوں رہی ہو؟

سفیر بیچارہ بھی منہ کھول کے علیزے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس نے تو بس علیزے سے یہ کہا تھا کہ میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں ابھی اسی وقت۔

اور یہ کسی وقتی کشش کی وجہ سے نہیں بلکہ کل تمہاری ہولی بک کی کرامات دیکھ کر میں ساری رات جاگ کر اسلام کو سٹڈی کرتا رہا اور صبح تک میں نے سوچ لیا کہ میں بھی ضرور اس عظیم مذہب میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ایک ایسا کلام جس کی برکت سے شریر جنات اور بری روحیں ڈر کے پاس نہ آئیں۔

وہ کتنا عظیم مذہب اور عظیم کتاب ہو گی جسے پڑھ کے کوئی بھی عام انسان کسی ڈر خوف کے بغیر کسی بدروح سے مقابلہ کر لے۔

اپنے مسائل بجائے فادر کو بتانے کے ساری کائنات کے رب کو بتانا کتنا خوبصورت احساس ہے۔

نہ یہ ڈر کہ وہ ہمیں دھتکار دے گا اور نہ یہ خوف کہ وہ مجھے میری غلطیوں پر سرزنش کرے گا یا طعنے دے گا۔

وہ تو بس محبت ہی محبت ہے۔

اور علیزے کو اپنی بچپن کی کسی کلاس میں انگلش کی کتاب میں پڑھی ہوئی ی نظم یاد آگ ئی تھی۔

خدا محبت ہے God is Love

مس علیزے پلیز مجھے بھی مسلمان بنادو۔میں مسلمانوں کے طریقے سے غسل اور وضو کر کے آیا ہوں گوگل سے دیکھ کے۔

اور اسکی باتیں سن کے علیزے کا دل بھر آیا تھا اور وہ بے اختیار ہو کے رونے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

کوئی ی اسکے چھوٹے سے عمل کو دیکھ کے اسلام کی عظمت کا قائی ل ہو کے اتنی بڑی سعادت اس کے نصیب میں کرنے آیا تھا۔

وہ تو خوشی سے روئے جا رہی تھی۔ایک اتنا چھوٹا سا عمل اسے اسکی خود کی نظروں میں معتبر کر گیا تھا۔وہ شکر گزار تھی فرعون کی روح کی جس نے اس سے مدد مانگی تھی سیانا کو ختم کرنے کیل ئے۔

وہ اس سے دو منٹ کا کہہ کے گ ئی ی تھی۔اور جلدی سے وضو کر کے آگ ئی۔اتنی دیر میں حاتم بھی اٹھ گیا تھا۔علیزے پلیز رکو میں ابھی آیا ابھی نہ شروع کرنا۔

www.novelsclubb.com

وہ حیران ہو کے کندھے اچکا کے بیٹھ گ ئی ی۔

مسٹر جیمس آپ ایک بار پھر سے سوچ لیں۔کیا آپ اپنے مذہب کی تبدیلی کو سب کے سامنے ڈکلی ئی ر کر پائی یں گے ؟کیا آپ کے گھر والے یا ملک والے آپکو آسانی سے قبول کر لیں گے ؟وہ سفیر کی طرف جانچتی نظروں سے دیکھتی ہوئی ی بولی۔

میں سوچ سمجھ کر آیا ہوں۔ میں ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنے کو تیار ہوں۔

میرے ساتھ زیادہ تر مسلمان ہی کام کر رہے یہاں اور میں انکے لائف سٹائل بھی دیکھ چکا ہوں۔

میری ماتحتی میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی کام کرتی ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ تم مسلم لوگ کچھ کے علاوہ باقی سب سادہ اور نرم مزاج ہوتے ہو۔

اور مس علیزے آپکو دیکھ کے میں زیادہ انسپائر اس وجہ سے ہوا کے آپ میں دکھاوے کا اسلام نہیں ہے۔

آپ مغربی لباس پہنتی ہو مگر پورے جسم کو ڈھانپنے والا۔

نقاب نہیں کرتی مگر بے حجاب نہیں ہو۔

اس سے بڑھ کے ایک مسلمان لڑکی کیلئے فخر کی بات کیا ہو گی کہ ایک کافر اسکو دیکھ کر مسلمان ہو جائے۔

اس نے اٹھ کے ریسیپشن پہ کال کی۔

ریسیپشن والی لڑکی کی آواز سنتے ہی علیزے نے اس سے ڈائی ننگ ہال کی نشستوں کی تعداد پوچھی۔

مس ڈائی ننگ ہال میں ڈیڑھ سو لوگوں کی جگہ ہے۔اس کے علاوہ اگر ضرورت ہو تو اور بھی کرسیاں میزیں لگائی جا سکتی ہیں۔

ٹھیک ہے آج شام چھے بجے کیلئے ہال میرے دو سو خاص مہمانوں کیلئے مخصوص کر دیں۔اور مجھے مینیو کی لسٹ بھجوائیں۔اور انتظام وی آئی پی ہونا چاہیئے باقی بعد میں بتاتی ہوں۔

www.novelsclubb.com

سفیر علیزے کو حیران ہو کے دیکھ رہا تھا۔ مس علیزے آپ تو یہاں پہلی بار آئی ہیں تو آپ کے اتنے سارے خاص مہمان کون ہیں؟

میرے خاص مہمان آپکے اسلام قبول کرنے کا جشن منانے آئی یں گے سر۔اور آپ ان سے مل کے دلی خوشی محسوس کریں گے۔

اتنی دیر میں حاتم بھی آگیا تھا۔اس نے پچھلے دنوں دیہاتیوں کا تحفے میں دیا گیا قندورا (عربی چوغہ) پہن کر ساتھ سر پہ بھی عربیوں کے جیسا صافہ لپیٹا ہوا تھا۔

وہ تو سچ میں کوئی ی عربی شہزادہ لگ رہا تھا۔ چلو شروع کرو

وہ بیٹھتا ہوا بولا

حاتم یہ کیا ہے تم تو بالکل عربی بن کے آگ ئے۔واؤ بہت کول لگ رہے ہو۔ سفیر بھی مرعوب نظروں سے حاتم کو دیکھ رہا تھا۔

حاتم ان دونوں کے اس طرح دیکھنے پہ کنفیوژ سا ہو گیا تھا۔

آپ دونوں مجھے بعد میں گھور لینا پہلے ہمیں مسلمان بناؤ۔

کیاااا۔۔۔۔۔علیزے چیخ کے کھڑی ہو گ ئی۔حاتم کیا کہہ رہے ہو؟

ہاں علیزے میں بھی بہت دنوں سے کہنا چاہتا تھا تم سے مگر ہمت نہیں پڑی۔آج ان کو دیکھ کے مجھ میں بھی حوصلہ آگیا۔

چلو اب دیر نہ کرو۔

علیزے نے آنسو صاف کی ئی ے۔سر پہ دوپٹا ٹھیک کر کے دونوں کو تعوذ اور تسمیہ کے بعد تین بار پہلا کلمہ ترجمے کے ساتھ پڑھایا۔پھر باقی کلمے بھی اور ایمان کی صفات پڑھائی ی۔

تینوں کی آنکھیں برس رہی تھیں۔ایک کی مشعل راہ بننے کی خوشی سے اور دو کی ہدایت پانے کی خوشی سے۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے ان دونوں کو مسجد جانے کا بولا تا کہ امام ان کو ابتدائی ی باتیں بتا سکے۔

خود وہ ریسیپشن پہ آگ ئی ی تھی۔اسے کچھ ہدایات دینے کے بعد باہر جانے کا بتا کر باہر نکل گ ئی۔دوپہر تو ہو گ ئی ی تھی۔اس نے کیب ڈرائی یور کو بلایا اور اسے

اسی مضافاتی علاقے میں چلنے کا بولا جہاں اس دن وہ لوگ سارا دن گزار کے آئے تھے۔

علیزے نے وہاں کے پر خلوص لوگوں کو شام کیلئے دعوت دی۔ وہ لوگ تو حیران تھے کہ اتنے بڑے ہوٹل میں وہ کیسے آئیں گے۔ مگر علیزے نے ان کو تیار ہونے کا بولا اور لانے لیجانے کی ذمہ داری کیب والے کو دے دی کہ وہ اپنے ساتھ اور بھی ڈرائیورز کو لے کے سب کو ہوٹل پہنچائے گا۔

خان بابا آپکے گھر والے ادھر ہی ہیں؟ جی بیٹا ادھر رہی ہیں میں میری بیوی اور بیٹی بس ہم تین لوگ ہی ہیں۔

www.novelsclubb.com

آپ نے اپنی فیملی اور جن لوگوں کو آپ جانتے ہیں سب کو لے کے آنا ہے آج شام ہوٹل میں۔

مگر بیٹیا بات کیا ہے؟

علیزے کے بتانے پہ وہ بھی آبدیدہ ہو گیا تھا اور اسے اتنی بڑی سعادت پر مبارک باد دی تھی۔

بس بابا آپ نے دو سو لوگ پورے کرنے ہیں سڑکوں پہ بھی جو غریب مسکین اور مزدور نظر آئی یں تو سب کو لے آنا۔

میں اتنی خوش ہوں کہ اپنی جیب سے اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔

******

علیزے نے ہوٹل واپس آ کے سارے انتظام چیک کی ئے۔ پھر حاتم کے بارے میں پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ لوگ ابھی تک نہیں آئے تھے واپس۔

تین تو بج گ ئے تھے تو اس نے خود ہی بازار جانے کا فیصلہ کیا۔

پٹھانوں کی پاکستانی مارکیٹ سے خود کیل ئی ے سفید گھیر دار فراک لی پھر حاتم اور سفیر کیل ئی ے کالے کرتے شلوار لے کے واپس آئی ی اور زرا سی دیر

کیل ئی ے کمر سیدھی کرنے کو لیٹ گ ئی ی۔دروازہ بجنے کی آواز پہ اٹھ کر لائی ٹ جلائی ی اور ٹائی م دیکھا تو نیند بھک سے اڑ گ ئی ی باہر حاتم تھا۔

کیا ہوا علیزے اس ٹائی م کیوں سو رہی ہو؟ پانچ بج گ ئے۔ہاں ہاں میں بس آ رہی ہوں۔یہ لو یہ تمہارے کپڑے اور یہ مسٹر جیمس کے کپڑے ان کو بھجوا دینا۔

محمد یوسف

کیا؟ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ان کا اسلامی نام ہے محمد یوسف

ماشااللہ اور تمہارا؟ میرا وہی ہے۔امام صاحب نے کہا کہ میرا نام حاتم ہی ٹھیک ہے۔

اچھا چلو کوئی ی بات نہیں۔اب نکلو فٹافٹ چل کے تیار ہو اور مجھے بھی ہونے دو۔

حاتم کے جانے کے بعد علیزے جلدی سے تیار ہو کے نیچے ریسیپشن پہ آئی ی تھی کیب کا ڈرائی ور ایک طرف کھڑا تھا جلدی سے اسکی طرف آیا۔۔

جی خان بابا آپ ابھی تک ادھر ہی ہیں؟ وہ میری بیوی اور بیٹی ادھر گاڑی میں بیٹھی ہیں۔

ارے تو اندر بلائی یں نا انہیں۔ چلیں میں آپکے ساتھ چلتی ہوں۔

دونوں ماں بیٹی سہمی سی گاڑی میں بیٹھی تھیں۔علیزے جب بہت پیار سے ان سے ملی تو وہ لوگ ریلیکس ہو کے اس کے ساتھ لابی میں آگ ئی یں۔

لڑکی تو علیزے کی ہم عمر ہی تھی۔اسکی والدہ کو ایک سائی ڈ پہ بٹھا کے لڑکی کو اپنے ساتھ باتوں میں لگا لیا تھا تا کہ وہ اجنبیت محسوس نہ کرے۔

حاتم بھی آگیا تھا اسے علیزے نے ایک ویٹر کے ساتھ باہر بھجوا دیا تھا تا کہ جو لوگ آتے جائی یں ان کو گائی یڈ کر کے وہ لوگ اندر بھجوائی یں۔

چھے بجے تک بہت سارے لوگ آگ ئے تھے۔بیچارے غریب معصوم لوگ جھجھک رہے تھے اور ہوٹل کو ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے مریخ پہ آگ ئے ہوں۔

کچھ تو اس ڈر سے اندر ہی نہیں آرہے تھے کہ ویٹر لوگ انہیں دھکے دے کے باہر نہ نکال دیں۔

علیزے نے ویٹرز کو ہدایت کر دی تھی کہ ہر کسی کے ساتھ عزت سے پیش آنا ہے۔

علیزے خود سب کے پاس جا جا کے ان سے باتیں کر رہی تھی بچوں کو پیار سے اٹھا رہی تھی بہت اچھا لگ رہا تھا اسے ان سادہ دل لوگوں کے بیچ میں۔

اتنے میں ایک ویٹر نے آ کے اسے میڈیا والوں کے آنے کا بتایا۔وہ پہلے تو حیران ہوئی کہ ان کو کیسے پتہ چلا پھر سمجھ گ ئی کہ یہ ان ہوٹل والوں کا ہی کام ہو گا۔

بھلا اپنے ہوٹل کی شہرت اور غریبوں کی ہوٹل میں آمد کو وہ لوگ کیسے نہ کیش کرواتے۔پبلسٹی کیل ئے تو یہ لوگ مر کے بھی دکھادیں۔

خیر علیزے نے ان کو آنے کی اجازت دے دی اور ایک سائیڈ پہ بنے سٹیج پہ گ ئی اور سب کو مخاطب کر کے آرام سے بیٹھنے کی تاکید کی۔اور یہ غریب بھوکے ننگے لوگ جنکا ڈسپلن سے کوئی ی واسطہ نہیں تھا۔علیزے کے ایک بار کہنے سے ایسے خاموش ہو کے بیٹھ گ ئی ے کہ اگر ہال میں سوئی ی بھی گرتی تو اسکی بھی آواز آتی۔

علیزے نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور ان کو ایک انگریز کے مسلمان ہونے کی خوش خبری سنائی ی۔اور انہیں بتایا کہ وہ اسی خوشی میں یہاں دعوت پہ بلائے گ ئی ے ہیں۔

اسی دم نو مسلم سفیر محمد یوسف نے حاتم اور دو ویٹرز کے ساتھ ہال میں قدم رکھا ایک پل کیلی ئے تو وہ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گ ئی ے مگر

دوسرے ہی پل جب سارا ہال تالیاں بجاتا ہوا کھڑا ہو گیا تو وہ دل سے ہنستے ہوئے سٹیج پر آئے۔

علیزے نے ان کو ڈائس پر بلایا اور خود سائیڈ پہ ہو گئی۔تالیاں ابھی تک بج رہی تھیں۔انہوں نے نم آنکھوں کے ساتھ سب کا شکریہ ادا کر کے بیٹھنے کو بولا۔

پھر علیزے کا شکریہ ادا کیا

جسکی وجہ سے وہ مسلمان ہوئے۔اور انہوں نے اس دعوت کی بھی تعریف کی کہ انہیں شاید وزیروں کی دعوت میں اتنا اچھا نا محسوس ہوتا جتنا ان سادہ دل لوگوں کے آنے پہ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہوٹل کا عملہ بھی آ گیا تھا اور کچھ امریکن جو وہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہ بھی ان کو مبارک باد دینے آئے تھے۔کچھ دیر میڈیا والوں کے سوالوں کے جواب دینے کے بعد انہیں کھانے کے پارسل دے کر روانہ کر دیا گیا تھا۔کیونکہ علیزے نہیں چاہتی تھی اس کے مہمانوں کی کھانا کھاتے ہوئے ویڈیوز یا تصویریں بنائی جائیں۔

حاتم۔ سفیر اور ان کے انگریز مہمانوں کیلئے اسٹیج کے پیچھے کرسیاں میزیں لگادی گئی تھیں۔اور علیزے سارے ہال میں ویٹرز کے ساتھ مل کے خود سرو کروا رہی تھی اور لوگوں کو اچھے سے کھانے کی تاکید کرتے ہوئے ان کے چہروں کی خوشی دیکھ کر خود بھی خوش ہو رہی تھی۔

اسے اپنی دادی کی بات یاد آئی تھی کہ جب کوئی مشکل آئے یا دل بہت بوجھل ہو تو غریبوں کو کھانا کھلا کے دعائیں لے لینا مشکلیں آسان لگنے لگیں گی۔اور دل خوشی سے بھر جائے گا۔

واقعی اسے بہت اچھا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے دو سو کی بجائے تین سو لوگوں کا کھانا بنوایا تھا تاکہ کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

کھانے کے بعد جب وہ لوگ رخصت ہو رہے تھے تو ایک ایک مہمان نے ان کے پاس آ کے ان کو دعائیں دیں۔اس وقت صرف علیزے ہی نہیں بلکہ حاتم اور سفیر کے علاوہ ہوٹل کے عملے کی آنکھیں بھی خوشی سے بھر گئی تھیں۔

ایک کھانا کھلانے پہ اتنی دعائیں۔تو سوچو اگر ہم کسی ننگے کا تن ڈھانپیں۔کسی بیوہ اور یتیم کا سہارا بن جائیں پورا نہیں تو تھوڑا ہی سہی۔

کیا ان کی ہمارے لیئے دعائیں عرش پہ نہیں پہنچیں گی؟اللہ پاک ہمیں پتا نہیں کس کی دعا کے صدقے فرش سے اٹھا کے عرش پہ بٹھا دے۔تو تھوڑا ہی سہی اپنا حصہ ضرور ڈالا کریں۔ایسا سکون ملے گا کہ کبھی مہنگی گاڑیوں یا فائیو سٹار ہوٹلز میں جا کے بھی نہ ملے۔

رات گیئے تک علیزے نے ہوٹل والوں کا بھی سارا حساب کیا۔ہوٹل کے بل کے علاوہ ہوٹل سٹاف کو الگ سے پیسے دیئے۔بلاشبہ ان لوگوں نے بہت اچھا انتظام کیا تھا۔

پیسے وہ دن کے وقت ہی لے آئی تھی بینک سے نکلوا کے۔

اس نے ہوٹل سٹاف تک کو خوش کر دیا تھا اپنے اچھے سلوک اور خوش مزاجی سے۔ اور بہت سی دعائیں سمیٹی تھیں۔

سفیر نے اسکو پیسے دینے کی کوشش کی تھی مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ یہ اس نے اللہ کیلئے کیا۔ تو انہیں جب بھی موقع ملے وہ بھی کچھ نہ کچھ غریب مزدور طبقے کیلئے کر کے دعائیں لیں۔

اگلے دو دن انکا انڈیا کا ویزہ آنے اور خود کی تیاریوں میں لگے تھے۔ اور تیسرے دن وہ لوگ انٹرنیشنل ائیر پورٹ ممبئی میں لینڈ کر چکے تھے۔

یہاں بھی وہ لوگ امریکن ایمبیسی کے ہی مہمان تھے۔ ظاہر ہے اتنا خزانہ ان کو مل گیا تھا کہ اب تو علیزے چاند پر جانے کا بولتی تو انگریز بکرے وہاں کا انتظام بھی کر دیتے۔

www.novelsclubb.com

یہاں ان کا قیام ہوٹل کی بجائے ایمبیسی کے ایک مسلمان اہلکار کے گھر پہ کیا گیا تھا۔ اور علیزے کو اسکا گھر دیکھ کے بہت اچھا لگا تھا۔

ڈرائیور بھی گاڑی سمیت ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اور اب علیزے کے نئے ایڈونچر انڈیا والے دیکھنے والے تھے۔

*****

انڈیا تو وہ پہنچ گ ئے تھے مگر علیزے کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں سے شروع کرے۔

پہلے مندر دیکھنے مدراس چلے یا پہاڑ دیکھنے شملہ۔

پاکستان کے شمالی علاقہ جات تو وہ سکول کالج کے ٹورز کے ساتھ جا کے دیکھ چکی تھی ۔اب اسے کوہ قراقرم دیکھنے کا شوق تھا جو وہ یہاں سے واپس جا کے دیکھنے والی تھی۔

ایک دن تو ان لوگوں نے بس آرام کیا تھا اور اپنے میزبانوں کی مہمان نوازی سے لطف اٹھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ لوگ بہت اچھے تھے شہری آبادی سے زرا ہٹ کے ان کا یہ فارم ہاؤس تھا۔ان کی میزبان عورت کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔اور تین چار چھوٹے چھوٹے بچے جو کبھی حاتم کو پکڑ کے کھیتوں میں لے جاتے اور کبھی علیزے کو۔

جہاں انہوں نے سبزیاں اگائی ہوئی تھیں اور ساتھ ڈیری فارم تھا اور کچھ مرغیاں بھی ادھر اُدھر بھاگی پھر رہی تھیں۔

یہ سب تو علیزے کیلئے بھی نیا تھا۔

پاکستان میں رہ کے بھی اس نے کبھی کوئی گاؤں نہیں دیکھا تھا۔

حاتم تو ہر منظر کو کیمرے میں قید کر رہا تھا آخر اس نے واپس جا کے اپنے ماں باپ اور دوستوں کو بھی تو دکھا کے حیران کرنا تھا۔

علیزے کو اندازہ نہیں تھا کہ یہاں میزبان بچے بھی ہونگے ورنہ کچھ لے آتی۔

اب اس نے شہر جا کے ان سب کو شاپنگ کروانے کا سوچ کے عائشہ جو کہ ان کی میزبان عورت تھی۔اس کو گھومنے پھرنے کا بتا کے بچوں کو ساتھ لے لیا اور ڈرائیور کو قریبی مارکیٹ لے جانے کا بولا۔

بچے تھے تو شرارتی مگر سلجھے ہوئے تھے۔انہوں نے شہر جا کے کوئی ی اودھم نہیں مچایا۔آرام سے اپنی اپنی پسند کی چیزیں لیتے رہے۔

علیزے نے عائشہ کیلئے ایک پیارا سا سوٹ اور چپل لی تھی اور ایک مردانا گھڑی پرفیوم اور دو تین شرٹس لے کے حاتم کو دی تھیں تاکہ وہ اپنے میزبان کو تحفے میں دے۔

کھانے کا وہ جاتے ہوئے منع کر گئی تھی۔وہاں سے ان لوگوں نے مسلم فاسٹ فوڈز ریسٹورنٹ سے پزا اور برگرز آرڈر کیے۔

کھا پی کے وہ لوگ واپسی کیلئے نکلے۔ایک سگنل پر گاڑی رکی تو اچانک علیزے کی سائیڈ پہ دھپ کی آواز سے شیشہ بجا۔وہ ایک دم گھبرا کے اچھلی۔

سارے بچے اسکے اسطرح ڈرنے پہ ہنسنے لگے۔کھڑکی کے ساتھ ایک بوڑھا چپکا ہوا کچھ کہہ رہا تھا۔شیشے بند ہونے کی وجہ سے وہ لوگ کچھ سن نہیں پا رہے تھے۔

ڈرائی یور باہر نکلنے لگا تاکہ اسے بھگا سکے مگر علیزے نے اسے منع کر کے کھڑکی کا شیشہ نیچے کر دیا۔اور بوڑھے کی بڑبڑاہٹ سننے لگی

جا لے جا اسے واپس کیوں اسے لے کے ماری ماری پھر رہی ہے اسکے ساتھ اپنی بھی جان کی دشمن بن گ ئی ی ہے۔وہ اسکی نظروں میں آ گیا ہے۔

اسکا علاج تو بہاؤ الدین ہی کرے گا۔اللہ کا نام لیا کر اس کے ناموں میں شفا ہے

اتنا بول کر علیزے کی گود میں تسبیح پھینک کے بھاگ گیا۔اتنی دیر میں سگنل گرین ہو گیا تھا تو گاڑی چل پڑی علیزے مڑ مڑ کے اسکو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ناکام رہی۔

www.novelsclubb.com

بچے تو ہنس رہے تھے اور ڈرائی یور تپا ہوا تھا

میڈم جی اسطرح کے ڈھونگیوں کے منہ نہ لگا کریں یہ لوگ گروہ بنا کے واردات کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو اطلاع کر کے ڈرامائی انداز بنا کے کسی کے سامنے بار بار آ کے اسے اسکے مستقبل سے ڈرا کے پیسے بٹورتے ہیں۔

توہم پرست لوگ انہیں گھر تک رسائی دیتے ہیں اور پھر لٹنے کے بعد سر پکڑ کر روتے ہیں۔

ڈرائی یور تو اپنی طرف سے اسے وارن کر رہا تھا کہ وہ اسطرح کے لوگوں کی باتوں میں نہ آئے مگر علیزے سمجھ گئی تھی کہ کہ وہ کوئی ڈھونگی یا کوئی عام انسان نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے لگ رہا تھا کہ ان لوگوں سے وہاں آ کے غلطی ہوئی ہے۔

پہلے مصر میں وہ لوگ سیانا کے چنگل سے آسانی سے چھوٹ گئے کیونکہ وہ ہزاروں سال پرانی روح تھی۔وہ اس زمانے میں آ تو گئی تھی مگر اس نے اس دور کے پینترے نہیں سیکھے تھے۔اسلئے آسانی سے ماری گئی۔

مگر ہندوستان تو پنڈتوں سادھوؤں اور جادوگروں کا گڑھ ہے۔

اور کچھ تو ایسے ہیں جو کالے علم کے عروج پر پہنچے ہوئے ہیں۔اگر کچھ برے علم والے ہیں تو ان کے مقابلے میں اچھے عالم بھی ہیں جو اپنا علم صرف اچھائی اور دوسروں کی بھلائی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔مگر ایسے لوگ تو گنتی کے چند ایک ہی ہیں۔

فارم ہاؤس پہ واپس آ کے سب لوگ ہلا گلا کرنے لگے مگر علیزے تو اسی بات کو لے کر پریشان تھی۔بار بار اسکے ذہن میں اس مجذوب کی باتیں گونج رہی تھیں۔

وہ سر درد کا بہانہ بنا کے کمرے میں آ گئی۔

کیا ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے؟ وہ خود سے ہی سوال کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مجذوب کی باتوں کو اگر سیریس ہو کے سوچا جائے تو اسکا سیدھا سیدھا مطلب تو یہ تھا کہ حاتم کسی برے انسان کی نظروں میں آگیا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ خود علیزے کی بھی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔

مطلب وہ لوگ کسی مشکل میں پھنسنے والے ہیں۔اف خدایا یہ سب کیا ہو رہا ہے ہر کوئی اس جنگلی کے پیچھے کیوں پڑا ہے؟ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

پھر کچھ سوچ کر اٹھی اور ایمبیسی میں کال ملائی اور رابطہ ہونے پر واپس امریکہ جانے کے انتظام کرنے کو بولا۔اسے کچھ دیر بعد رابطہ کرنے کو بولا گیا۔

اور کچھ دیر بعد کی خبر نے تو اسے حقیقت میں پریشان کر دیا تھا۔امریکہ کے صدر کا پرائیویٹ جیٹ ہائی جیک کر لیا گیا تھا جس میں اسکی پوری فیملی چھٹیاں گزارنے لندن جا رہی تھی۔

اب کچھ وقت ان لوگوں کو انڈیا میں ہی گزارنا تھا کیونکہ ساری ایجنسیاں صدر کے کام میں مصروف ہو گئی تھیں۔ کوئی بھی بڑا ان کے واپسی کے انتظامات کرنے کو موجود نہیں تھا۔

ظاہر ہے ہونی کو کون ٹال سکتا تھا وہ لوگ اپنے حصے کی مشکلیں برداشت کی ئے بنا واپس کیسے جا سکتے تھے۔

علیزے نے بیگ میں سے مجذوب کی دی ہوئی تسبیح نکالی اور اسے کچھ دیر دیکھتی رہی اور پھر چوم کر بیگ میں واپس رکھنے لگی۔ پھر کچھ سوچ کر اسے بریسلٹ کی طرح کلائی پہ لپیٹ کر بل دے لی ئے۔

www.novelsclubb.com

اسکی آنکھ بچوں کی آواز پہ کھلی جو اسے جگا رہے تھے۔

اس نے فٹافٹ اٹھ کر بچوں کو بھگایا اور فریش ہونے چلی گ ئی۔

سر بھاری ہوا پڑا تھا بہت مشکل سے کھانے کی ٹیبل پر آئی ی تھی۔ کیا ہوا سر درد ٹھیک نہیں ہوا؟

عائشہ کے پوچھنے پہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔اسی دم حاتم بچوں کے ساتھ ہنستا ہوا ڈائی ننگ ٹیبل تک آیا اور علیزے پر نظر پڑتے ہی تشویش سے اسکی طرف بڑھا۔

کیا ہوا علیزے ڈاکٹر کے پاس چلیں؟

نہیں میں ٹھیک ہوں ابھی کھانے کے بعد ڈسپرین لیتی ہوں ٹھیک ہو جائی یگا سر درد۔

پکا؟اس نے یقین دہانی چاہی

ہاں بالکل پکا چلو اب کھانا کھاؤ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔

کھانے کے بعد جیسے ہی وہ کمرے میں آ کے لیٹی دروازہ ہلکا ناک ہوا۔اس نے کھولا تو حاتم تھا کافی کے ساتھ۔

عائشہ لے کے آرہی تھی تو میں نے بولا میں لے جاتا ہوں۔ وہ آرام سے صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا

ہمم

اچھا اب بتاؤ کیا پریشانی ہے۔ جب سے واپس آئے ہیں تم ایسے ہی چپ ہو۔ کیا اس بوڑھے کی باتوں کی وجہ سے؟

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ پہلو بدل کر بولی

اب ایسی بھی بات نہیں ہے علیزے۔ ہم کافی مہینوں سے ایک ساتھ ہیں۔ تم نے پہلے تو کبھی ایسا برتاؤ نہیں کیا۔ یہ صرف سر درد نہیں ہے۔ تم کچھ چھپا رہی ہو مجھ سے۔

ایسا کچھ نہیں ہے تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو۔ جاؤ سو جاؤ پلیز مجھے بھی سونے دو۔

وہ کچھ دیر تو اسکی طرف دیکھتا رہا پھر خاموشی سے اٹھ کے چلا گیا۔اور وہ جو اسے بتا کے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی نا بتا کے کر دیا تھا۔

اگلے دن بھی اسکا دل بوجھل تھا مگر چونکہ وہ خور حاتم کو لے کے یہاں آئی ی تھی اور اوپر سے واپسی کا کوئی ی پتا نہیں تھا سو آنے والے وقت کو سوچ کر پریشان ہونے کی بجائے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا کہہ کے خود کو تسلی دی اور تیار ہو کر باہر آگ ئی ی۔

سب سے پہلے ان لوگوں نے مدراس جانے کا پرو گرام بنایا۔ان کے میز بان بھی چونکہ مسلم تھے تو وہاں گائی یڈ کرنے کیل ئی ے ایمبیسی کی طرف سے ایک ہندو کو ہائی ر کیا گیا تھا جو تھا تو برہمن مگر ماڈرن انسان تھا جو ذات پات کے فرق میں نہیں پڑتا تھا۔

برہمن اونچی ذات کے ہندو ہوتے ہیں جو خود کے علاوہ سب کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں۔دیوان کا گائی یڈ اور میز بان اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا

تھا۔اس نے سب کا بہت اچھے سے استقبال کیا۔ان لوگوں کیلئے کھانا باہر سے کسی مسل ہوٹل سے منگوایا گیا تھا۔ مگر کھایا سب نے ایک ہی ٹیبل پہ۔

کھانے کے دوران دیوان کو مدراس میں الگ الگ بھگوانوں کے نام اور ان کے مندروں کے بارے میں بتاتا رہا۔علیزے نے تو فلموں وغیرہ میں دیکھا ہوا تھا مگر حاتم بہت حیران ہو کے اس کی باتیں سن اور سوال کر رہا تھا۔

اگلے دن وہ لوگ کاشی جانے کا پروگرام بنا کر سوگئے۔کاشی گنگا کنارے بھگوان شیو کا مندر ہے جو سب بھگوانوں کا باپ مانا جاتا ہے۔مندر کنارے دریائے گنگا کا یہ حصہ پاک سمجھا جاتا ہے اور ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اس جگہ اسنان کرنے یعنی نہانے والے کے پچھلے سارے گناہ دھل کر ختم ہو جاتے ہیں۔

پکے عقیدے والے ہندو پورے ہندوستان سے اپنے جلے ہوئے مردوں کی راکھ اس جگہ بہانے آتے ہیں تاکہ وہ مرنے کے بعد سورگ یعنی جنت میں پہنچ جائیں۔

دیوان کو ساتھ ساتھ بتا رہا تھا۔ عورتوں کو ساڑھی اور مردوں کو دھوتی کرتا پہنا کر لایا گیا تھا تاکہ کوئی ی خاص طور سے ان کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ مسلمانوں کا مندروں میں کیا کام۔

علیزے نے تو ساڑھی میں گزارہ کر لیا تھا مگر حاتم سے دھوتی نہیں سنبھالی جا رہی تھی وہ بار بار گرنے لگتا اور سارے بچے ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتے۔

دیو جانتا تھا کہ وہ لوگ وہاں سے کچھ لے کے نہیں کھائیں گے اسلیئے اس نے سب کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ اگر کوئی ی انہیں پرساد یعنی کھانے کی کوئی ی چیز دے تو شائستگی سے ہاتھ سے یہ کہہ کر منع کر یا جائے کہ وہ سب اُپواس یعنی روزے سے ہیں۔

سارا دن وہ لوگ مندر اور اس کے قرب وجوار میں پھرتے اور تصویریں بناتے رہے اس بات سے بے خبر کہ دو خونی آنکھیں انکے ساتھ ساتھ ان پر نظر رکھے ہوئے کسی موقعے کی تلاش میں ہیں۔

علیزے تو گھوم گھوم کے تھک گ ئ ی تھی اسلی ئے آرام سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گ ئ ی۔اس کے ساتھ ہی میز بانوں کی بھی ساری عورتیں اور بچے بیٹھ گ ئے۔

مرد تصویریں بناتے ادھر اُدھر پھر رہے تھے۔علیزے بے دھیانی میں بیٹھی ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔اچانک اسے کوئ ی گڑ بڑ محسوس ہوئ ی۔ایک لڑکا کافی دیر سے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے تھا اور اسکے ہاتھ میں کچھ دبا ہوا تھا۔اور اسکی نظر مسلسل حاتم پر تھی۔

علیزے بنا سوچے سمجھے اٹھ کر بھاگی اور جا کے لڑکے کی گدی میں ایسا زوردار پنچ مارا کہ وہ چیخ مار کے وہاں ہی ڈھیر ہو گیا۔سارے لوگ اکٹھے ہو گ ئے۔ان کی ساتھی عورتیں اور بچے بھی اٹھ کر آگ ئے تھے اور علیزے سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھنے لگے۔

علیزے تھوڑی دیر تک تو چپ کر کے سب کی باتیں سنتی رہی مگر پھر غصے میں سب کی ایسی تسی کر دی کہ مندر میں بھی لوگ محفوظ نہیں ہیں۔

دیو نے اس لڑکے کا ہاتھ دیکھا جہاں اس نے حاتم کو مارنے کیلئے کچھ پکڑا ہوا تھا ساری عوام انکے ارد گرد کھڑی تھی اور پولیس کو بھی کسی نے فون کر دیا تھا۔

******

لڑکا علیزے کا پنچ کھا کے ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔اور اس کے گرد لوگوں کا ہجوم لگ گیا تھا۔دیو نے وہ پتھر کا چاقو احتیاط سے اس کے ہاتھ سے نکال کر کپڑے میں لپیٹ لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ چاقو تھا تو بظاہر پتھر کا ایک ٹکڑا مگر اسے رگڑ رگڑ کر اتنا تیز دھار بنایا گیا تھا کہ اگر کسی گائے بھینس کے گلے پر بھی پھیرا جائے تو پہلی بار میں ہی گلا کاٹ دے۔

دیو نے اسے دیکھ کر جھرجھری لی تھی۔اس پہ کوئی سبز رنگ کا سیال مادہ لگا ہوا تھا جسے دیکھ کر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ زہر آلود ہے۔اگر علیزے پھرتی نہ دکھاتی تو وہ بس حاتم کے سر پر ہی پہنچ گیا تھا۔قریب تھا کہ کوئی کاروائی کرتا علیزے نے اسے چھاپ لیا تھا۔

کسی نے پولیس کو کال کر کے بھی بلا لیا تھا۔دیو نے ساری عورتوں کو سائیڈ پہ کر کے انہیں چہرے ڈھانپنے کو بولا تھا تاکہ کوئی انکی ویڈیو یا تصویر نہ لے سکے۔

علیزے میڈم کو کافی لوگوں نے پنچ مارتے اور اس لڑکے کو اچھل کر گرتے دیکھا تھا۔اور آج کل کی نوجوان نسل کو تو موقع چاہیئے ہوتا ہے۔مدد کو کوئی نہیں آگے بڑھتا ویڈیوز بنا کے سوشل میڈیا پہ ڈالنے کا رواج چل گیا بس۔

پولیس والے دیو کو جانتے تھے انہوں نے آتے ہی اس سے ماجرا پوچھا۔دیو کے بتانے پر کہ یہ لڑکا ہمارے ساتھی پر جان لیوا حملہ کرنے والا تھا ہم نے بروقت دیکھ

کر اسے گرالیا۔ایک پولیس والے نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پہ تھپڑوں کی بارش کر دی۔ جس سے وہ جھر جھری لے کر اٹھ بیٹھا۔

اور اتنے سارے لوگوں اور پولیس کو دیکھ کر کانپنے لگا۔میں یہاں کیسے آیا؟ وہ ڈرتے ڈرتے بولا

تیرا باپ لے کے آیا ہے تجھے۔ تھانے چل پھر بتاتا ہوں۔پولیس والے نے خونی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے ایسے کہا کہ وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

دیو نے وہ کپڑے میں لپٹا ہوا زہر آلود چاقو پولیس والے کو پکڑایا۔

لڑکے سے جب پوچھ گچھ کی گ ئی ی تو اس نے بتایا کہ وہ گنگا پور گاؤں کا رہنے والا ہے۔ صبح جب وہ جنگل میں بکریاں چرانے گیا تو ایک سادھو نے اس سے بکری کا دودھ مانگا۔اس نے بکری کا دودھ برتن میں نکال کے اسے پکڑایا۔اور ساتھ

عقیدت سے اسکی طرف دیکھا۔اسکی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد اسے ایسے لگا جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہے۔اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں۔

سب یاد آجائے گا بیٹا چل زرا تیری مہمان نوازی کرتے ہیں۔

وہ لڑکا فوراً اٹھ کر دیو کے پیچھے چھپ گیا۔علیزے سمجھ گ ئی کہ وہ بے قصور ہے۔ اسے شاید ہپناٹائی ز کیا گیا تھا۔اس نے حاتم کو اشارہ کیا۔

حاتم نے آہستہ سے دیو سے کہا کہ وہ بے قصور لگ رہا ہے اسے جانے دیا جائے۔حاتم کی بات سن کر وہ لڑکا حاتم کے پاؤں میں آ کے گر گیا۔بھیا جی میں نے کچھ نہیں کیا مجھے بچالو بھیا جی آپکو اللہ کا واسطہ میں اپنی ماں کی قسم کھاتا ہوں میں بے قصور ہوں۔

اسکی بات سن کر حاتم کو جھٹکا لگا تھا۔

تم مسلمان ہو؟

جی بھیا جی

تو تم نے سادھو کو عقیدت سے دودھ کیوں پلایا۔

بھیا جی ہمارے گاؤں میں سب مل جل کر رہتے ہیں مسلم سکھ ہندو سب ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔انسانیت کا تو کوئی ی مذہب نہیں ہوتا بھیا جی۔

اسکی باتوں سے سب بہت متاثر ہوئے تھے۔پولیس والوں کو دیو نے واپس بھیج دیا تھا۔مگر ان سے اس چاقو کا لیبارٹری میں تجزیہ کروانے کو بولا تھا۔

لڑکے کو واپسی کا کرایا دے کر وہ لوگ گھر واپس آگ ئے تھے۔

گھر کے بھی وہ لوگ اسی بات پر تبصرہ کر رہے تھے کہ کوئی ی حاتم کو کیوں مارنا چاہتا ہے۔ساتھ علیزے کی پھرتی کی بھی سب نے تعریف کی کہ اگر وہ ایک پل بھی لیٹ ہو جاتی اس لڑکے تک پہنچنے میں یا اسکی نظر نہ پڑتی تو جانے کیا ہوتا۔اور اس بات کو سوچ کے تو سب نے جھرجھری لی تھی۔

اگلے دن ان لوگوں نے کالی کا مندر دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا۔ کیونکہ پچھلے دن وہ لوگ مندر کے اندر نہیں جا سکے تھے۔ تو آج سب سے پہلے مندر کے اندر سے گھوم پھر کر واپس باہر آ کے تصویریں بنانی تھیں۔

لڑکیاں اور عورتیں آج پھر سے ساڑھیوں میں تھیں اور مرد صرف دھوتیوں میں۔ حاتم تو شرما شرما کے لال ہو رہا تھا۔ ان کے جنگلوں میں تو صرف جانوروں کی کھالوں کا لباس پہنا جاتا تھ مگر وہاں سب کا یہی لباس ہوتا تھا اسلئے کسی کو کچھ عجیب نہیں لگتا تھا۔

مگر اب کچھ مہینوں سے علیزے کے ساتھ رہتے ہوئے وہ بالکل پورے کپڑے پہننے کا عادی ہو گیا تھا۔ اور اب سب اسے دیکھ کے ہنس رہے تھے اور اسکی باڈی بلڈرز جیسی لک پہ سب لڑکیاں اسے چھیڑ رہی تھیں۔ وہ بیچارہ شرما شرما کے لال ٹماٹر ہوا پڑا تھا۔

مندر کے اندر جانے کیلئے دیونے پھولوں اور پھلوں کے تھال بنوائے تھے جو ان سب نے اٹھائے ہوئے تھے سوائے علیزے اور عائشہ لوگوں کے۔

مندر میں داخل ہوئے تو علیزے کو خون کی بو محسوس ہوئی مگر وہاں ایسا کچھ بظاہر نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ لوگ اندر جا کے بڑے سے ہال میں چپ کر کے ایک سائیڈ پہ بیٹھ گئے تھے۔ اور دیوا اور اسکی فیملی چڑھاوے چڑھانے لگی تھی۔ وہاں عجیب ڈراؤنی سی شکل کا بڑا سا کسی عورت کا کالا بُت تھا جسکی لال بڑی سی زبان ٹھوڑی تک باہر کو لٹکی ہوئی تھی۔

علیزے تو غور غور سے ادھر اُدھر پھرتی لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی جن کے بارے میں اس نے کہیں پڑھا ہوا تھا کہ معصوم لڑکیوں کو دھرم کے نام پر داسیاں بنا کے مندروں کے اندر قید رکھا جاتا ہے۔

اور ان بیچاریوں کو دھرم کے سیوکوں یعنی پنڈتوں اور مندروں میں بڑا بڑا دان کرنے والے عیاشوں کے ہاتھوں پامال کیا جاتا ہے مگر ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں

وہ بیچاری لڑکیاں اسی قید میں ساری زندگی سسک سسک کر گزار دیتی ہیں۔اور اگر کوئی ان کی بات ماننے سے انکار کر دے تو اسے اپنے دیوی دیوتاؤں کے آگے ذبح کر کے اسے بھینٹ یا قربانی کا نام دے دیا جاتا ہے۔

اسی اثنا٦ میں ایک سادھو اندر آیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔اسکی نظر جیسے ہی حاتم پہ پڑی وہ تیزی سے اسکی طرف آیا اور اس کے ماتھے پہ کچھ دیکھنے لگا۔سب لوگ حیرت سے اسکی طرف دیکھنے لگے۔ مگر وہ بنا کچھ بولے حاتم کو گھورتا رہا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا خود کے سینے پر پھیر کے حاتم کے ماتھے پر پھیر دیا۔

اسے بہت گھن آئی۔اس نے سادھو کا ہاتھ جھٹک دیا۔اور وہ سادھو بنا کچھ بولے مسکراتا ہوا وہاں سے باہر نکل گیا۔

پنڈتوں نے اٹھ کے جے کالی ماں کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور آ کے حاتم کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے لگے۔

حاتم پریشان اور علیزے خونی نظروں سے ان سب کو دیکھنے لگی۔اس سے پہلے کہ وہ کسی کی آنکھوں میں انگلیاں مار کے کسی کے کان اکھاڑتی دیو جلدی سے آگے بڑھا اور پنڈتوں سے بولا۔

پنڈت جی یہ سب کیا ہے آپ لوگ میرے مہمان کو ہار کیوں پہنا رہے ہیں؟ارے بال ؤ لے تم نے دیکھا نہیں سادھو جی اسے کالی ماں کا داس بنا گ ئے ہیں۔کالی ماں نے اس لڑکے کو اپنے لی ئے پسند کر لیا ہے۔

کیا بکواس ہے یہ؟علیزے نے ہار نوچ کے پنڈت کے منہ پہ مارے ھاور بولی۔اپنے اس غلیظ سادھو کو بتا دینا کہ دوبارہ اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو ٹانگیں چیر ڈالوں گی۔

وہ حاتم کا ہاتھ پکڑ کر باہر چل دی اسکے پیچھے وہ لوگ بھی بھاگے۔اندر پنڈت لوگ کانوں کو ہاتھ لگا کے رام رام کر رہے تھے

علیزے کا تو غصے سے دماغ خراب ہو رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس کے ذہن میں کچ کلک ہوا۔ اس نے حاتم کا ہاتھ دوبارہ پکڑ کر دیکھا۔

تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟

وہ دیو کے بیٹے نے صبح کھیلتے ہوئے اتاری تھی تو میں واپس لینا بھول گیا۔

کیاااا تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ تمہیں پتا ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟ وہ کھیلنے کی چیز ہے؟ وہ اس پہ گرجی تھی اور سر پکڑ کے بیٹھ گئی تھی

*****

علیزے کا دماغ ایک تو ان پنڈتوں نے خراب کر دیا تھا۔ اوپر سے حاتم فرعون والی انگوٹھی کھو چکا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کر بیٹھے۔

ابھی تو شکر ہے اس نے تسبیح اپنی کلائی پہ لپیٹ لی تھی۔ اگر وہ بھی حاتم کو دیتی تو شاید وہ اسے بھی کسی بچے کو کھیلنے کو دے دیتا۔

سارا راستہ وہ کڑھتی آئی ی تھی۔دیو الگ سے شرمندہ تھا کہ وہ انہیں کالی کے مندر لے کے گیا اور وہاں بدمزگی ہو گ ئی۔

گھر آ کے وہ خود تو کمرے میں بند ہو گ ئی مگر حاتم کو انگوٹھی کی فکر تھی۔اس نے دیو کے بیٹے سے پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

پھر تو حاتم کے طوطے اڑ گ ئے۔اسے خود پہ غصہ آنے لگا۔دیو کو پتا چلا تو اس نے بچے کو ڈانٹا اور سب نوکروں کو بلا کے ہر جگہ انگوٹھی ڈھونڈنے پہ لگا دیا۔مگر انگوٹھی تو غائ ب ہو چکی تھی۔

علیزے غصے میں رات تک کمرہ بند کی ئے رہی اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے وہ انگوٹھی حاتم کو دی ہی کیوں۔

عشا٦ کی نماز کے بعد وہ وہیں جائے نماز پہ سر رکھ کے سو گ ئی۔

اچانک اسے ٹھنڈ سی محسوس ہوئی ی اور وہ اٹھ گ ئی۔ کمرے میں وہی مانوس سی پیلی رو شنی پھیلی ہوئی ی تھی۔

علیزے نے آنکھیں مل کے دیکھا مگر وہ نظر کا دھوکا نہیں بلکہ سچ میں فرعون راع کی روح کا ہیولہ ہی تھا۔ علیزے میری بچی یہ میں ہی ہوں۔

علیزے کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اپنے بچھڑے ہوئے باپ کو دوبارہ دیکھ لیا ہو۔ اسکی آنکھیں بھر آئی ی تھیں۔

وہ ایک دم اٹھ کے بیٹھ گ ئی۔

اف خدایا شکر ہے آپ یہاں ہو میں تو پریشانی میں رونے والی ہوئی ی پڑی تھی۔

میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم میری مدد کرو گی تو میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا جب تک تم چاہو گی۔ تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ انگوٹھی تمہاری اجازت کے بنا غائب ہو جائے۔

اچھا اب میری بات غور سے سنو۔ میں بہت مشکل سے آیا ہوں بر بار نہیں آسکتا۔ دھیان سے سنو۔ تم لوگوں نے ہندوستان آ کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اور اس سے بڑی غلطی کالی کے مندر میں جا کے کی ہے۔ تمہیں اس بزرگ نے بتایا بھی تھا کہ حاتم کسی کی نظروں میں آگیا ہے۔ تم لوگوں کو احتیاط کرنی چاہیئے تھی۔

خیر اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ اب تم لوگوں نے یہ کرنا ہے کہ ہمیشہ پاک صاف رہنا ہے اور اپنی آسمانی کتاب کو یاد کرتے رہنا۔ یعنی کہ تلاوت

تمہارے پاس چونکہ تسبیح ہے تو جو اس فقیر نے جو بولا تھا وہ اس تسبیح پہ پڑھتی رہنا اور حاتم کو یہ انگوٹھی بھی پہنا دینا اور وہ آیات بھی سکھا دینا اپنی آسمانی کتاب کی۔

میں نے دیکھا تھا کیسے آسانی سے سیانا جل گ ئی۔ ورنہ وہ اتنی صدیوں سے ایسے ہی تو نہیں بھٹک رہی تھی کہ آرام سے جل جائے۔ کالے جادو کا توڑ ہمیشہ سے کالا جادو ہی رہا ہے۔ مگر تمہاری آسمانی کتاب بے شک عظیم ہے جس نے اس بری روح کا کوئی وار نہیں چلنے دیا۔

اسی طرح اب تم لوگوں کو چوکنا رہنے کی ضورت ہے۔حاتم کو اکیلا گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دو۔اور خود بھی نہ جانا۔دیو سے کہو کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے تم لوگوں کو کسی مشکل میں پھنسنے سے پہلے کسی طرح بارڈر کراس کروادے۔

کوشش کرنا کہ کل سے کھانا خود بناؤ۔وہ لوگ کسی نوکر کے دماغ کو بھی اپنے قبضے میں کر کے تم لوگوں کو کوئی ی حرام چیز کھلا کے ناپاک کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

اور ہاں ویسے تو میں ہر پل ساتھ ہوں تم لوگوں کے۔لیکن اگر کبھی بہت مجبور ہو جاؤ اور سمجھو کہ انگوٹھی بھی فائدہ نہیں دے رہی تو کوشش کرنا انگوٹھی کو دھوپ یا آگ کے پاس کر کے مجھے آواز دینا میں آجاؤں گا۔

اب سو جاؤ اور حاتم کو سارے حالات سے باخبر رکھا کرو تاکہ کبھی وہ انجانے میں کسی کا شکار نہ بن جائے۔

اچھا میں جانے لگا ہوں کچھ پوچھنا تو نہیں؟

ہاں پوچھنا ہے۔

پہلی بات کہ وہ حاتم کے پیچھے کیوں پڑے ہیں اور دوسری بات وہ لڑکا کیوں مارنے آیا تھا حاتم کو؟

تمہیں پتا تو ہے کہ حاتم پائی ل ہے۔اور سیانا نے حاتم کو شیطان کے آگے قربان کرنے کا وعدہ کیا تھا اپنے مقصد کیلی ئے۔اسکا مقصد تو پورا نہیں ہوا اور وہ ختم ہو گ ئی۔ مگر شیطان حاتم کو نہیں بھولا۔

وہ اسے اپنے سامنے قربان کروانا چاہتا ہے اپنے چیلوں کے ذریعے۔پھر وہ بھلے کالی ماتا ہو یا کالے علم کے ماہر سادھو پنڈت۔سب شیطان کے پیروکار ہیں۔

حاتم بار بار ان کے ہاتھوں سے بچ جاتا ہے اسی بات پہ وہ لوگ تلملائے ہوئے ہیں۔وہ لڑکا بھی ان کے جادو کا شکار ہوا تھا۔یہ وہی سادھو ہے جو تم لوگوں کو مندر میں ملا۔ایک مسلمان لڑکے سے قتل کرواتے تو ہندوؤں پر کوئی ی الزام نہ آتا۔

ویسے بھی وہ اسے بس زخمی کرتا۔اور اس چاقو پہ ایسا زہر لگا ہوا تھا جو جسم کو مردہ کر دیتا ہے جبکہ انسان اصل میں زندہ ہوتا ہے۔

مطلب کہ حاتم کی دھڑکن کچھ گھنٹوں کیلئے بند ہو جاتی اور تم لوگ اسے مردہ سمجھ کے دفنا دیتے۔اور وہ لوگ پھر اسے وہاں سے نکال کے لے جاتے۔

مگر وہ لڑکا پکڑا گیا۔اور تم لوگ اگلے دن مندر پہنچ گئے۔وہ لوگ کھل کے سامنے آ گئے۔کالی راتیں شروع ہونے والی ہیں۔اب تم لوگوں کو احتیاط کرنی ہے۔یا تو نکل جاؤ جو کہ ممکن نہیں لگ رہا

یا پھر ساتھ ساتھ رہو۔اور ہاں اس فقیر نے جن بزرگ کا بولا تھا ان کے ہاں بھی جانا۔

اب سو جاؤ میں جا رہا ہوں۔

یہ کہتے ساتھ فرعون نے علیزے کے سر پہ ہاتھ رکھا اور وہ وہاں ہی جائے نماز پہ سو گ ئی۔

*****

اگلی صبح علیزے اٹھی تو بہت پر سکون تھی۔انگوٹھی اسے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر سے مل گ ئی ی تھی۔

جبکہ حاتم بیچارہ ساری رات ٹھیک سے سو نہیں سکا اسی پریشانی میں کہ ایک تو انگوٹھی گم ہو گ ئی ی دوسرا علیزے اب پتا نہیں کیسا سلوک کرے اس کے ساتھ۔وہ پچھلے دن کی کمرے میں بند تھی نہ باہر نکلی نہ کچھ کھایا۔

اب حاتم کو یہ لگ رہا تھا کہ وہ اسے ہی کھائے گی۔جب اسے انگوٹھی کے نہ ملنے کا پتا چلے گا۔

علیزے ناشتے کیلئے باہر آئی تو بالکل مطمئن اور فریش تھی۔سب اسے دیکھ کے حیران اور خوش تھے اور شکر ادا کر رہے تھے کہ اسکا موڈ ٹھیک ہے۔

علیزے کو دیکھنے کے بعد سب کی نظریں حاتم کی طرف اٹھی۔وہ بیچارہ ساری رات کا جاگا ہوا۔تھکا ہوا اور پریشان۔لال آنکھیں نیند سے بوجھل لگ رہی تھیں۔

تم رات کس کی جدائی میں جاگتے رہے ہو جو سڑے ہوئے ٹماٹر جیسا منہ بنایا ہوا؟

علیزے کے پوچھنے پہ سب لڑکیوں کی حاتم کو دیکھ کے دبی دبی ہنسی شروع ہو گئی۔

وہ بیچارہ شرمندہ سا ہو کے بیٹھ گیا۔ناشتے کے بعد علیزے نے عائشہ لوگوں کو واپسی کی اجازت دے دی۔

کیا ہوا علیزے کیا ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟وہ حیران سی ہو کے بولی

نہیں ڈی ئی رایسی کوئی ی بات نہیں ہے۔اصل میں ہم لوگ اب واپس جانا چاہتے ہیں۔اگر ابھی نہیں بھی جا پاتے تو بھی یہاں پتا نہیں کیسے حالات بننے والے ہیں۔

میں اس ہندو مسلم کی لڑائی ی میں آپ لوگوں کو نہیں شامل کرنا چاہتی۔چھوٹے چھوٹے بچے ہیں آپ کے۔خدا نہ کرے کہ وہ کمینے ہندوان کو کوئی ی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔

وہ لوگ جانا تو نہیں چاہتے تھے انہیں چھوڑ کر مگر علیزے نے زبردستی دوپہر تک ان لوگوں کو واپسی کیل ئی ے روانہ کر دیا تھا۔

خود اس نے دیو سے خواجہ نظام الدین اولیا٦ کے مزار پہ لے جانے کا انتظام کرنے کو بولا تا کہ ایک بار وہاں سے ہو آئے اور پھر واپسی پہ پاکستان جانے کے انتظامات کروا سکے۔ظاہر ہے پاکستان جانے کا تو اسے مس ئی لہ ہی نہیں تھا ایمبیسی والے اسے اگلے ہی دن بھیج دیتے۔اس لی ئے پہلے مزار پہ جا کے حاتم کی حفاظت کا کچھ کرنا تھا۔

وہ لوگ شام سے ذرا پہلے نکلے تھے۔دیو نے خود ساتھ جانے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ انہیں بحفاظت وہاں تک پہنچا کے واپس بھی لا سکے۔وہ لوگ کالے شیشوں والی کالی پجیرو میں تھے اور آگے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں تھیں۔دیوان کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا تھا۔

خواجہ نظام الدین اولیا٦ کا مزار دہلی میں ہے۔وہ لوگ مدراس سے دہلی جا رہے تھے۔علیزے نے کچھ سوچ کے اپنا اور حاتم کا سارا سامان گاڑی میں رکھوا لیا تھا تاکہ وہ لوگ وہاں مزار شریف سے ہو کے وہیں دہلی سے ہی پاکستان کیلئے نکل سکیں۔

www.novelsclubb.com

کہتے ہیں نہ کہ انسان سوچتا کچھ ہے اور ہوتا کچھ۔وہ لوگ ابھی مدراس سے باہر بھی نہیں نکلے تھے مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔راستے میں ایک ڈھابہ نظر آیا۔ان لوگوں نے فریش ہونے کیلئے اس ڈھابے پہ بیٹھ کے چائے پینے کا سوچا۔اور پھر سب نے وہاں بیٹھ کے چائے پی سوائے علیزے کے۔

اسکا کافی پینے کا موڈ تھا مگر وہاں تھی نہیں تو اس نے چیونگم کا پیکٹ خرید کے بیگ میں رکھ لیا۔ وہ سفید لمبی گھیر دار فراک اور سفید اور کالے سکارف میں ملبوس تھی جبکہ حاتم سفید قمیض شلوار میں جو انہوں نے وہاں سے ہی خریدے تھے۔

دیو نے بھی ان کی دیکھا دیکھی براؤن کرتا پاجامہ پہن لیا تھا۔

وہ لوگ کچھ دیر اس ڈھابے پر گزار کر دوبارہ سے چل پڑے تھے۔ یہ کوئی ی مضافاتی علاقہ تھا اور ڈرائی یورز کے مطابق یہ شارٹ کٹ تھا۔ دہلی کے مین روڈ تک جانے کیلی ئے۔

وہ لوگ جیسے ہی ذرا آگے نکلے وہ ڈھابہ وہاں سے غائب ہو گیا اور اسکی جگہ وہاں پہ ویران شمشان گھاٹ نظر آنے لگا تھا۔

ان کو چلے ہوئے پندرہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ سب لوگ اونگھنا شروع ہو گ ئے۔ ڈرائی یورز نے جھٹکے سے گاڑیاں روک دیں اور نیچے اتر کے بوتلوں سے سروں پہ پانی ڈالنے لگے۔

علیزے کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔اس نے جلدی سے بیگ میں سے فرعون کی انگوٹھی نکال کے حاتم کی انگلی میں پہنا دی۔

کچھ بھی ہو جائے اسے انگلی سے اترنے مت دینا۔حاتم اثبات میں سر ہلاتا ہوا دوسری طرف لڑھک گیا۔شاید وہ کوئی بہت تیز بیہوشی کی دوائی تھی جو انہیں چائے میں ڈال کے پلائی گئی تھی۔

علیزے کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔اس ٹائم وہ اکیلی ہوش میں تھی اور نہ جانے کیا ہونے والا تھا۔

اچانک اسے پچھلی گاڑیوں کے دروازے کھلنے بند ہونے اور کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز آئی۔اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر کے اپنا سر اگلی سیٹ کے ساتھ ٹکا لیا۔اور آنے والوں کا انتظار کرنے لگی۔

اس ٹائم اسے اپنے فراک پہن کر آنے کے فیصلے پر افسوس ہوا۔جیسے ہی اس کی سائیڈ کا دروازہ کھلا۔ایک ناگوار سی بو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔

وہ کوئی ی ہٹے کٹے جوان آدمی تھے جنہوں نے مندر کے داسوں جیسے گیروے رنگ کی دھوتیاں پہنی ہوئی ی تھیں اور پتا نہیں کتنے مہینوں سے نانہانے کی وجہ سے ان کے جسموں سے بدبو آرہی تھی۔

ان میں سے ایک نے جیسے ہی علیزے کو اٹھانے کیل ئی ے اسکی کمر کو ہاتھ لگایا۔ علیزے بجلی کی طرح تڑپی اور اگلے ہی پل وہ علیزے کا پنچ کھا کے ناک تڑوا کے سڑک پہ گرگے تڑپ رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ دوسرے کچھ سمجھ پاتے اس نے باہر نکل کے دو آدمیوں کو بازوؤں میں پکڑ کر ان کی آپس میں ٹکریں مروادیں اور زمین پہ گرا کے ٹھڈے مارنے لگی۔ دو اور آدمی جو حاتم کو گاڑی سے نکال رہے تھے جلدی سے علیزے کی طرف بڑھے۔

مگر اس وقت تو وہ بجلی بنی ہوئی تھی تڑپ تڑپ کے ان کی طرف پلٹ رہی تھی۔

وہ لوگ بھلے جتنے بھی موٹے تازے تھے مگر لڑائی بھڑائی میں اناڑی تھے۔

اور علیزے اپنی بلیک بیلٹ ٹریننگ کو خوب استعمال کر رہی تھی۔

ابھی تو وہ فراک کی وجہ سے کک نہیں مار رہی تھی ورنہ ان کے کچومر بنا دیتی شائد۔

مگر علیزے کی قسمت خراب کہ اسی دم کہیں سے وہی سادھو نمودار ہوا اور اس نے علیزے کی طرف ہتھیلی کھول کے کوئی راکھ جیسی چیز پھونک مار کے اڑا دی۔

علیزے کو یوں لگا کہ اسکی آنکھوں میں مرچیں بھر گئی ہیں وہ زور زور سے آنکھیں ملنے لگی اور اسی دم لہرا کے زمین پر گر گئی۔

اسکی آنکھ کھلی تو خود کو کسی پنجرے میں قید پایا۔ کوئی گندی سی بدبودار جگہ تھی۔

جیسے کوئی پہاڑی غار۔ جگہ جگہ انسانوں اور جانوروں کی ہڈیوں کے پنجر بکھرے ہوئے تھے۔

ایک طرف چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں آگ جلائی ی گ ئی تھی۔اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر سوائے اسکے پنجرے کے اور کوئی ی چیز نہیں تھی۔

حاتم کہاں ہے؟ کہیں اسکو کچھ کر تو نہیں دیا ان کتوں نے؟ یہ سوچ کر وہ لرز گ ئی ی۔

اور پنجرے کے دروازے کو باہر سائی یڈ سے ٹٹولنے لگی تا کہ پتا چلے لاک تو نہیں لگا ہوا۔

اور لاک محسوس کر کے وہ پریشان سی ہو گ ئی۔شاید اس سے مار کھا کے وہ لوگ ہوشیار ہو گ ئے تھے اور اسے پنجرے میں بند کر کے لاک لگا دیا تھا۔

اس نے شکر ادا کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں آزاد تھے۔اسے بچپن میں شرارتیں کرتے ہوئے پن کے ساتھ لاک کھولنے کا بہت شوق ہوا تھا تو اس نے اپنے ڈرائی یور کو اپنی پاکٹ منی دے کے ایک لاک ایکسپرٹ کے پاس جا کے بڑی

منتوں کے بعد اس وعدے پر لاک کھولنا سیکھا تھا کہ وہ کبھی اس کا غلط استعمال نہیں کرے گی۔

ابھی اس نے اسی ٹریننگ کو کام میں لانے کا سوچ کے ہی ئی رپن اتاری اور اندازے سے لاک میں گھمانے لگی۔اسی دم اسکی نظر آگ کے الاؤ کی دوسری طرف پڑی تو اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

******

الاؤ کی دوسری طرف کا منظر دیکھ کر علیزے کا دل چاہ رہا تھا کہ چیخیں مار مار کے رونا شروع کر دے۔وہاں سفید کپڑوں میں کسی کا مردہ وجود پڑا تھا جس کا پیٹ پھاڑ کر آنتیں باہر نکالی ہوئی ی تھیں۔خون سارے کپڑوں اور لاش کے ارد گرد پھیلا ہوا تھا۔

اس نے جلدی سے ہاتھ چلائے اور لاک کھولا۔اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔عام حالات میں اسطرح کا منظر دیکھتی تو شاید الٹیاں کر کر کے ہی مر جاتی۔اسے بہت گھن آتی تھی۔

مگر اس وقت تو پاگلوں کی طرح لاش کی طرف بھاگی تھی۔شکر تھا کہ لاش کا چہرہ سلامت تھا

اسکا چہرہ دیکھ کر بیٹھ کے رونے لگی۔کوئی بہت ہی معصوم صورت جوان تھا جو بیچارہ ان درندوں کے ہتھے چڑھ کر جان گنوا بیٹھا تھا۔

علیزے کو اس لڑکے کی موت کا دکھ بھی تھا مگر وہاں اسکی جگہ حاتم کی غیر موجودگی نے اسے کچھ حوصلہ دیا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھی اور باہر جانے کا راستہ تلاش کرنے لگی۔غار بہت بڑا تھا۔وہ دو تین راہداریوں میں داخل ہوئی مگر گھوم پھر کے وہاں ہی واپس آگ ئی۔اس غار کا منہ ہر طرف سے بند تھا۔

آگ بھی جل رہی تھی مگر گھٹن نہیں تھی۔کوئی ی تو راستہ ہو گا نا۔یہی سوچ کر وہ دوبارہ گھومنے لگی وہاں۔

اسے ان لوگوں کے آنے تک باہر نکلنا تھا مگر کوئی ی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

ایسے ہی گھومتے ہوئے تو وہ تھک جائے گی۔یہ سوچ کر بیٹھ گ ئی۔اچانک اسے ایک ترکیب سوجھی۔

وہ پنجرہ بھی پتھروں کو تراش کر بنایا گیا تھا۔بس سامنے لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی ی تھیں۔

اس نے اوپر چڑھنے کی کوشش شروع کر دی۔کافی دفعہ پھسلنے کے باعث اسکی فراک بھی دو تین جگہ سے پھٹ گ ئی تھی مگر اس نے کوشش جاری رکھی۔

اور پھر کوئی ی دسویں بار میں وہ اس چھوٹے سے کمرے کے سائی ز کے پتھریلے پنجرے کی چھت پر چڑھنے میں کامیاب ہو گ ئی۔

چھت کیا تھی بس شیڈ سا ہی تھا۔آدھا پنجرہ دیوار کے اندر تھا اور آدھا باہر۔ابھی وہ وہاں لیٹ کر سانس ہی درست کر رہی تھی کہ اسے گڑ گڑاہٹ کی آواز آئی ی۔

وہ وہاں ہی دبک گ ئی۔

آنے والے بالکل ویسے ہی موٹی توند والے گیروی دھوتیوں میں ملبوس تھے۔جوان لوگوں کو اغوا٦١ کر کے لائے تھے۔

علیزے نے دم سادھ لیا۔وہ لوگ پنجرے کے پاس آئے اور حیرت سے اچھل پڑے۔

ارے یہ کہاں گ ئی۔تم نے لاک ٹھیک سے نہیں لگایا ہو گا نا۔

نہیں بھایا میں نے ٹھیک سے بند کیا تھا۔

ارے تو کہاں گ ئی وہ؟ کتنی بار کہا ہے کام کے سمے پوا نا چڑھایا کر۔اگر باہر نکل گ ئی ہوئی ی تو تیری خیر نہیں۔

سنتا نہیں ہے اب ڈھونڈھ اپنی ماتا کو۔

ورنہ گرو جی تیرا ہی گلا کاٹ کے تیرے لہو سے اشنان کریں گے۔

بتایا بھی تھا گوپی نے کہ وہ چھوری پوری آفت ہے۔ کوٹ کوٹ کے دنبے بنا دی ئی ے سب اور ورما کی تو ناک کا قیمہ کر دیا ایسا مکا مارا۔

ارے رام رام تو پکڑا کیسے پھرا سے ؟ دوسرا بندہ کانوں کو ہاتھ لگا کے بولا

وہ تو گرو جی وہاں پہنچ گ ئے اور انہوں نے کل والی کنیا کی استھیوں کی راکھ پہ کچھ پڑھ کے پھونکا تب کہیں جا کے وہ بیہوش ہوئی ی۔

ارے باپ رے پھر تو بڑی خطرناک چھوری ہے مگر وہ گ ئی کہاں ؟

کہیں راٹھور تو اٹھا کے نہیں لے گیا؟ وہ پاپی اس چھوری پہ فدا ہو گیا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم سب مارے جائی یں۔

چلو پہلے ادھر ہی ساری جگہ دیکھو اور اگر نہ ملی تو لازمی اس پاپی راٹھور کے پاس ہی ہو گی۔

وہ لوگ ادھر اُدھر پھیل کر اسے ڈھونڈنے لگے۔ صد شکر کہ ان کا دھیان اس شیڈ کی طرف نہیں گیا۔

وہ لوگ آپس میں بکتے جھکتے واپس ہو گ ئے۔ علیزے کو راستہ جاننا تھا مگر وہ ابھی اترنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔ اس نے وہاں سے ہی تھوڑا سا لٹک کے ان کی باتوں سے باہر کی سمت کا اندازہ لگایا۔

کچھ دیر بعد وہ نیچے اتری اور احتیاط سے ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی اسی سمت چل پڑی۔ جہاں جا کے راستہ ختم ہو رہا تھا وہاں رک کے دیوار ٹٹولنے لگی۔ مگر وہاں کوئی ایسی چیز نہیں تھی نہ کوئی لیور نہ بٹن۔

اب تو اسے اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا تھا۔ نجانے کتنی دیر سے وہ وہاں بند تھی۔ نہ موبائل پاس تھا اور نہ گھڑی کہ وہ ٹائم ہی دیکھ لیتی۔

اس نے غصے میں آ کے دیوار پر ٹھوکریں مارنا شروع کر دیں۔جب تھک گ ئی ی تو وہاں ہی دیوار کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔بے بسی سی بے بسی تھی۔

تھوڑی دیر تو ایسے ہی بیٹھی رہی پھر جب حاتم کا خیال آیا تو ایک ن ئے عزم کے ساتھ اٹھ کے کھڑی ہو گ ئی۔اب اسے یہ ڈر نہیں تھا کہ وہ لوگ دوبارہ آ جائی یں گے۔بلکہ اس کے دماغ میں صرف یہ خیال تھا کہ اسے حاتم کو بچانا ہے۔

اس نے تسبیح کلائی ی سے اتار کے ہاتھ پہ لپیٹ لی۔اور اسما ١٦ الحسنیٰ کا ورد کرنے لگی۔ ساتھ ساتھ دیوار کو ٹٹولنے لگی۔مگر کسی بھی دیوار میں کوئی ی ایسا رخنہ یا نشان نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر کچھ سوچ کے نیچے بیٹھی اور دیوار کی جڑ میں غور غور سے دیکھنے لگی۔مگر وہاں بھی ایسا کچھ نہیں تھا۔اب رہ گ ئی چھت۔

اور واقعی ہی اسے اس نیچی سی چھت کے ساتھ ایک کڑا سا نظر آیا۔اور اس نے خود کو کوسا کہ وہ پہلے کیوں نہ جان سکی۔

اس نے جیسے ہی اس کڑے کو کھینچا گڑ گڑ کی آواز آئی ی۔

پہلے تو سہم کر چھوڑ دیا کہ کوئی آواز سن کر آنا جائے۔ مگر پھر ہمت کر کے دوبارہ کھینچا۔

اس بار سامنے والی دیوار میں دروازہ نمودار ہو گیا۔ وہ جلدی سے گزری اور اسکے نکلتے ہی وہ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھی یہ تو کوئی ی سرنگ جیسا لمبا راستہ تھا۔

چلتے چلتے وہ ایک ہال مہی پہنچی۔ وہاں بھی ہال کے وسط میں مندر کے جیسا کالی کا بھیانک مجسمہ نصب تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک پل کو تو علیزے کو اس مجسمے کی لال آنکھوں سے خوف سا محسوس ہوا۔ ایسا لگا جیسے وہ آنکھیں کسی زندہ انسان کی ہوں اور اسے گھور رہی ہوں۔

اس نے تسبیح کو دوبارہ کلائی پہ لپیٹ لیا اور اسکا ایک سرا ہاتھ میں رہنے دیا اور راستہ ڈھونڈنے لگی۔

اس ہال کی چھت بہت اونچی تھی اسکا مطلب تھا کہ راستہ دیواروں میں ہی کہیں تھا۔

وہ ابھی گھوم پھر کے دیکھ ہی رہی تھی کہ پاس ہی گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر اچھل پڑی۔اور اندر آنے والی لڑکی بھی اسے دیکھ کے بدحواس ہو گئی۔

پھر جیسے ایک دم سے ہوش میں آئی۔اور ہاتھ میں پکڑی ٹوکری جلدی سے مجسمے کے قدموں میں رکھ کے پلٹی اور علیزے کا ہاتھ پکڑ کے کھینچنے لگی۔

علیزے بھی جیسے ہوش میں آگئی۔اس سے پہلے کہ وہ لڑکی علیزے کا پنجہ کھا کے دیوار سے جا کے ٹکراتی۔

وہ جلدی سے علیزے کا ہاتھ چھوڑ کے بولی۔

ارے رکور کو میں دشمن نہیں ہوں جلدی میرے ساتھ آؤ وہ لوگ آنے ہی والے ہیں۔

وہ علیزے کو لے کے تقریباً بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کے اوپر پہنچی۔ سیڑھیوں کے اختتام پہ ایک دروازہ تھا۔اس نے علیزے کو وہیں رکنے کا اشارہ کر کے پہلے خود باہر جھانکا اور پھر علیزے کو آنے کا اشارہ کر کے جلدی سے باہر نکل گئی۔

وہاں چھوٹے چھوٹے کئی کمرے لائن میں بنے ہوئے تھے۔وہ چوتھے نمبر کے کمرے میں گھس گئی۔اور علیزے کا ہاتھ پکڑ کے اندر کھینچا اور ساتھ ہی کنڈی چڑھا دی۔

www.novelsclubb.com

تم وہی لڑکی ہو نا جسے یہ لوگ آج پکڑ کر لائے اور جس نے گرو کے چیلوں کو کتے کی طرح مارا۔یہ کہہ کر وہ چٹخارہ لے کر خود ہی ہنس دی۔

علیزے خاموشی سے اس سانولی سی پرکشش لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو مشکل سے بیس بائیس سال کی ہو گی۔

ارے معاف کرنا آؤ بیٹھو میں سلونی ہوں۔کالی کی داسی اور کالی کے سیوکوں کی بھی۔وہ دکھی سی ہو کے مسکرائی ی۔

تمہارا نام کیا ہے؟

علیزے

کیاااا تم مسلمان ہو؟وہ ہلکا سا چیخی اور پھر خود ہی منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔اور علیزے کے گلے لگ گ ئی ی۔ایک مسلمان لڑکی واقعی بہادر ہونا چاہئی ے کہ یہ کافر کتے اسکا نام لیتے ہوئے بھی ڈریں۔

اور تم نے تو سچ میں ان سب کو ڈرا دیا۔میں نے سنا ہے کہ تم بیہوش تھی تب بھی کوئی ی تمہیں ہاتھ نہیں لگا رہا تھا کہ ابھی اٹھ کے اس کی ہڈیاں ہی نا توڑ دو۔

راٹھور کمینا پاپی تمہیں اٹھا کے لایا اور اسی نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا۔میں وہاں نیچے تمہیں دیکھنے ہی گ ئی تھی مجھے پتا چلا تھا کہ تم غائی ب ہو گ ئی ہو۔

******

تم ان لوگوں کی ساتھی ہو کے ان کا مذاق اڑا رہی ہو۔اگر انہیں پتا چل گیا تو۔

تو کیا کریں گے جان سے تو ماریں گے نہیں۔اور جو کچھ کریں گے وہ نیا تو نہیں ہو گا۔

علیزے کے سوال پہ اس لڑکی نے دکھ سے جواب دیا۔

ویسے کیا تمہیں پتا ہے تم اس وقت کس جگہ پہ ہو؟اس نے علیزے سے پوچھا

ہم مدراس سے دہلی جا رہے تھے۔تو راستے سے اغوا ہو گئے۔ہو سکتا ہے

دونوں میں سے کسی شہر کے نزدیک ہو یہ مندر۔

www.novelsclubb.com

میڈم جی آپ اس وقت کولکتہ میں ہو۔

کیا مطلب؟علیزے نا سمجھی سے بول

مطلب یہ کہ دہلی انڈیا کا دارالحکومت ہے اور کولکتہ ویسٹ بنگال میں ہے۔دہلی سے

یہاں کا سفر کم از کم بھی چھبیس گھنٹے کا ہے وہ بھی اپنی گاڑی ہو تو۔

مطلب یہ کہ تم یوں سمجھو کہ تم لوگ اس وقت بنگلہ دیش میں ہو۔

کیاااااعلیزے بے یقینی سے کھڑی ہو گ ئی۔

جی ہاں

تو اسکا مطلب ہمیں یہاں آئے دوسرا دن ہے۔

جی ہاں۔آج منگل وار ہے۔تم لوگ شاید وہاں سے اتوار کی شام کو چلے تھے۔

اوہ مگر میں اتنی دیر بے ہوش کیسے رہی اور مجھے بھوک کیوں نہیں لگی؟

تم لوگوں کو بے ہوشی کے ساتھ ساتھ وٹامنز کے انجکشن لگتے رہے ہیں۔

www.novelsclubb.com

اوہ خدایا یہ کیسے کمینے گھٹیا لوگ ہوتے ہیں ہندو۔میں نے ان کے بارے میں جو کچھ پڑھا تھا سب سچ ثابت ہو رہا ہے۔وہ صدمے سے گنگ نیچے بیٹھتی چلی گ ئی

پتا نہیں میرا ساتھی کہاں اور کس حال میں ہو گا۔نہ جانے کیا سلوک کیا ہو گا ان غلیظ لوگوں نے اس کے ساتھ۔وہ سر پکڑ کر بیٹھ گ ئی۔

ویسے تم بھی تو ہندو ہو تو تمہیں مجھ سے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟

میں ہندو نہیں ہوں۔بلکہ اب تو میرا کوئی بھی دین دھرم نہیں ہے۔وہ آہستگی سے بولی

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ کبھی میں بھی مسلمان تھی۔شبانہ نام تھا میرا۔

میں ادھر ساتھ والے گاؤں رام نگر کی رہنے والی ہوں۔وہاں مسلمانوں کے بس چند ہی گھرانے ہیں۔

مگر سب لوگ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔یہ مندر گاؤں سے باہر ہے۔

اسی سادھو منحوس نے بنوایا ہے۔پیسا بڑے بڑے عیاش رئیسوں کا لگا ہے۔

مندر کے نیچے جو غار تم دیکھ آئی ہو وہ بھی انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا ہے۔

یہاں بہت بڑی پہاڑی تھی اس کو کاٹ کے بنایا گیا ہے یہ سب کچھ۔

www.novelsclubb.com

میری تقریباً ساری سکھیاں ہندو ہیں۔ ہم لوگ سارا دن ساتھ گزارتی تھیں۔ کبھی ایک کے گھر کبھی دوسری کے۔ اور کبھی کھیتوں اور لالہ جی کے باغ میں۔

پھر یہاں اس منحوس کالی کا مندر بن گیا۔ یہاں کولکتہ میں کالی کے گندے کالے علم والوں کی بہتات ہے۔

ہمارے گاؤں کے سادہ لوگ بھی اتنا عظیم الشان مندر دیکھ کر حیران تھے۔ سب لوگ باری باری مندر کو اندر سے دیکھنے آرہے تھے۔

یہاں کے پنڈتوں نے بھی سب کا بہت ستکار کیا۔ اور گاؤں والوں کو دبی دبی زبان میں کالی کی داسیاں دان کرنے کو بولا۔

غریب سیدھے سادے دیہاتی جن کے پاس نہ کھانے کو ڈھنگ سے تھا اور نہ اوڑھنے کو۔

www.novelsclubb.com

ان کی بیٹیاں داسیاں بن کر مندر میں مہارانیوں کی طرح رہیں۔ان کو اور کیا چاہیئے تھا۔ان کی تو فکر معاش ختم ہو رہی تھی۔اب بیٹیوں کو بیاہنا نہیں پڑے گا خرچہ جو نہیں ہے پاس۔تو داسیاں بنا کر پن ہی کما لیں۔

بلکہ کچھ لوگوں کو تو ماہانا وظیفہ مقرر کیا گیا۔جن کی بیٹیاں خوشی سے آئی ی تھیں داسیاں بننے۔

وہ بیچاریاں کیا جانتی تھیں کہ وہ پنڈتوں اور رئیسوں کی داشتائیں بن کر آ رہی ہیں۔

جس لڑکی نے یا اس کے گھر والوں نے ان کی بات مان کر اپنی بیٹی ان کو دینے سے انکار کیا اس بیچاری لڑکی کو اٹھوا لیا گیا۔

اور اس کے گھر والوں کو الٹا الزام لگا کر اذیت دی گ ئی کہ ان کی بیٹی بھاگ گ ئی کسی کے ساتھ۔

اور تم

تم کیسے یہاں پہنچی؟

میری بھی دو سکھیاں یہاں داسیاں بنا کر لائی گ ئی تھیں۔اور داسیوں کو سختی سے ہدایت تھی کہ اپنے گھر والوں کے سامنے خوش دکھائی دینا ہے ورنہ ان کے گھر والوں کو انکی نظروں کے سامنے کالی کے قدموں میں ذبح کر دیا جائے گا۔

ان کے سامنے کالی کے آگے زندہ انسانوں کی قربانی دی جاتی تھی تاکہ وہ سرکشی کرنے کا سوچ بھی نہ سکیں کبھی۔

وہ بیچاریاں گھر والوں کی زندگی کی خاطر ان کی ہر بات ماننے پر مجبور ہیں۔

میری دونوں سکھیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا۔ان کے گھر والوں نے گاؤں میں جا کے یہاں کا ایسا نقشہ کھینچا کہ ہر کوئی اپنی بیٹیوں کو داسی بنانے کا سوچنے لگا۔

میری ساری ہندو سکھیاں یہاں ان دونوں داسیوں سے ملنے آ رہی تھیں۔ وہ لوگ ضد کر کے مجھے بھی ساتھ لے آئی یں۔ میری قسمت خراب کہ میں بھی ماں سے لاڈ کر کے زبردستی اجازت لے کے آ گ ئی۔

یہاں ہم لوگوں کو سیدھا داسیوں کے کمرے میں بھجوا دیا گیا۔ ظاہر ہے مندر میں کسی کو کیا ڈر ہو سکتا تھا سب بلا جھجھک اپنی سکھیوں کے پاس آ پہنچی۔

مگر ہمیں دیکھ کے ان کے چہروں پہ ہوائی یاں اڑ گ ئی۔

تم لوگ یہاں کیوں آئی ی ہو؟ جاؤ فوراً واپس چلی جاؤ سب۔

اور شبانہ تم پاگل ہو کیا مسلمان ہو کر مندر میں آ گ ئی ہو۔ وہ دونوں سختی سے بولیں

ہم لوگ ان کے روی ئی ے سے بہت دکھی ہوئی یں کہ وہ لوگ حالات بدلتے ہی نظریں بدل گ ئی ہیں

مگر ہمیں نہیں پتا تھا وہ بیچاریاں ہمیں اپنے جیسے حالات سے بچانا چاہتی ہیں۔

وہ ہمیں فوراً وہاں سے واپس بھیجنا چاہتی تھیں کہ کسی کی گندی نظر ہم پر نہ پڑے۔

مگر وائے قسمت کسی کی کالی نظر مجھ پر پڑ چکی تھی اور ان بیچاریوں کی احتیاط کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

ہمیں مندر سے واپس آئے دوسرا دن تھا۔

ظاہر ہے میں مسلمان تھی تو وہ لوگ میرے گھر والوں سے مجھے مندر کی داسی بنانے کیلئے تو مانگ نہیں سکتے تھے تو مجھے کنویں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں بے ہوش کر کے اٹھا لیا گیا۔

www.novelsclubb.com

جب مجھے ہوش آیا تو میں اسی کمرے میں تھی جہاں ہم ابھی بیٹھی ہیں۔

میرے سامنے وہی منحوس سادھو کھڑا تھا اور اس کے ساتھ کوئی بگڑا ہوا رئیس زادہ۔ جو شکل سے تو اچھا دکھ رہا تھا مگر اسکی آنکھوں میں شیطان کو صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

اتنے میں دو اور آدمی گیروی دھوتیوں میں اندر آگ ئے۔ انکے پیچھے دو لڑکیاں تھیں جو داسیوں کے لباس میں تھیں۔ وہ میرے لئے داسیوں والا لباس اور پھولوں کا زیور لے کر آئی ی تھیں۔

یہ مہاشے آج سے تمہارا مالک داتا سب کچھ ہے تمہیں اس کی ہر بات ماننی ہے ورنہ تمہارے گھر والوں کو تمہاری نظروں کے سامنے کالی کے بت کے آگے ذبح کر دیا جائے گا اور تمہیں داسی بنا کر ان داسوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تو بہتر ہے مہارانی بن کر عیش کرو

میرا تو خون کھول اٹھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھی اور سادھو کی داڑھی پکڑ کر اس زور کا جھٹکا دیا کہ وہ سنبھل نہیں سکا اور منہ کے بل فرش پر گر گیا۔

تم کتے کمینوں دھرم کے نام پر یہ گند پھیلا رہے ہو ان مندروں میں۔اب میں سمجھی کہ وہ دونوں ہمیں کیوں واپس بھیج رہی تھیں۔میں نے اس کی پسلی میں ٹھوکر ماری۔وہ بوڑھا غصے سے کف اڑانے لگا

اتنے میں ان دونوں موٹے داسوں نے مجھے بالوں سے پکڑ کر گھٹنوں کے بل زمین پر گرا دیا۔اور بوڑھا اٹھ کر میرے پاس آیا۔

میں تو چاہتا تھا کہ تو آرام سے مان جائے مگر نہیں مسلمان خون ہے نا جوش تو مارے گا۔جاؤ گاؤ موتر لے کر آؤ

اور ان کمینے پاپیوں نے زبردستی پکڑ کر میرے منہ میں گائے کا پیشاب ڈال دیا میں بہت روئی چلائی واسطے دیئے مگر کسی نے نہیں سنی میری۔

مجھے طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی رہی۔پتا نہیں کتنے دن مجھے جانوروں کی طرح باندھ کر رکھا گیا۔

طرح طرح کی غلاظتیں میرے منہ میں ڈالی جاتی رہیں۔

جب کسی بھی طرح سے میں نے ہار نہیں مانی تو میرے اکلوتے چھوٹے بھائی ی کو اٹھا کے لے آئے یہ لوگ۔ میرے ہاتھ پاؤں اور منہ باندھ کر ایک سائیڈ پہ ڈال دیا اور میرے دس سالہ بھائی ی کو جسکی آنکھوں پہ پٹی باندھی گ ئی تھی اس نیچے تہ خانے والے ہال کے بت کے سامنے لٹا دیا گیا۔ اور خود سادھو چھرا لے کر اسکی طرف بڑھا تا کہ اسکا گلہ کاٹ دے۔

اس منظر نے مجھے توڑ دیا۔ میں کسمسانے لگی اور نفی میں سر ہلا کے غوں غاں کر کے منع کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

میری تو زندگی اور دھرم دونوں برباد ہو چکے تھے مگر میرا چھوٹا سا معصوم بھائی ی میرے بوڑھے ماں باپ کا واحد سہارا تھا۔ اگر میری وجہ سے اسے کچھ ہو جاتا تو میرے ماں باپ بیچارے تو رُل جاتے۔

میرے ہار ماننے پر وہ لوگ میرے بھائی ی کو واپس چھوڑ آئے۔

پھر اس رات سادھو بہت دنوں بعد میرے پاس آیا۔

میں چاہتا تو ایک پھونک مار کر تمہیں اپنے بس میں کر لیتا مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ تم وقتی طور پہ سب بھول جاتی مگر

کسی بھی دن کسی بھی سمے میرے جادو کا اثر اگر ختم ہوتا تو تمہارا دھرم تمہارا ضمیر جاگ جاتا۔ مجھے تو تمہیں داسی بنانا تھا۔

تمہارا دھرم نشٹ کرنا تھا۔ تاکہ کالی مجھ سے خوش ہو کے مجھے اور شکتیاں ارپن کر دے۔

اور ویسے بھی تمہارے جیسی حسین خوبصورت لڑکیوں کی جگہ تو کالی کے چرنوں میں ہے۔ اور خبردار دوبارہ کبھی سرکشی کا خیال دل میں لائی تو تیرے اس چھوٹے سے بھائی کے ٹکڑے کر کے تیری آنکھوں کے سامنے کتوں کو کھلاؤں گا۔ تمسخر سے بات کرتے کرتے آخر میں اس کا لہجہ بہت ہی خطرناک اور دھمکی آمیز ہو گیا تھا۔

اس رئیس زادے کی بھی میں نے بہت منتیں کی کہ وہ مجھ سے شادی کر لے مگر یوں میری زندگی خراب نہ کرے۔

لیکن وہ پاپی بھی ہنس کے کہتا جب مجھے مفت میں پکی پکائی مل جائے تو مجھے کیا ضرورت ہے پکانے کی۔

مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں۔ ساری لڑکیاں بیچاری روز زلیل ہوتی ہیں یہاں روز رنگ برنگے کتے انہیں نوچتے ہیں۔ مگر شکر ہے وہ رئیس زادہ میرے معاملے میں اس صورت اچھا ہے کہ اس نے سختی سے کسی کو بھی میرے پاس آنے سے منع کیا ہوا ہے۔

www.novelsclubb.com

راٹھور نامی غنڈہ اسی کا چھوڑا ہوا ہے۔ وہ یہاں میرا رکھوالا بھی ہے اور ان سب کا انچارج بھی۔

میں نے تو اب حالات سے سمجھوتا کر لیا ہوا ہے میرے گھر والے ہو سکتا ہے مجھے بھول بھی چکے ہوں۔

مگر میں آج بھی وہاں پہ ہی ہوں۔ میرے دل کے زخم روز جلتے ہیں۔ میری یہاں کوئی سکھی سہیلی نہیں ہے۔ میں سارا دن اپنے کمرے میں رہتی ہوں۔ یا زیادہ دل گھبرائے تو راٹھور کے ساتھ مندر کے پیچھے بنے تالاب یا مندر کی چھت پہ جا کے بیٹھی رہتی ہوں۔

وہ اپنی بات کر کے خاموش ہو گئی تھی مگر علیزے ابھی بھی محویت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسے احساس بھی نہیں تھا کہ وہ کب سے رو رہی تھی۔

سلونی نے ہی اس کے آگے چٹکی بجا کے اسے متوجہ کیا تھا۔ اور وہ بے اختیار اسکے گلے لگ کے رو پڑی تھی۔ علیزے جیسی بہادر لڑکی اس چھوٹی سی معصوم لڑکی کے غم پہ بکھر گئی تھی۔

میں تمہارا ساتھ دوں گی۔ تمہیں اس جہنم سے ضرور نکالوں گی یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔

ارے پگلی میرا اب کون ہے جس کیلئے میں یہاں سے باہر جاؤں گی۔اچھاایسا کرو تم اس مسہری کے نیچے چھپ جاؤ۔میں راٹھور سے کہہ کے کچھ کھانے کو منگواتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ تمہارا سامان بھی مل جائے۔

علیزے بستر کے نیچے چھپ کر لیٹ گئی اور سلونی اس راٹھور نامی غنڈے کو کال کرنے لگی۔اتنے میں دروازہ بجا۔علیزے کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

******

دروازہ بجنے کی آواز پر علیزے بیڈ کے نیچے اور سمٹ کر لیٹ گئی تھی۔اسکے کان باہر سے آنے والی آوازوں کی سمت لگے تھے۔

سلونی نے دروازہ کھولا اور آنے والے کی آواز آئی۔

ہاں جلدی بول سلونی کیوں کال کر رہی سمے نہیں ہے میرے پاس۔

کیوں کیا ہوا اتنی جلدی میں کیوں ہو؟کچھ نہیں تو کام بتا

مجھے بھوک لگی ہے کھانا چاہئے۔

اچھا لادیتا ہوں تھوڑا صبر کر۔

ارے بھئی ہوا کیا ہے ہوا کے گھوڑے پر کیوں سوار ہو؟ سلونی نے بات کو طول دینے کی کوشش کی۔

کچھ نہیں وہ چھوری بھاگ گئی ہے مگر سمجھ نہیں آرہی کہ گئی کدھر باہر جانے کا ویسے تو اسے راستہ ہی نہیں ملنا تھا اور اگر مل بھی جاتا تو بھی سارے داس باہر ہی پہرا دیتے پھر رہے ہیں کسی نے بھی اسے باہر جاتے نہیں دیکھا۔

اچھا وہ لڑکی جسے ڈھونڈتے ہوئے وہ دو سانڈ میرے کمرے کی تلاشی بھی لے کر گئے ہیں؟

کیا؟ کس نے لی ہے تلاشی انکی جرأت کیسے ہوئی تیرے کمرے میں آنے کی۔ کون تھے بتا مجھے۔

راموا اور جانی

ان کی یہ جرأت۔اچھا تو ادھر ہی بیٹھ میں کھانا دے جاتا ہوں اور ان کتوں کی بھی چمڑی اتارتا ہوں اب کوئی ی بھی آئے تو مجھے بتانا۔

اچھا ایک بات اور سلونی نے اسے پیچھے سے پکارا۔کیا جلدی بول نا میرے پاس سمے نہیں ہے۔

وہ مجھے اس شہری چھوری کا سامان تو لا دے اس میں سے میک اپ نکالوں گی۔

کیا کونسا کپ؟میں رسوئی ی سے لا دیتا ہوں رنگ اور ڈیزائی ن بتا دے۔اس کیل ئے اس چھوری کے سامان کی کیا ضرورت۔

افوہ راٹھور جو کہا ہے وہ کر۔

تو نے اس چھوری کا سامان کیا کرنا ہے پہلے تو کبھی کسی کا سامان نہیں مانگا۔چکر کیا ہے کہیں اس چھوری کو تو نے ہی تو نہیں چھپایا؟

ایک پل کو تو علیزے کا بھی دل زور سے دھڑکا اور سلونی کا بھی رنگ اڑ گیا مگر پھر خود پہ قابو پا کے اسی پہ چڑھ دوڑی۔

ہاں ہاں میرے ہی پاس ہے آ جا تو بھی تلاشی لے لے۔آ جا اب وہاں کیوں کھڑا ہے

ارے میں تو ویسے ہی مذاق کر رہا تھا لا دیتا ہوں سامان جو نکالنا ہو انکال کے سامان ترنت مجھے واپس کر دینا۔

اچھا پہلے کھانا لا دے۔

تھوڑی دیر میں کھانا آ گیا۔علیزے نے باہر نکل کر جلدی جلدی کھانا کھایا اور پھر سے بیڈ کے نیچے گھس گ ئی۔

اتنے میں راٹھور اسکا سامان بھی لے کر آ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سلونی نے اسے باہر جا کر انتظار کرنے کو بولا اور کنڈی لگالی۔علیزے نے باہر نکل کر بیگ کھولا اور جلدی سے جینز شرٹ اور جو گرز نکال لیے۔اور اپنے شیمپو صابن اور کریمیں وغیرہ نکال کے سلونی کو پکڑائے اور واش روم میں چلی گ ئی۔

سلونی نے چیزیں دکھا کر بیگ دوبارہ راٹھور کو واپس کر کے پھر سے کمرے کی کنڈی لگالی یہ کہہ کر کے وہ سونے لگی ہے۔

علیزے نے کپڑے بدلے اور باہر نکل آئی ی۔ سلونی تو اسے دیکھ کر متاثر ہو گ ئی تھی۔اب تو تم بالکل لڑکا ہی لگ رہی ہو۔

علیزے ہنس دی۔اب اسے رات کا انتظار تھا تاکہ حاتم کو ڈھونڈھ سکے۔

سلونی کیا تمہیں کوئی ی اندازہ ہے کہ میرے ساتھی کو ان لوگوں نے کہاں رکھا ہو گا؟

نہیں مگر میں تھوڑی دیر میں باہر جا کر پتا چلانے کی کوشش کروں گی۔

اچھا ایک بات تو بتاؤ کیا تمہارا ساتھی تمہارا گھر والا ہے یا کوئی ی رشتے دار؟

نہیں سلونی وہ میرا کچھ نہیں ہے بس بہت اچھا دوست ہے۔

کیاااا تم اپنے دوست کیلئے اپنی جان داؤ پہ لگا رہی ہو۔ کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟ ارے نہیں پگلی بس ہم اچھے دوست ہیں اور کچھ نہیں۔ اسکی جگہ پہ اگر تم بھی ہوتی تو بھی میں ایسا ہی کرتی۔ اور ویسے بھی وہ اس سب میں میری وجہ سے پھنسا ہے۔ مجھے ہی شوق تھا انڈیا دیکھنے کا۔

وہ پھر سے پریشان ہو گئی تھی حاتم کو لے کے۔

اچھا تو تم کہہ رہی ہو وہ تم لوگ بس اچھے دوست ہو۔

ہاں

مگر تمہاری آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں۔ وہ اسے چھیڑتی ہوئی ی آنکھیں مٹکا کر ڈیلے گول گول گھما کر بولی اور دونوں ہنسنے لگیں۔

کچھ وقت انتظار کے بعد سلونی حاتم کے بارے میں سن گن لینے باہر گ ئی اور علیزے بیٹھ کر آگے کا پلان سوچنے لگی۔

اسے کسی طرح پہریداروں کی نظروں سے چھپ کر حاتم تک پہنچنا تھا تاکہ اسے لے کر سلونی کے کمرے میں واپس آنے تک کوئی ی ہنگامہ نہ ہو۔اس کے بعد وہ سب کو دیکھ لے گی۔

تھوڑی دیر میں سلونی ہانپتی ہوئی ی واپس آئی ی اور دھم سے بیڈ پر گر گ ئی۔ کیا ہوا خیریت؟

ہاں سب ٹھیک ہے تمہارے ساتھی کا تو بڑی مشکل سے پتا چل گیا ہے۔ مگر مس ئلہ یہ ہے کہ وہاں بہت سخت پہرا لگا ہے اور وہ حرامی سادھو بھی کسی بھی سمے واپس آنے والا ہے۔

کوئی ی بات نہیں تم بس مجھے وہاں پہنچا دو آگے میں خود دیکھ لوں گی۔

کیا تم سچ میں ان سارے حرامیوں سے نپٹ لو گی؟

ہاں بالکل۔ تو چلو آؤ۔ مگر نہیں رکو زرا۔ ایسے تو اگر کسی نے دیکھ لیا تو تم فوری پہچانی جاؤ گی۔ تم ایسا کرو داسیوں والا لباس پہن لو۔

کیا وہ چھوٹی سی گھاگھرا چولی۔ نہیں ہر گز نہیں۔ میں بالکل بھی وہ لباس نہیں پہنوں گی۔ جسے پہن کر خود سے شرم آئے۔

میں ٹھیک ہوں بس تم آگے آگے چلنا میں تھوڑا فاصلہ رکھ کے تمہارے پیچھے چلوں گی۔ ٹھیک ہے چلو

وہ دونوں آگے پیچھے چلتی ہوئی دو تین راہداریاں مڑ کر ایک نسبتاً تاریک سی راہداری میں آگ ئی تھیں۔ سلونی پانی کی بوتل ساتھ لے کر آئی ی تھی وہ اس نے علیزے کو پکڑائی ی اور دور سے اشارہ کر کے آخری کمرے کا بتایا۔

اس کمرے کے ایک کونے میں کالی کی مورتی پڑی ہے اس مورتی کو بائیں جانب گھمانا تہ خانے کا راستہ کھل جائے گا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔

وہ جانے کیلئے مڑی پھر کچھ یاد آنے پر پیچھے مڑ کر علیزے کا بازو پکڑ کر بولی۔

علیزے مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے تک تو یہاں پہریداروں کا رش لگا ہوا تھا۔

اب ایک بھی نہیں ہے۔ کہیں یہ کوئی جال تو نہیں۔رکو پہلے میں نیچے جاتی ہوں اگر تمہارا ساتھی وہاں ہوا تو تمہیں بلالوں گی۔

نہیں سلونی تم جاؤ اپنے کمرے میں ہی میرا انتظار کرنا جاؤ جلدی واپس۔اب جو بھی ہو میں جا کر دیکھوں گی۔

www.novelsclubb.com

سلونی تیز تیز چلتی ہوئی واپس چلی گئی۔علیزے محتاط انداز میں اس کونے والے کمرے کے ساتھ والے کمرے کے پاس پہنچی۔

آہستگی سے دروازہ کھولا۔کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی مگر اندر کوئی نہیں تھا۔ باتھ روم میں سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔اتنے میں دروازہ بجا۔

دروازہ بجنے کی آواز پر علیزے ایک دم اچھلی اور جلدی سے آگے بڑھ کر بیڈ کے نیچے سرک گئی

تھوڑی دیر میں کوئی گنگناتا ہوا کمرے میں آیا۔تب تک دوبارہ دستک ہوئی علیزے دم سادھ کر آوازیں سننے لگی۔

ہاں کیا مسئلہ ہے؟ سرکار وہ چھوری نہیں ملی اب تک۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں درگاپور سے ڈیڑھ سو کلومیٹر کا سفر کر کے اس پاکستانی چھوری کیلئے یہاں پر آیا ہوں اور تم کہہ رہے ہو وہ غائب ہو گئی۔۔۔

کہاں ہیں سادھو بابا میں خود بات کرتا ہوں ان سے۔مجھے تو پاکستانی چھوری کا لالچ دے کر دو کروڑ منگوائے ہیں مندر کے نام پہ اور اب تم لوگ بہانے بنا رہے ہو۔

ارے نہیں مہاراج کالی کی سوگند ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ہم نے تو اس کے ساتھی کو بھی ادھر سے نکال کے اسکی بلی دینے کیلئے نیچے والے بڑے ہال میں لے جا کے باندھ دیا ہے۔

ہمیں شک ہے کہ وہ راجہ بابو کی رکھیل سلونی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ بہانے سے پوچھ رہی تھی اس چھورے کا۔ہم نے بول دیا کہ کونے والے کمرے کے تہ خانے میں ہے۔

www.novelsclubb.com

اب اگر وہ چھوری اس کے پاس ہوئی تو ضرور آئے گی یہاں اپنے ساتھی کو چھڑوانے۔ہم نے اسی لئے پہرا ادھر سے ہٹا کر اندر تہ خانے میں بندے چھپا دیئے ہیں۔

جیسے ہی وہ اس تہ خانے میں جائے گی تو ہم لوگ پکڑ لیں گے۔ پھر آپ پاکستان سے اپنی نفرت کھل کے نکال لینا۔

ہمم۔ کہاں ہے وہ چھورا زرا مجھے بھی دکھاؤ اور اپنے بندوں سے کہو چوکنے رہیں۔

جی مہاراج

ان دونوں کے باہر نکلنے کے تھوڑی دیر بعد تک علیزے وہاں ہی دبکی رہی پھر باہر نکل کے جلدی جلدی بیڈ کی سائیڈ دراذوں کی تلاشی لینے لگی۔

ایک دراز میں چھوٹا سا فولڈنگ چاقو اور ایک پستول پڑا نظر آیا۔ اس نے پستول پاس پڑے رومال سے اٹھا کے الماری کے اوپر پھینک دیا۔

اور چاقو اٹھا کے ہپ پاکٹ میں ٹھونس کے باہر نکل آئی اور تیز تیز چلتی ہوئی پھر سے سلونی کے کمرے کے پاس آگئی۔

دروازہ کھلا ہی ہوا تھا اور سلونی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔

علیزے کو دیکھتے ہی جلدی سے اس کے پاس آئی اور بولی

کیا ہوا تمہارا ساتھی کہاں ہے؟

سلونی ان لوگوں کو تم پر شک ہو گیا ہے۔ کیا مطلب؟ وہ پریشانی سے بولی

علیزے نے اسے ساری بات بتائی۔ درگا پور کے نام پر سلونی چونکی

اچھا تو وہ ناگیشور کتا آیا ہو گا۔ بہت ہی کوئی ذلیل آدمی ہے۔ مسلمانوں اور خاص کر پاکستانیوں سے بہت نفرت کرتا ہے۔

کوئی نواب زادہ ہے۔ ہمیشہ جب بھی آئے تو نوٹوں کا بیگ لے کر آتا ہے اور کسی معصوم مسلمان کنیا کی جان لے کر جاتا ہے۔ بہت اذیت پسند ہے۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا رام پوری چاقو ہے۔

جو لڑکی اس کی بات ماننے سے انکار کرے اسکا چہرہ بگاڑ دیتا ہے۔

یہ والا چاقو؟ علیزے نے اس کے سامنے چاقو کھول کر لہرایا۔

www.novelsclubb.com

ہاں ہاں یہی ہے۔ تمہیں کہاں سے ملا۔

اس کے بیڈ کی سائیڈ دراز سے۔

چلو آؤ اب تو وہ لوگ واپس چلے گئے ہوں گے مجھے اسی تہ خانے میں چھوڑ آؤ جہاں سے لے کر آئی ی تھی۔

وہ دونوں آگے پیچھے اسی ہال میں پہنچی۔علیزے نے دروازے سے ہی سلونی کو واپس بھیج دیا تھا۔آگے بڑھی تو سامنے ہی بت کے قدموں میں حاتم کو رسیوں سے بندھے ہوئے پایا۔صد شکر کہ وہ ہوش میں تھا۔

جلدی سے آگے بڑھ کر چاقو سے اسکی رسیاں کاٹنے لگی۔اور اسکے ہاتھ آزاد کر کے اسے پانی کی بوتل پکڑائی ی اور خود پاؤں کی رسیاں کاٹی۔

پانی پی کر اس کے حواس ذرا بحال ہوئے۔اسکی حالت دیکھ کر علیزے کا دل بھر آیا۔

مٹی سے اٹا ہوا سفید لباس اب براؤن لگ رہا تھا۔آنکھ کے پاس نیل پڑا ہوا تھا۔تین دن سے بے ہوش رہ رہ کر حلقے پڑ گئے تھے۔ہونٹوں پر خشکی کی تہ جمی ہوئی تھی۔

پانی پی کر ذرا اس کے حواس بحال ہوئے تو اس نے علیزے سے اسکا حال پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں اٹھ کر کھڑے ہو کر دیکھو کیا تم چل سکتے ہو؟

وہ ابھی اٹھ کر علیزے کا سہارا لے کر دو قدم ہی چلا تھا کہ کسی اندرونی دروازے سے وہی درگا پور والا علیزے کا امیدوار اور ایک گیروی دھوتی والا موٹا سا آدمی باہر نکلے۔ان دونوں کو دیکھ کر پہلے تو ٹھٹک کر رک گئے پھر جلدی سے آگے بڑھے۔

دھوتی والا تو رک گیا اور دوسرے نے ایک جھٹکے سے علیزے کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔اور پھر وہ ہوا جسکا علیزے کو کبھی گمان بھی نہیں تھا۔

جیسے ہی اس آدمی نے علیزے کو پکڑ کر کھینچا اسکا ہاتھ حاتم کے بازو پر سے چھوٹ گیا۔

اوہو تو تم ہو وہ پاکستانی پٹاخہ۔اپنے یار کو لے کے کدھر جا رہی ہو۔تم تو اب میری ہو اتنا کہہ کر اس نے علیزے کے گال پر انگلی پھیری۔

علیزے ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ حاتم نے آگے بڑھ کر اسکی انگلی ایسے پکڑ کر موڑی کہ تڑاخ کی آواز آئی ی اور ساتھ ہی اس نے اسکو بالوں سے پکڑ کر ایسا زوردار جھٹکا دیا کہ وہ چیخ مار کر دیوار سے جا ٹکرایا اور اونچا اونچا چلانے لگا۔

اسکی آواز سے دھوتی والا ہوش میں آیا اور دروازے کی طرف بھاگا۔علیزے اپنی حیرت بھول کے اس کی طرف لپکی۔اچھلی اور کک لگا کر اسے دیوار میں دے مارا اور آگے بڑھ کر اسکی پسلیوں میں ٹھوکریں مار مار کر اسے ادھ موا کر دیا۔

پلٹی تو حاتم اس کے پاس بیٹھ کر اس کے بالوں سے پکڑ رہا تھا۔رکو حاتم اسکو تحفہ دینا ہے جو یہ یہاں آ کر اپنے اس چاقو سے معصوم لڑکیوں کو دیتا ہے۔

اس نے چاقو نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور آگے بڑھی۔وہ گھگھیانے لگا۔ڈر سے اسکی آواز نہیں نکل رہی تھی مگر جیسے ہی علیزے نے اس کے چہرے سے لے کر گردن تک کٹ لگایا تو پھر سے اونچا اونچا چلانے لگا۔

وہ دونوں واپسی کیلئے پلٹے تب ہی باہر سے سادھو اپنے پانچ چھے چیلوں کے ساتھ اندر داخل ہوا اور اندر کا منظر دیکھ کر ٹھٹک گیا پھر چیلوں کو اشارہ کر کے کچھ پڑھنے لگا۔

حاتم انگوٹھی آگ میں پھینک کر فرعون راع کو بلاؤ جلدی۔

اور خود کلائی سے تسبیح اتار کر آیت الکرسی اونچی آواز میں پڑھنے لگی۔

سادھو کے ارد گرد بگولے سے ناچنے لگے مگر وہ علیزے تک نہیں آپا رہے تھے۔اس نے گھبرا کر حاتم کی طرف ہاتھ جھٹک دیئے۔بگولے جیسے ہی تیزی سے حاتم کی طرف بڑھے۔اسی دم بجلی کوندی اور بگولے راکھ بن کر گر گئے۔

علیزے سمجھ گ ئی کہ فرعون وعدے کے مطابق ان کی مدد کرنے آگیا ہے۔

سادھو نے پھر بھی ہار نہیں مانی اور دائی رہ کھینچ کر بیٹھ گیا اور مسلسل کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا۔

اس کی ناک میں سے خون نکلنے لگا تھا مگر اس کے کسی بھی وار کا اثر ان دونوں پر نہیں ہو رہا تھا۔

علیزے بھی مسلسل ورد کرتے ہوئے موٹے پہریداروں کی دھلائی کر رہی تھی۔

حاتم نے بھی دو کو باری باری اٹھا کر دیوار میں مارا تھا اور ان کے سر تربوز کی طرح پھٹ گ ئے تھے۔

www.novelsclubb.com

حاتم جیسے ہی سادھو کے پاس پہنچا اس نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر ایسا لگا جیسے اسے کسی نے پکڑ کر ہوا میں الٹا لٹکا دیا ہو۔

علیزے نے بت کے قدموں کے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھا کر حاتم کی طرف پھینکا اور بولی۔

اس شیطان کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

حاتم نے چھرا پکڑا اور ایک ہی وار سے اس کا سر اڑا دیا اور خود جلدی سے پیچھے ہو گیا۔ مگر یہ کیا اس منحوس سادھو کی گردن سے خون کی بجائے کالے رنگ کا گاڑھا اور بدبودار سیال نکلنے لگا۔

وہ دونوں پیچھے ہٹے اور جلدی سے باہر نکل آئے۔ علیزے اسے لے کر سلونی کے کمرے کی طرف بڑھی اور راستے میں فرعون کی روح کو مخاطب کر کے بولی کہ مندر میں موجود سارے شیطانوں کو ختم کر دے۔ اور کالی کے سارے منحوس بت بھی توڑ دے۔

سلونی کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو وہاں ایک خوبصورت سا جوان بیڈ پر بیٹھا تھا اور ایک مندر کے لباس میں کالا سا آدمی اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔

جیسے ہی یہ لوگ اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

*****

کمرے میں موجود نوجوان کو دیکھ کر علیزے سمجھ تو گئی تھی کہ یہی راجہ ہے مگر اس نے کچھ بھی ظاہر نہیں کیا۔

سلونی ان لوگوں کو دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھی تھی۔

سب ٹھیک ہے نہ علیزے یہ تمہارا ساتھی ہے؟

کسی کو پتا تو نہیں چلا؟

سلونی نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر علیزے نے اسے روک دیا۔ ڈرو مت سلونی اب یہاں کوئی شیطان باقی نہیں ہے تم چلو ہمارے ساتھ یہاں سے۔

www.novelsclubb.com

مگر کہاں؟اور سب لوگ کدھر گئے؟سلونی حیران پریشان سے علیزے کو دیکھ رہی تھی۔

جہاں انہیں جانا چاہیئے تھا۔چھوڑو سب اپنی چیزیں اٹھاؤ اور نکلو۔

اور تم موٹے

علیزے راٹھور سے مخاطب ہوئی

جاؤ اور ہمارا سامان لے کر آؤ۔حاتم اس کے ساتھ جاؤ کوئی چالاکی کرے تو وہاں ہی گردن مروڑ کے پھینک دینا بھلے۔

اور ہاں پاسپورٹ چیک کر لینا سامان میں۔

افوہ علیزے مجھے تو کچھ بتاؤ۔سب بتاؤں گی ادھر سے نکلو ابھی۔

سلونی کہیں نہیں جائے گی۔میں اسے لینے آیا ہوں یہ میرے ساتھ جائے گی۔

www.novelsclubb.com

کیوں تم اسکے پتی پر میشور ہو؟علیزے نے راجہ کی بات پہ اسے آنکھیں نکال کے گھورا۔وہ علیزے کی بات پہ گڑ بڑا گیا۔

نہیں مگر میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

اچھاااااعلیزے نے طنز سے اچھا کو لمبا کر کے بولا

دو سال سے کیا کوئی ی نشہ کیا ہوا تھا جو پتا نہیں تھا کہ شادی بھی کرتے ہیں۔

دیکھیں پلیز آپ ہماری بات میں نا بولیں میں سلونی کو لے کے جاؤں گا۔وہ ضدی انداز سے بولا۔

علیزے نے سلونی کی آنکھوں میں امید کی روشنی دیکھی تھی مگر اس راجہ بابو کو مزا چکھانا بھی ضروری تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر اس کے گھٹنے میں زور سے گھٹنا موڑ کر مارا۔کیا کہا سلونی کو لے جائے گا؟

تمہاری پراپرٹی ہے؟ایک معصوم سی مسلمان لڑکی کو اغوا کروا کے اس کا مذہب چھین کر دو سال اسے پاؤں تلے روندتے ہو اور اوپر سے اکڑ کر کہتے ہو ساتھ لے جاؤں گا۔

واہ بھئی صدقے جاواں تیرے۔

پہلے وہ اکیلی تھی اب اسکی بہن ساتھ ہے اسکے میں بھی دیکھتی ہوں کہ کیسے اس کی مرضی کے خلاف اسے لے کے جاتے ہو۔

وہ بیچارہ تو گھٹنا پکڑ کے زمین پہ لوٹ رہا تھا جواب کیا دیتا۔ سلونی نے آگے بڑھ کر اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر علیزے کے آنکھیں دکھانے پہ فوراً اسکا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔

اس نے بے یقینی سے سلونی کو دیکھا اور پھر بے بسی سے علیزے کو۔ جس نے طنز سے ہنس کر کندھے اچکائے تھے۔

اتنے میں حاتم اس موٹے بد معاش اور دو بوڑھے آدمیوں کو لے کے آ گیا تھا۔ جن کے حلیئے سے ہی غریب امیر کا فرق واضح ہو رہا تھا۔

سلونی نے جیسے ہی ان بوڑھوں کو دیکھا تو چیخ مار کے اس مسکین سے بوڑھے کے گلے لگ کے اونچی آواز میں رونے لگی۔

علیزے نا سمجھی سے ان لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ پھر حاتم کی پسلی میں کہنی مار کے ان دونوں بوڑھوں کے بارے میں پوچھا۔

حاتم بیچارہ پسلی پہ ہاتھ رکھ کے دوہرا ہو گیا۔ سانڈنی کہیں کی وہ منہ میں بڑبڑایا

کیا بولا تم نے ؟علیزے نے جھک کے پوچھا۔ نہیں کچھ نہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں ان دونوں کے باپ ہیں۔

وہ زبردستی مسکرایا اور جیسے ہی علیزے ان لوگوں کی طرف پلٹی تو حاتم نے اسکو دیکھ کے ایسے دانت پیسے جیسے علیزے اس کے دانتوں کے نیچے ہو۔

ابھی بس کریں اور نکلیں ادھر سے یہ مندر کسی بھی وقت گرنے والا ہے۔

علیزے کے کہنے پہ سب لوگ چونکے اور سلونی جلدی سے باپ سے الگ ہو کے اپنا ضروری سامان اٹھانے لگی۔

مندر سے نکل کے وہ لوگ راجہ کے باپ کے کہنے پر اسکی گاڑی میں بیٹھ کے سلونی کے گھر کی طرف نکل گ ئے اور پیچھے مندر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ زمین بوس ہو گیا تھا۔

سلونی کے گھر میں تو عجیب ہی سماں بن گیا تھا۔ سب گھر والے رو رہے تھے اور راجہ کا باپ بار بار سلونی کے باپ سے اپنے بیٹے کی طرف سے معافی مانگ رہا تھا۔

بقول اسکے وہ نہیں جانتا تھا اپنے بیٹے کے کرتوت۔ کچھ دن پہلے ہی اسے کسی ذریعے سے پتا چلا تو اس نے اپنے بیٹے کو مارا پیٹا اور عاق کرنے کی دھمکی دے کر سب اگلوایا۔

پھر شبانہ یعنی سلونی کا پتا چلا تو اپنے بیٹے کو لعنت ملامت کر کے اس معصوم لڑکی کو پیسے دے کر وہاں سے چھڑوانے اور ان دونوں کا نکاح کروانے لایا تھا۔

علیزے نے فرعون کا ذکر کیے بنا ان لوگوں کو سادھو اور اسکے چیلوں کا انجام بتایا تھا۔ سب جاننے کے بعد وہ لوگ اسکے بہت مشکور تھے۔

شبانہ یعنی سلونی کو اگلے دن امام مسجد سے دوبارہ کلمہ پڑھا کے ان دونوں کا نکاح کرنے کا پروگرام رکھا گیا۔ بستی کے وہ لوگ جن کی بچیاں واپس آئی تھیں سب باری باری آ کے ان لوگوں سے مل اور ان کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

علیزے وہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہتی تھی اس سے پہلے کہ کوئی اور مسئلہ بنے۔ مگر انہیں اگلے دن تک کیلئے رکنا ہی پڑا۔

اور جب راجہ کے باپ کو پتا چلا کہ انہوں نے دہلی جانا ہے تو اس نے انہیں اپنے ساتھ چلنے کی پیشکش کر دی۔

علیزے نے منع کر دیا مگر سلونی بضد تھی تو اسے ہاں کرنی پڑی۔

اگلے دن وہ لوگ بخیریت دہلی پہنچ گ ئے تھے۔علیزے نے فوراً ایمبیسی سے رابطہ کیا تھا کہ انہیں وہاں سے نکلنے میں مدد کریں مگر ان لوگوں کی بات سن کر علیزے کو شاک لگا تھا۔

ان لوگوں کے مطابق پچھلے دن مندر گرنے پر جب میڈیا والے وہاں پہنچے تو کسی نے مندر میں ہونے والی کاروائی اور سادھو پنڈتوں کے قتل کو دہشتگردی بنا کر میڈیا کے سامنے پیش کر دیا تھا۔

صبح سے ہی کلکتہ میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گ ئے تھے۔

ایمبیسی پر زور دیا جا رہا تھا کہ دونوں پاکستانی دہشتگردوں یعنی علیزے اور حاتم کو ان کے ساتھیوں سمیت پنڈتوں کے حوالے کیا جائے۔تاکہ انہیں سخت سزا دی جائے۔

ایمبیسی والوں نے ان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا اور انہیں ہدایت کی تھی کہ خود کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیں۔ وہ لوگ قاتلوں اور دہشتگردوں کا ساتھ دے کر انڈیا سے اپنے تعلقات خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔

علیزے نے فوراً سم نکال کے توڑ پھینکی تھی۔ اور حاتم سے بھی موبائل لے کر توڑ دیا تھا کیوں کہ وہ موبائل ان لوگوں کا ہی دیا ہوا تھا تو ہو سکتا تھا ان لوگوں نے اس میں کوئی ٹریکنگ ڈیوائس لگائی ہوئی ہو۔

اب اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ اور اس کیلئے ان لوگوں کی مدد کی بھی ضرورت تھی اور انہیں خبردار بھی کرنا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جیسے ہی لاؤنج میں پہنچی حاتم سمیت سب لوگ ٹی وی کے آگے ہی بیٹھے تھے۔ اور ان دونوں کے بارے میں ہی خبروں میں بتایا جا رہا تھا۔

ان کی پاسپورٹ والی تصویریں دکھا کر عوام کو انہیں پکڑوانے پر انعام کا لالچ دیا جا رہا تھا۔

معاف کیجی ئے گا ہماری وجہ سے آپ لوگ بھی مشکل میں پڑنے والے ہیں شاید۔۔۔

ارے نہیں بیٹی ایسی کوئی ی بات نہیں ہے۔ مگر میں یہ سوچ کر حیران ہوں کہ تم لوگوں نے تو سب کو ٹھکانے لگا دیا تھا تو یہ بات کیسے باہر نکلی۔

راٹھور

کیا مطلب؟ راجہ کے پر سوچ انداز میں راٹھور کا نام لینے پر انہوں نے مڑ کر بیٹے کی طرف دیکھا۔

کل جب ہم لوگ سلونی کے گھر پہنچے تو راٹھور مجھ سے اجازت لے کر کہیں چلا گیا تھا۔ وہاں ان لوگوں نے کوئی ی شرارت اس لی ئے نہیں کی کہ وہاں کے سارے ہندو داسیوں کے معاملے میں بپھرے ہوئے تھے۔

اگر وہاں بات ہوتی تو ہو سکتا تھا ان لوگوں کو اپنے ہی لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا۔

اور ہم بھی وہاں سے سویرے ہی نکل آئے اور ہمارا سارا دن سفر میں نکل گیا اسلئے ہمیں حالات کا کچھ پتا نہیں چلا۔

اچھی بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ سلونی کے گھر والوں کو بھی ساتھ لے آئے۔اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں۔

****

راجہ کی بات پہ اس کے باپ نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔اور علیزے نے بھی اب غور کیا تھا کہ واقعی راٹھور پچھلے دن ہی ان لوگوں سے الگ ہو گیا تھا۔

شاید وہ بھی کٹر کمینہ ہندو تھا۔اسے بھی وہاں ہی ٹھکانے لگا دینا چاہئے تھا۔علیزے اپنی سوچوں میں تھی جب سلونی کافی لے کر آئی اور اس کو مخاطب کیا

کیا سوچ رہی ہو؟

کچھ نہیں آگے کا سوچ رہی ہوں کہ کیا کرنا ہے اب۔

کرنا کیا ہے کچھ دن ادھر رہو ہمارے پاس پھر بھلے چلی جانا۔

نہیں سلونی اب ہم مزید نہیں ٹھہر سکتے ان ہندوؤں کا تمہیں مجھ سے بہتر پتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس راٹھور نے کسی کو ہماری یہاں موجودگی کے امکان کے بارے میں بتا دیا ہو۔

ہمیں آج ہی خواجہ نظام الدین اولیا٦ کے مزار پہ جانا ہو گا ہو سکتا ہے وہاں ہماری کوئی ی مدد ہو جائے۔ ہم لوگ پاکستان جائیں گے اور اسکے لیئے کوئی ی خفیہ انتظامات کرنے ہوں گے۔

انکل کیا آپ کسی ایسے انسان کو جانتے ہیں جو ہمیں بارڈر کراس کروادے۔ پیسوں کا کوئی ی مسئلہ نہیں ہے۔ بس بحفاظت ہمیں سرحد پار پہنچادے۔

میں پتا کرواتا ہوں بیٹی تم فکر نہ کرو۔تب تک آرام سے ادھر ہی رہو۔

نہیں انکل آپ بھلے کتنے بھی بڑے بزنس مین ہیں مگر ہیں تو مسلمان ہی نا۔میں نہیں چاہتی آپ ہماری وجہ سے ان ہندوؤں کے کسی عتاب کے زیر اثر آئیں۔

ٹھیک ہے میری بچی جیسے تم کہو۔

ایسا کرو تیار ہو جاؤ تم لوگ۔ڈرائی یور چھوڑ آتا ہے تم لوگوں کو۔

جی ٹھیک ہے۔وہ حاتم کو اٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

سلونی نے رو رو کر اسے رخصت کیا تھا۔طے یہ پایا تھا کہ وہ لوگ مزار پہ ٹھہریں گے اور انکل یعنی سلونی کے سسر سارے انتظامات کر کر کے خود مزار پہ جا کے ان کو ڈھونڈھ لیں گے۔

اور پھر آگے کا سفر شروع ہو گا۔

www.novelsclubb.com

ڈرائی یوران لوگوں کو مزار پہ چھوڑ گیا تھا۔علیزے نے کالے فراک کے ساتھ بڑی سی کالی چادر اوڑھ کر اس سے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔

حاتم سفید کرتا پاجامہ اور سر پہ ٹوپی لے کر اپنے حلیئے سے کوئی پٹھان لگ رہا تھا۔

وہ لوگ مزار کے اندر داخل ہو کے فاتحہ پڑھ کے ایک طرف بیٹھ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد مزار کا ایک خادم آیا اور سر جھکا کر حاتم سے بولا کہ ان لوگوں کو اندر حجرے میں بلایا گیا ہے

حاتم نا سمجھی سے علیزے کو دیکھنے لگا۔اور پھر اس کے اثبات میں سر ہلانے پر اٹھ کھڑا ہوا۔

دونوں اس خادم لڑکے کی ہمراہی میں آگے پیچھے چلتے ہوئے حجروں کی طرف پہنچ گئے۔

ایک بڑے سے حجرے کی طرف اشارہ کر کے وہ لڑکا واپس چلا گیا اور وہ دونوں حجرے کے دروازے پہ آ کے رک گ ئے۔

اندر آ جاؤ۔

وہ لوگ جو کھڑے ہو کر سوچ رہے تھے کہ اندر جائی یں یا نہیں۔اس آواز پہ فوراً اندر داخل ہو گ ئے۔

اندر ایک باریش بزرگ اور ان کے ساتھ وہی مجذوب بیٹھا ہوا تھا جو انڈیا آنے کے بعد گاڑی کے پاس آ کے علیزے کو تسبیح دے گیا تھا۔

آگ ئے تم لوگ؟ کہا بھی تھا کہ فوراً واپس چلی جاؤ اسے لے کے مگر نہیں انہیں تو انڈیا دیکھنا تھا۔

کیا ہے یہاں ایسا دیکھنے کو جو تمہارے ملک میں نہیں ہے؟

اب وہ سارے ہندو پیچھے پڑ گ ئے ہیں۔کیا کرو گی اب؟

علیزے خاموشی سے سر جھکا کے بیٹھ گ ئی تھی۔

اور تم ؟اب کے وہ حاتم سے مخاطب ہوا

مسلمان ہو گ ئے مگر کچھ دن کے علاوہ تم نے نماز کی پابندی کی ؟ یہ کیسا جزبہ تھا جو کچھ دن میں ہی سرد ہو گیا۔

ابھی تو تم نے واپس اپنے لوگوں میں جانا ہے۔اور اب تم وہاں رہ بھی نہیں پاؤ گے۔ اس رنگ برنگی دنیا کو چھوڑ کر جانے کا کدھر من کرے گا۔

وہ مجذوب بالکل ہوش و حواس میں بولتا رہا اور وہ دونوں سر جھکا کے بیٹھے رہے۔

بس کرو کریم بچے ہیں بہت ڈانٹ لیا اب ان دونوں کو یہاں سے نکالنے کا سوچو۔جو بھی ہی آخر کو ان لوگوں نے بہت نیک کام کیا ہے اس شیطان کو مار کر۔

دوسرے بزرگ دھیمے اور میٹھے لہجے میں مسکراتے ہوئے بولے۔

www.novelsclubb.com

تم لوگ دو دن ادھر رہو تب تک وہ اس لڑکی کا سسرا انتظام کر لے گا۔اور ہم کوشش کریں گے کہ پاکستان پہنچنے تک ہمارا کوئی ی آدمی تم لوگوں کی حفاظت کیلئے ساتھ رہے تمہارے۔

جی بابا جی۔علیزے احترام سے بولی۔

اور ہاں تم لوگوں کو لگتا ہے کہ تم لوگوں نے اس سادھو کو مار دیا۔مگر ایسا نہیں ہے۔ان شیطان کے پجاریوں نے اپنے انتظام پہلے سے کیے ہوتے ہیں۔

اسکا خون کس رنگ کا تھا؟لال یا کالا؟

کالا اور انتہائی بدبودار۔حاتم نے جلدی سے بتایا

اسکے جلدی سے جواب دینے پر پہلے تو دونوں بزرگ مسکرائے۔پھر باریش بزرگ بولے۔

اسکا مطب کہ اس نے کوئی ی نجس جانور کا خون پیا ہو گا۔جیسے کہ کتا۔

مطلب کہ اس نے مرنے کے بعد کتے کے جسم میں پناہ لی ہو گی۔ یہ کالے علم والے اپنی روحیں ایک جسم سے دوسرے میں منتقل کرتی ہیں تاکہ اگر ایک جسم کی موت ہو جائے تو دوسرے جسم میں پناہ لے سکیں۔

اس سادھو کی موت اچانک ہوئی ی اس لی ئے اسے موقع نہیں ملا روپ بدلنے کا اور نہ ہی اپنے بیروں کو بلانے کا۔

اسل ئی ے اب وہ یقیناً کسی آوارہ کتے کے جسم میں ہو گا۔ اب اسے اگلا جسم ملنے تک اسی کتے کے جسم میں رہنا ہے۔ ورنہ اب تک وہ کچھ نہ کچھ کر چکا ہوتا تم لوگوں کے خلاف۔

www.novelsclubb.com

اب اس جسم میں وہ صرف کاٹ ہی سکتا ہے۔ ہاں مگر خیال رہے اس کا کاٹا پانی بھی نہیں مانگے گا۔ اتنا زہریلا ہو گا وہ کہ اگر کسی کو کاٹ لے تو اسکا جسم گل سڑ کر پگھل جائے گا۔

تو دھیان رکھنا۔ تم لوگوں کو کالے کتے سے خاص طور پہ بچنا ہے۔اور اسے جان سے نہیں مارنا تاکہ وہ کسی انسانی جسم میں نہ داخل ہو سکے۔

اسے بس اندھا کر دینا کسی طور سے۔اور ہاں اس کے بیروں کے بارے میں بھی بتا دوں۔

وہ پورنا تھا۔ مطلب کہ ان کالے علم والوں کے قبضے میں جو شیطانی طاقتیں ہوتی ہیں ان کے الگ الگ درجے ہوتے ہیں جیسے کہ بیر۔ گندی آتمائیں۔ بونے اور پورنیاں۔ دیوی دیوتا وغیرہ

پورنیوں کے بعد بھی کچھ گندی طاقتیں ہوتی ہیں مگر میں تمہیں پورنیوں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔

یہ تعداد میں سات ہوتی ہیں اور چاندنی راتوں میں زمین پر اترتی ہیں۔ یہ چڑیلیں ہوتی ہیں مگر ان ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ دیوتاؤں کی داسیاں ہوتی ہیں۔اور یہ لوگ انہیں اپسرا کہتے ہیں۔

اس سادھو نے پورنیاں قبضے میں کی ہوئی ہیں۔چاندنی راتیں شروع ہونے والی ہیں۔وہ ایک ایک کر کے تم لوگوں کے پاس آئیں گی۔طرح طرح کے لالچ دے کر تمہیں کچھ گندا اور حرام کھلا کر تمہارا اندر ناپاک کرنے کی کوشش کریں گی۔تاکہ سادھو آسانی سے تم لوگوں پر قابو پا سکے۔

ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھوں پاؤں میں چھے چھے انگلیاں ہوتی ہیں۔وہ کسی کا بھی روپ اپنا سکتی ہیں تمہارے کسی اپنے کا بھی اور خود تمہارا بھی۔

وہ ایک ساتھ نہیں آتیں سو تم لوگ آسانی سے ان کا مقابلہ کر سکو گے۔اور ہاں پہلی پورنی کو مارنا نہیں ہے بس کسی طرح اسکے سیدھے ہاتھ کی آخری انگلی توڑ دینی ہے۔

مارو گے تو باقی سب ایک ساتھ آ کے حملہ کر دیں گی۔

تم لوگوں کو بہت محتاط رہنا ہے۔کسی بھی دوست یا بھائی بہن پر بھی اعتبار نہیں کرنا پہچان تو بتا دی ہے تمہیں اب آگے تمہارا کام شروع ہو گا۔

نماز کی پابندی کرواور بچے تم دو دن میرے پاس رہ کر اسلام کی تعلیمات سیکھو گے۔

جی بابا جی

جاؤ اب باہر لڑکا کھڑا ہے وہ تم دونوں کو رہائی ش کی جگہ دکھادے گا۔

دونوں کو الگ الگ کمرے دی ئے گ ئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے صاف ستھرے کمرے بنا کسی فرنیچر کے۔ فرش پہ قالین بچھا ہوا تھا اور ایک کونے میں پانی کا گھڑا رکھا ہوا تھا۔

علیزے کیل ئی ے یہ بھی نیا تجربہ تھا زمین پہ سونے کا بھلے قالین بھی بچھا ہوا تھا مگر اس کیل ئی ے تو یہ سب نیا ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

دو دن وہ لوگ وہاں سکون سے رہے تھے۔ بہت پر سکون جگہ اور سادہ خوراک۔ حاتم کا تو پتہ نہیں تھا مگر علیزے کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔ نہ سوشل میڈیا کی کمی

محسوس ہو رہی تھی اور نہ دنیا کی کوئی ی فکر۔ کھانا پینا سونا اور عبادت بس۔ یہ دوسرے دن کی رات تھی جب علیزے کے کمرے کا دروازہ بجا۔

وہ ابھی عشا ٦ کی نماز پڑھ کے لیٹی تھی۔ باہر نکل کے دیکھا تو وہی چھوٹا سا لڑکا تھا جو پہلے دن ان کو ملا تھا۔

باجی آپ کو سید صاحب بلا رہے ہیں حجرے میں۔ اچھا میں آتی ہوں

وہ جلدی سے بڑی چادر لے کر اسکے پیچھے چل دی۔

حجرے میں سلونی اور اسکے سسر کو دیکھ کر اسے خوشی ہوئی ی تھی۔ یعنی کی ہمارا جانے کا انتظام ہو گیا۔ وہ دل میں سوچتی ہوئی ی سلونی کے گلے لگی۔

آج مجذوب موجود نہیں تھا۔ بس سید صاحب حاتم اور وہ تینوں تھے۔

جی تو بیٹی آپکے جانے کا انتظام ان برادر نے کر دیا ہے۔اب آپ لوگوں کو ابھی نکلنا ہے باہر سواری موجود ہے۔یہ تعویز اپنے اپنے گلے میں ڈال لیں اور اپنے ملک پہنچنے تک کسی بھی صورت اتارنا نہیں ہے۔

ایک بار پھر بتادوں شیطان اتنی جلدی ہار نہیں مانے گا تم لوگ اس کے منہ میں سے نوالہ چھین کے اس کے چیلوں کو مار کے بھاگے ہو۔وہ کسی بھی صورت نکلنے نہیں دے گا۔

اس دن جو بزرگ ملے تھے آپ کو ان کا نام کریم ہے۔وہ آپ کو راستے میں وقتاً فوقتاً ملتے رہیں گے۔مگر محتاط رہنا کوئی ی شیطان بھی ان کے بھیس میں ہو سکتا ہے۔اگر کسی پر شک ہو تو اپنی کلائی ی سے تسبیح اتار کے اسکے گلے میں ڈال دینا۔شیطان ہوا تو بھاگ جائے گا۔

جاؤ اب۔اللہ نگہبان

ان سے سروں پہ پیار لے کر وہ لوگ مزار شریف سے نکل آئے تھے۔

نکلنے سے پہلے سلونی نے علیزے کو لمبی سی گھاگھرا چولی پہنادی تھی اور ساتھ کھسہ۔چہرے پر بھی خانہ بدوشوں جیسے نقطے لگادی ئے تھے اور بازوؤں میں بھر بھر کے سفید رنگ کی چوڑیاں پہنا کر چہرے پر لمبا سا گھونگھٹ نکال دیا تھا۔حاتم کو بس پگڑی پہنا کر چہرے پہ نقلی مونچھیں لگادی گ ئی تھیں۔

احاطے میں رک کر سلونی ایک بار پھر علیزے کے گلے لگ کر رو دی۔

ارے رو نہیں ہم روز بات کیا کریں گے فکر مت کرو۔اور انکل آپکا بھی بہت بہت شکریہ آپ نے اتنی مدد کی۔ارے نہیں بیٹی ایسی بات کر کے مجھے پرایا نہ کرو۔

اچھا بیٹی ہم لوگ نکلتے ہیں۔پچھلے دو تین دنوں سے ہمارا پیچھا ہو رہا ہے ابھی بھی چوری نکلے ہیں۔باہر تانگہ کھڑا ہوا ہے۔وہ خود آپ لوگوں کے پاس آجائے گا۔اور راستے میں سب کچھ بتادے گا اگلا پلان جو بھی ہوا۔

ان لوگوں کے باہر نکلنے کے بعد علیزے اور حاتم بھی باہر نکل کر کھڑے ہو گئے۔ایک دھوتی کرتے اور پگڑی والا نوجوان سا کوچوان ان کے پاس آیا اور شستہ اردو میں بولا آجائیں تانگہ ادھر کھڑا ہے۔

وہ لوگ اپنے اپنے بیگ سنبھال کر تانگے کے اگلے حصے میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر پکی سڑک پر چلنے کے بعد تانگہ کچے راستے پر اتر گیا۔وہ لوگ خاموشی سے بیٹھے تھے۔

تقریباً دو گھنٹے سفر کرنے کے بعد وہ کسی گاؤں میں پہنچے تھے۔ایک بڑے سے احاطے کے اندر لے جا کر تانگہ کھڑا کر کے وہ نوجوان حاتم سے مخاطب ہو کے بولا۔

بھائی جان اتر جائیں اور سسٹر کو بھی لے آئیں اندر میری والدہ اور بیوی موجود ہیں رات یہاں گزار کے ہم صبح سویرے نکلیں گے۔

****

علیزے تو تانگے سے اترنا ہی نہیں چاہتی تھی مگر ایک تو رات کا وقت دوسرا اسے نیند بھی بہت آ رہی تھی۔ مگر وہ بہت محتاط تھی اور کسی بھی قسم کے حالات کیلئے تیار بھی۔

کچا سا گھر تھا مگر انتہائی صاف ستھرا اور گھر والے بھی کافی سلجھے ہوئے تھے۔

دونوں ساس بہو علیزے کو گلے لگا کے ملی تھیں۔ علیزے پہلے تو وہم کر رہی تھی مگر پھر جب وہ لوگ اسکے گلے لگ کے بھی نارمل رہی تو اسے بھی ان کے انسان ہونے پر یقین آ گیا۔

رات کافی آرام دہ گزری تھی صبح وہ اپنی میزبان لڑکی کے جگانے پر ہی اٹھی تھی۔ ناشتہ سب نے ساتھ مل کر کیا۔

گرم گرم حلوہ پوری اور نان چنے ساتھ میٹھی لسی۔ علیزے پہلے تو جھجک رہی تھی پوریوں کا گھی دیکھ کر۔ مگر پھر سب کے اصرار پر اس نے تھوڑی سی پوری کھائی اور تھوڑے سے نان چنے۔ اور آخر میں لسی پی کر پیٹ پکڑ کے بیٹھ گئی۔

سب لوگ پریشان ہو گ ئے۔ حاتم تو ہر ن ئی چیز مزے سے کھا بھی جاتا تھا اور ہضم بھی کر لیتا تھا۔ مگر علیزے شروع سے صرف انڈہ بریڈ یا جیم بریڈ ساتھ اورنج جوس کا ناشتہ کرتی تھی۔

دادی کی ذندگی میں ہی کبھی اس نے پراٹھا کھایا تھا۔ اس کے بعد نہیں۔ اب وہ ہر جگہ جا کے وہاں کے کھانے کھا کھا کے خود کو موٹی لگنا شروع ہو گ ئی تھی۔

اس کے پیٹ پکڑنے پہ سب لوگ پریشان ہو گ ئے تھے مگر اس نے اشارے سے بتایا کہ وہ ٹھیک ہے۔ پھر بھی وہ لوگ اس کے پاس ہی رہے جب تک کہ اس نے بول کر نہیں بتایا کہ وہ ٹھیک ہے اور لسی پی کر اس کا معدہ بھاری ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔

تھوڑی دیر ادھر اُدھر پھر کے اس نے لسی ہضم کی اور پھر پچھلے دن کی طرح تیار ہو گ ئی اور خود کو شیشے میں دیکھ کر ہنس پڑی۔

اف حاتم کے بچے کیا کیا بننا پڑ رہا ہے مجھے۔ خانہ بدوش ہی بنا دیا۔

کل کی طرح آج بھی وہ لوگ تانگے کے اگلے حصے میں بیٹھے اور پیچھے دو دیہاتی عورتیں بیٹھیں جنہیں گاؤں سے باہر کھیتوں کے پاس اترنا تھا۔

علیزے اپنے دھیان میں گھونگھٹ اٹھا کے کھیتوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ حاتم نے اسکا دھیان سامنے کی طرف سے آتی ہوئی لڑکی کی طرف کروایا جو دور سے بالکل سلونی جیسی لگ رہی تھی۔

جیسے ہی وہ پاس پہنچی علیزے جلدی سے تانگے سے اتر کے اس کی طرف لپکی۔

سلونی تم یہاں کیسے ؟اسنے آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگایا مگر وہ جھٹکے سے دور ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے ایکسائی ٹمنٹ میں غور ہی نہیں کیا۔

میں گاڑی پہ آرہی تھی کہ راستے میں گاڑی خراب ہو گئی۔تو میں نے سوچا کہیں تم لوگ نکل ہی نہ جاؤ تو میں جلدی سے ڈرائی یور سے راستہ پوچھ کے پیدل ہی آگئی۔

اچھا مگر ایسی کیا ایمر جنسی تھی؟اور تمہیں اکیلی آنے کی اجازت کیسے ملی راجہ سے؟

بس میں نے راجہ کو بولا کہ مجھے اپنی سکھی کے ساتھ تھوڑا سا سفر کرنا ہے پھر تو وہ چلی ہی جائے گی دوبارہ نہ آنے کیلئے۔

اسلئے میں اس سے پوچھ کے آگئی۔وہ معنی خیزی سے بولی۔

اور واپس کیسے جاؤ گی؟علیزے پریشان ہو کے بولی۔

ارے تم پریشان نہ ہو میں چلی جاؤں گی۔مگر کیسے یہی تو پوچھ رہی ہوں؟علیزے ابھی بھی مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

ارے دیوی جی میں چلی جاؤں گی ڈرائی یور کو بلا کے۔اور اگر تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا تو میں واپس چلی جاتی ہوں ادھر ہی اتار دو مجھے۔

ارے ایسی بات نہیں ہے۔اور تم اتنی دور کیوں بیٹھی ہو پاس ہو کے بیٹھو نہ میرے۔

ارے نہیں مجھے گرمی لگ رہی ہے میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔اوہاں میں تمہارے لئے کچھ بنا کے لائی ہوں اپنے ہاتھوں سے۔

یہ لو کھاؤ اور بتاؤ کیسے بنے ہیں۔وہ ڈبہ اسکے آگے کر کے لڈو د کھاتے ہوئے بولی۔

اف سلونی تمہیں بتایا تو تھا کہ میں میٹھا نہیں کھاتی۔

میں کچھ نہیں جانتی پھر تو تم نے چلی جانا ہے میری ایک آخری بات نہیں مان سکتی تم؟وہ ٹھنکی

کھاؤ نہ پلیز اور حاتم کو بھی کھلاؤ۔اس نے ڈبہ علیزے کی طرف بڑھایا۔

ڈبے کی طرف دیکھتے ہوئے بے اختیار علیزے کی نظر اسکے گورے گورے ہاتھوں پر پڑی اور ساتھ ہی چھے انگلیوں پر۔

اف خدایا یہ تو پورنی ہے۔علیزے کا دل ایک دم زور زور سے دھڑکنے لگا۔

اچھا رکو۔بھیا زرا تانگہ سائیڈ پہ لگائیں۔حاتم تم پیچھے آنا زرا۔

علیزے بات کرتے ہوئے اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی جہاں معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔

حاتم اتر کے پیچھے آیا۔یہ ڈبا پکڑو زرا سلونی سے میں پہلے اپنی دوست کا شکریہ ادا کروں گی۔حاتم نے آگے بڑھ کر ڈبہ پکڑا اور اسی دم علیزے نے آگے ہو کے سلونی کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا دیں۔اور جب تک سلونی کچھ سمجھتی تڑاخ کی آواز آئی تھی۔

اور وہ اونچی آواز سے چلائی ی تھی۔

تم کیا سمجھی پورنی کہ تم میری دوست بن کے آؤ گی اور یہ حرام کے لڈو کھلا کے چلی جاؤ گی؟سلونی اتنی دور نہیں بیٹھتی مجھ سے۔نہ وہ گلے لگ کے دور ہوتی اور نہ ہی حاتم کا نام لیتی ہے۔تمہیں لگا کہ میں اپنی دوست کی عادتیں نہیں پہچانتی؟

وہ اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔اسکا چہرہ بگڑنے لگا تھا اور آوازیں بھی ڈراؤنی سی نکالنے لگی تھی۔علیزے اندر سے ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ کاٹ ہی نہ لے اسے مگر وہ تو خود کے ہاتھ چھڑوا رہی تھی۔

جیسے ہی علیزے نے ہاتھ چھوڑے وہ اسے خونی نظروں سے دیکھتی ہوئی چھپاک سے غائب ہو گئی۔

اسکے غائب ہوتے ہی لڈو کے ڈبے میں لمبے لمبے کیڑے کلبلانے لگے۔حاتم نے جلدی سے ڈبہ کھیت میں پھینک کر ہاتھ جھٹکے۔

علیزے کا خود کا دل ابھی تک کانپ رہا تھا مگر وہ بظاہر مسکراتی ہوئی اتر کر آگے جا کے بیٹھ گئی اور حاتم جو منہ کھول کے کھڑا تھا۔فٹافٹ آ کے بیٹھا اور تانگے والے نے تانگہ چلا دیا۔

کچھ دیر تک تو تینوں خاموشی سے سفر کرتے رہے پھر علیزے ہی اکتا کے بولی۔بھیا ہم کتنے دن میں پاکستان پہنچ جائیں گے اس تانگے پہ؟

وہ بیچارہ شرمندہ ہو گیا۔

سوری دیدی میں تو گاڑی پہ ہی آنا چاہ رہا تھا مگر مالک نے بولا کہ حلیے بدل کر تانگے پہ جاؤ تاکہ کوئی ی پہچانے نا۔

اب تو پہچان لیا ہے نہ۔اب گاڑی منگوالو پلیز۔وہ جل کر بولی

جی دیدی میں کرتا ہوں کال

حاتم ہنسی روکتا ہوا کھیتوں کو غور غور سے دیکھ رہا تھا۔

تم کیا ڈھونڈھ رہے ہو کھیتوں میں؟اب حاتم کی کلاس لگنے لگی تھی۔

کچھ بھی نہیں۔وہ کہہ کر جلدی سے کوچوان سے بات کرنے لگا کہ کہیں اسکی عزت کا فالودہ نہ ہو جائے۔

بھائی ی ہم جا کہاں رہے ہیں؟میرا مطلب کس جگہ سے ہم پاکستان کا بارڈر کراس کریں گے؟

www.novelsclubb.com

فیروز پور سے

فیر ہز پور تک میں آپ لوگوں کے ساتھ جاؤں گا۔ وہاں سے دوسرا بندہ زمین دوز سرنگ کے زریعے آپ لوگوں کو قصور لے جا کر چھوڑے گا۔ وہاں سے آپ جدھر بھی جانا چاہیں آپ کی مرضی ہو گی۔

علیزے تمہیں پتا ہے قصور کس جگہ ہے پاکستان میں؟

ہاں میں جانتی ہوں ویسے بھی ہم نے لاہور ہی جانا ہے چلو اچھا ہے وہاں سے آسانی سے چلے جائیں گے۔ وہ بھی مطمئن ہو کر بولی۔

*****

www.novelsclubb.com

تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نوجوان نے ان دونوں کو ایک ڈھابے پہ بٹھا دیا اور خود سائیڈ پہ ہو کے گاڑی کیلئے کال کرنے لگا۔

حاتم نے کافی منگوالی اور علیزے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے ببل گم منہ میں ڈال کے چبانے لگی۔اسے حاتم کے کافی منگوانے کا پتہ نہیں چلا تھا۔

جیسے ہی کافی آئی ی اور حاتم اٹھا کے منہ کے ساتھ لگانے لگا علیزے نے ہاتھ مار کے دور پھینک دی اور دانت پیس کے آہستہ سے بولی ایک بار بیہوش ہو کے اغوا٦ ہو چکے ہو ابھی دل نہیں بھرا؟

اتنی دیر میں ڈھابے والا لڑکا بھاگا ہوا آیا۔کیا ہوا دیدی کافی ٹھیک نہیں تھی؟اور لے آؤں۔

ناہیں رہنے دیو۔مارے پتی دیو کا ورت (روزہ) ہووے ہے۔اسنے بھول گیا تھا۔

علیزے نے جیسے فلموں میں راجھستانیوں کو بولتے ہوئے سنا ہوا تھا ویسا ہی لہجہ بنا کر بولی

مگر دیدی ورت تو پتنی کا ہوتا ہے نہ۔لڑکا حیران ہو کر بولا

ناہیں مارے ماں پتی کا ہووے ہے۔یو تھارے کو فی اور کپ کے پیسے۔علیزے نے پانچ سو روپے دے کر لڑکے کو ٹرخایا اور وہ دبی دبی مسکراہٹ لئے واپس چلا گیا۔

حاتم تو بس چپ کر کے اسکی اداکاری دیکھ رہا تھا سمجھ تو اسے کچھ آئی ی نہیں تھی۔

اتنے میں لڑکا باقی پیسے لے کر آگیا۔مگر علیزے کے اسے رکھنے کا اشارہ کرنے پہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

اس بیچارے کو تو کبھی بھول کے کوئی ی پانچ دس دے جاتا تھا۔اتنے پیسے ملنے پر اسکی آنکھوں میں خوشی اور تشکر کے آنسو آگ ئے تھے۔وہ دعائیں دیتا ہوا واپس چلا گیا۔

گاڑی آنے میں ابھی ٹائم تھا۔وہ لوگ کوچوان کو بتا کے کھیتوں میں اتر گ ئے۔ وہاں کھیتوں میں کام کرتی عورتیں اپنا اپنا کام چھوڑ کر ان دونوں کو دیکھنے لگیں۔

علیزے نے جب دیکھا کہ وہ لوگ کافی آگے آگ ئے ہیں تو حاتم کا ہاتھ پکڑ کر واپس چل پڑی۔

اتنے میں دو لڑکیاں ان کی طرف پھلوں کی ٹوکریاں لے کر بڑھیں۔علیزے نے دونوں کو مشکوک نظر سے دیکھا۔

لے لو تازہ پھل ہیں۔ان میں سے ایک لڑکی بولی۔

علیزے ان کے ہاتھ دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ان دونوں نے اپنے ہاتھ ٹوکریوں کے نیچے رکھ کے چھپائے ہوئے تھے۔

نہیں شکریہ ہمیں نہیں چاہیئے۔اتنا کہہ کے وہ لوگ چل پڑے اور وہ لڑکیاں بھی ان کے ساتھ لگ کے چل دی۔

اوہیلو تم لوگ کدھر؟

علیزے غصے سے بولی۔ تمہارے ساتھ۔ ہمیں پتا ہے تم لوگ مسافر ہو۔ ہمیں بھی ساتھ لے چلو راستے میں اتار دینا۔اس کے بدلے پھل لے لینا۔

میں نے بولا نا نہیں چاہئے۔۔۔۔پھر کچھ سوچ کر بولی

اچھاااا۔ایک کام کرو اپنی اپنی ٹوکری نیچے رکھو۔

دونوں نے اپنی ٹوکریاں نیچے رکھ دی۔علیزے نے دونوں کے ہاتھ دیکھے مگر وہ نارمل تھے۔وہ مطمئن ہو گئی

اٹھالو ٹوکریاں اور آجاؤ۔اور اس بار جیسے ہی وہ لوگ جھکی علیزے کی نظر بلاارادہ ان کے پاؤں کی طرف پڑ گئی۔باپ رے یہ منحوس تو ہمارے پیچھے ہی پڑ گئی ہیں وہ سوچتی ہوئی حاتم کی طرف مڑی۔

لڑکیاں انتظار میں کھڑی تھیں۔علیزے ان سے بولی کہ رکو ہم مشورہ کر لیں۔اور پھر حاتم کے کان میں بولی ان کے پاؤں دیکھو۔

اس نے بھی پاؤں دیکھے اور چونک گیا۔اب کیا کرنا ہے؟ارے بابا گچی مروڑ کے کام مکاؤ اور نکلو۔

مطلب؟وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔اف جنگلی گردن مروڑ دے ایک کی دوسری کو میں سنبھال لیتی ہوں۔

اور بظاہر مسکراتے ہوئے ان کی طرف بڑھی مگر وہ لوگ شاید سمجھ گ ئی تھیں ان کے ارادے۔سو جیسے ہی یہ لوگ آگے بڑھے ان دونوں نے ٹوکریاں نیچے پھینکی اور مڑ کر سرپٹ بھاگ نکلی۔

حاتم پیچھے بھاگنے لگا تو علیزے نے روکا۔ارے جانے دو دفع کرو۔اور واپسی کیل ئے چل پڑی۔ایک بات سمجھ نہیں آئی علیزے۔حاتم نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا

کونسی بات علیزے نے ابرو اچکا کے پوچھا

یہ لوگ ہمیں نقصان کیوں نہیں پہنچا رہی؟ بس آتی ہیں اور بھاگ جاتی ہیں۔

پہلی بات یہ کہ انہیں ہمیں نقصان پہنچائے بغیر بیہوش کر کے ساتھ لے جانے کی ہدایت ہو گی۔ یا پھر سادھو کے اچانک کتا بننے پر انہیں ہدایت دینے والا کوئی ی نہیں ہو گا۔ سو وہ لوگ پرانی ہدایات کے مطابق ہی بس ہمیں اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ چلتے چلتے سوچ کر بولی

دونوں ابھی سڑک سے کچھ ہی دور تھے کہ مجذوب وہاں ظاہر ہو گیا۔ اور علیزے کو مخاطب کر کے بولا

بہت اچھا کیا انہیں مارا نہیں تم نے۔ وہ لوگ ڈر کر بھاگ گ ئی ہیں اب کوئی ی نہیں آئے گا۔

وہ تسبیح اب مجھے واپس دے دو۔ اب کوئی ی خطرہ نہیں ہے۔ تم لوگ اب آرام سے پاکستان پہنچ جاؤ گے۔ علیزے اس کی آنکھوں کی ساکت پتلیوں اور سرد پن کو دیکھ رہی تھی۔

اچھا بابا جی یہ لو تسبیح۔۔۔ کہہ کے علیزے نے ایک دم اسکے گلے میں ڈال دی۔ فضا میں کچھ جلنے کی گندی سی بدبو آنے لگی اور وہ بابا چیختا چلاتا غائب ہو گیا۔

علیزے زور زور سے ہنسنے لگی۔ارے تمہیں کیا ہوا؟ حاتم کو ساکت دیکھ کر بولی۔

حاتم نے اسکا سر پکڑ کر گھما دیا۔علیزے کے تو اوسان خطا ہو گ ئے۔اب بھاگ یہ تو کالا کتا ہے۔سارے منحوس آج ہی ٹکرا رہے ہیں۔یہ کہہ کر اپنا گھاگھرا اٹھا کر بھاگنے لگی اور

جوش میں کھیتوں کو سیراب کرنے والے نالے کو دیکھے بنا گھاگھرا سنبھالنے کے چکر میں چھپاک سے اس کے اندر جا گری۔

ستیاناس

www.novelsclubb.com

اتنا بول کر باہر نکلنے چکر میں ایک بار پھر پھسلی۔حاتم نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا اور کندھے پہ لاد کر ایسی سپیڈ سے بھاگا کہ علیزے کے توڈیلے ہی باہر آگ ئے حیرت کے مارے۔

وہ ارے ارے ہی کرتی رہ گ ئی اور حاتم کتے سے دوگنی سپیڈ سے اسے لے کر سڑک پر پہنچ گیا۔وہاں ان کا میزبان کم ڈرائی یور گاڑی لے کر انہیں ادھر اُدھر ڈھونڈھ رہا تھا۔

حاتم نے اسے گاڑی کی پچھلی نشست پر پھینکنے کے انداز میں بٹھایا اور جلدی سے آگے بیٹھ کر ڈرائی یور کو جلدی گاڑی چلانے کو بولا۔

ارے برادر کیا ہوا آپ اتنا ہانپ کیوں رہے ہیں۔حاتم کے اشارہ کرنے پر اس نے سڑک پر چڑھتے ہوئے کتے کی طرف دیکھا۔اور پھر حاتم کی طرف دیکھ کر بولا

ارے ایک کتا ہی تو ہے آپ ایسے بھاگ رہے تھے مجھے لگا کوئی ی کو برا پیچھے لگ گیا۔

ارے بھائی ی گاڑی چلاؤ یہ کوئی ی عام کتا نہیں ہے کو برا سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

ہی ہی ہی۔۔۔وہ بونگے انداز سے ہنستا ہوا گاڑی لے کر آگے بڑھا اور کتا جو گاڑی کی طرف آرہا تھا سپیڈ سے اس کی طرف گاڑی بڑھائی ی۔

کتا پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ہوا۔اور واپس مڑ کر بھاگا۔

اب حال یہ تھا کہ کتا آگے آگے بھاگ رہا تھا اور گاڑی پیچھے پیچھے۔

کتے کو شاید یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کرے۔وہ بجائے سڑک سے نیچے اترنے کے سیدھا ہی بھاگے جارہا تھا۔علیزے اور حاتم کا تو ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا۔

ڈرائی یور بھی شوخی میں آکر اور تیز چلانے لگا۔اور یہ کیا کتا ہانپ کر گرا اور گاڑی اسکی ٹانگوں پر سے گزر گ ئی ی۔

اسی دم کتے کی ٹاؤں ٹیاؤں کے ساتھ ایسا لگا اور لوگ بھی بین ڈال رہے ہوں۔

ڈرائی یور نے ایک دم سے گاڑی روکی اور تینوں نیچے اتر آئے۔کتے کی دونوں ٹانگیں پچک گ ئی تھیں۔

چچ چچ چچ سادھو جی تمہاری تو ٹانگیں گ ئی۔ شکر ہے مرے نہیں۔اب اپنے بیروں اور پورنیوں کو بول تجھے اٹھا کے ہمارے پیچھے بھاگیں۔علیزے ہنستی ہوئی بولی

ڈرائی یور تو منہ کھول کے علیزے کی طرف دیکھ رہا تھا۔شاید وہ دل میں سوچ رہا ہو گا کہ باجی پاگل ہو گ ئی کتے کے ساتھ کیا باتیں کر رہی ہے۔

چلو بھائی پہلے کسی پیٹرول پمپ پہ روکنا میں اپنا حلیہ ٹھیک کروں۔پھر آگے چلیں گے وہ ہاتھ جھاڑ کے کتے کے پاس سے اٹھتی ہوئی بولی۔

پیٹرول پمپ پہ دونوں نے اپنے حلیے ٹھیک کی ئے اور دوبارہ سے اپنے سفر پہ چل پڑے۔

شام تک وہ لوگ فیروز پور پہنچ گ ئے تھے اور رات کے اندھیرے میں انہیں سرنگ میں داخل ہونا تھا۔

علیزے کو تو بہت زیادہ بھوک لگ رہی تھی مگر ڈر کے مارے کچھ کھانا نہیں چاہ رہی تھی کہ کہیں آخری ٹائم پہ کوئی ی گڑ بڑ نہ ہو جائے۔۔

وہ ڈرائی یور انہیں اپنے جیسے ایک اور نوجوان کے سپرد کر کے واپس چلا گیا تھا۔اس ن ئے آنے والے نے انہیں پاکستان کے شہر قصور تک پہنچانا تھا۔

اور علیزے کو یہ بات بعد میں پتا چلی تھی کہ وہ دونوں نوجوان پاک سپائی ی تھے اور بظاہر لوگوں کو غیر قانونی طور پہ بارڈر کراس کرواتے تھے۔جو لوگ غلطی سے بارڈر کراس کر کے یا اغوا ہو کر ان ہندوؤں کے چنگل میں پھنس جاتے تھے۔ انہیں تو ان کی منزل تک پہنچا دیا جاتا تھا۔

اور جو سمگلر یا دہشتگرد بارڈر کراس کرنے آتے تھے انہیں سرنگ میں ہی بیہوش کر کے ان کی اصلی منزل یعنی آئی ی ایس آئی ی کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جاتا تھا۔

شام ڈھلے مجذوب ان لوگوں کے لیئے دال روٹی لے کر آیا تھا۔علیزے اسے بھی گھور گھور کر دیکھنے لگی۔ مجذوب ہنس کر بولا ڈال دے میرے گلے میں بھی تسبیح تاکہ تیری تسلی ہو جائے۔

علیزے نے سچ مچ اٹھ کر ڈال دی تسبیح اور سب ہنسنے لگے۔ کھانا کھاتے ہوئے مجذوب نے ہی اس نوجوان کی اصلیت کے بارے میں انہیں بتایا تھا۔اور علیزے کے دل میں اپنے اس فوجی بھائی کیلیئے احترام پیدا ہو گیا تھا۔

اب انہیں رات گہری ہونے کا انتظار تھا پھر مجذوب نے انہیں سرنگ تک ساتھ جا کے چھوڑنا تھا۔علیزے تو کھانے کے بعد اس چھوٹے سے گھر کے دوسرے کمرے میں جا کے سو گئی جہاں انہیں ٹھہرایا گیا تھا۔

رات کے قریب ایک بجے اسے جگایا گیا تھا۔وہ جلدی سے اٹھ کے ہاتھ منہ دھو کر تیار ہو گئی تھی۔

اس کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا کسی انہونی کے ڈر سے۔اب بس آخری پڑاؤ تھا اور وہ لوگ بھی انہیں روکنے کیلئے کسی آخری حد تک جائیں گے۔شاید اسی لئے مجذوب کریم بابا نے ساتھ چلنے کا بولا تھا۔

*****

سب لوگ گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔علیزے نے گھر سے نکلتے وقت آیت الکرسی کا حصار کر لیا تھا خود پہ۔اسکا دل بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

اور وہی ہوا جیسے ہی وہ لوگ تھوڑا سا سفر طے کر کے جنگل والی سڑک پہ آئے۔

اچانک ایسا لگنے لگا جیسے گاڑی کو زور زور سے دونوں سائیڈوں سے دھکے لگ رہے ہوں۔اتنے زوروں کا طوفان اچانک سے شروع ہو گیا تھا کہ درختوں کے ٹہنے ہوا کے دباؤ کی وجہ سے زمین کے ساتھ ٹکرا رہے تھے۔

علیزے تو آیات پڑھ رہی تھی ساتھ تسبیح بھی ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ حاتم ڈرائی یور یعنی فوجی جوان سے اس بے وقت کے طوفان کے بارے میں پوچھ رہا تھا جب کہ کریم بابا خاموشی سے مطمئن انداز میں باہر دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر تک تو وہ لوگ آہستہ آہستہ چلتے رہے مگر پھر ایسا ہوا کہ گاڑی آگے بڑھانے کی کوشش کرتے تو اوپر اٹھنا شروع ہو جاتی تھی۔

تنگ آ کے ڈرائی یور نے گاڑی کا سوئچ آف کر دیا اور باہر دیکھنے لگا۔ مگر طوفان تھا کہ کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جب آدھے گھنٹے تک وہی صورتحال رہی اور گرج چمک کے ساتھ بارش اور اولے پڑنے لگے تو فوجی جوان جسکا نام کیپٹن حماد تھا نے تشویش سے مجذوب کی طرف دیکھا۔

باباجی اگر دس منٹ اور یہی حال رہا تو گاڑی کی فرنٹ سکرین ٹوٹ جائے گی۔

اسکی بات سن کر مجذوب نے سر ہلایا اور باہر نکل کر زوردار آوز سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ نعرے کی آواز اتنی گونج دار تھی کہ ایک پل کیل ئی ے تو علیزے اور حاتم کے دل بھی دہل گ ئی ے تھے اس پر جلال نعرے کو سن کر۔

ایک دم جیسے جادو سا ہوا۔ اولے اور بارش یکدم رک گ ئے۔ ہوا البتہ بدستور چل رہی تھی۔ مجذوب نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر ہاتھ کی مٹھی بنا کر پھونک ماری اور مٹھی سامنے کی طرف کھول دی۔

ایسا لگا جیسے روشنی سی بکھر گ ئی ہو اور سامنے پانچ رنگ برنگے سادھو اور پنڈت لائی ن بنا کر کھڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

تم لوگ باہر مت نکلنا شیشے اوپر چڑھا لو۔ باباجی نے کھڑکی کے پاس ہو کے ان لوگوں کو ہدایت کی اور گاڑی کے آگے جا کر کھڑے ہو کے انہیں آواز دی۔

کیا چاہتے ہو تم لوگ؟ بہت کر لی ئے کھیل تماشے اب سامنے سے ہٹ جاؤ اور ہمیں جانے دو۔

تم جانتے ہو بابا کریم کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ ہمارے راستے میں مت آؤ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ چاہو تو چھوری کو لے جاؤ مگر یہ چھورا تو کالی ماں کی بلی ضرور چڑھے گا۔

ایک پنڈت اکڑتے ہوئے بولا۔ بابا کریم نے گاڑی کے گرد چکر لگاتے ہوئے کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ ہندو اپنی اپنی جگہ پہ کھڑے تلملا رہے تھے مگر بابا کریم کو روکنے کیلئے زبان تک نہیں ہلا پا رہے تھے۔

جیسے ہی پڑھائی ختم کر کے بابا نے چکر مکمل کی۔ ان لوگوں کی جیسے زبان کھل گئی۔

www.novelsclubb.com

یہ تم اچھا نہیں کر رہے کریم بابا۔ ہمارے راستے میں مت آؤ۔

اچھا۔۔۔ لو میں ہٹ گیا۔ اگر ہمت ہے اور لے جا سکتے ہو تو لے جاؤ لڑکے کو۔

ایک پنڈت بڑا اکڑتا ہوا آگے بڑھا۔ہاتھ میں ڈنڈا پکڑا ہوا تھا۔جیسے ہی اس نے ڈنڈا کھڑکی کے شیشے پر مارا ایسے لگا جیسے ڈنڈا کسی ربڑ کے ساتھ ٹکرایا ہو۔

وہ چیخ مار کے دور جا گرا

اسکی حالت دیکھ کے باقی سب محتاط ہو گئے۔ایک سادھو نے اپنے کندھے کے ساتھ لٹکے ہوئے تھیلے میں سے راکھ سی نکالی اور اس پہ کچھ پڑھ کر پھونکا اور پھر گاڑی کی طرف ہاتھ کر کے پھونک مار دی۔

پھر بڑے آرام سے چلتا ہوا آیا اور گاڑی کا دروازہ کھولنے کو جیسے ہی ہینڈل پر ہاتھ رکھا چرر کی آواز کے ساتھ جلنے کی بو سب نے محسوس کی۔اس نے تڑپ کر ہاتھ ہٹایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تھوڑی دیر میں پھر ظاہر ہوا اور ہاتھ کے اشارے سے دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا مگر ہر کوشش پہ ایک چیخ بلند ہونے پر بابا کریم کو گھورتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

اس بار سب نے مل کر حملہ کرنے کا سوچا۔اور ایک ساتھ دھونی رما کر بیٹھ گ ئی ے اور اونچی آواز میں کوئی ی اشلوک پڑھنے لگے۔اس کے ساتھ ہی فضا میں بھنبھناہٹیں سی ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ آوازیں اتنی اونچی ہو گ ئی یں کہ ان سب کو لگنے لگا جیسے گاڑی میں بیٹھے رہے تو ان کے کانوں کے پردے پھٹ جائی یں گے۔

اس سے پہلے کہ علیزے دروازہ کھول کر باہر نکلتی۔کریم بابا کی آواز ان سب کے دماغوں میں گونجی۔

کیا مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ شیطان کے وسوسے سے بچنے کیل ئی ے کیا پڑھنا ہے تم سب نے؟

اور اسی دم ان تینوں نے چونک کر سورہ الناس کا ورد شروع کر دیا

ایسا لگا جیسے جلتی آگ پہ اولے گر کر ٹھنڈک پڑ گ ئی ہو۔وہ لوگ اور زور سے پڑھنے لگے اور بھنبھناہٹیں کم ہونے لگیں۔

ایک پنڈت بھنا کر اٹھا اور کریم بابا کے پاس آیا۔۔۔کیوں اپنی جان کے دشمن بنے ہو ہٹ جاؤ ہمارے راستے سے۔اس چھورے کو تو ہم لے کر ہی جائیں گے۔

ہمیں خواجہ نظام الدین اور ان کے گدی نشینوں کا خیال ہے ورنہ اب تک تمہیں جلا کر راکھ کر دیا ہوتا۔

تم لوگ میری فکر مت کرو اور ان پاک ہستیوں کے نام اپنی پلید زبان سے مت لو تم لوگوں کیلئے میں ہی کافی ہوں۔اور بھی کوئی ہتھکنڈا رہ گیا ہے تو آزما لو پھر میں ایک ہی وار کروں گا۔

جلدی کرو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔کر لو کوئی اور کھیل تماشہ۔

پنڈت غصے سے فوں فوں کرتا واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا اور اپنے تھیلے میں سے آٹے اور ماش کا بنا ہوا پتلا نکال کے سامنے رکھ لیا اور سوئیاں نکال کے سب کو پکڑائی اور سب مل کر کچھ منہ ہی منہ میں بدبدانے لگے۔

اب یہ وار خطرناک تھا جسے روکنا ضروری تھا۔اگر وہ لوگ حاتم کے پتلے میں سوئی یاں چبھو دیتے تو شاید کریم بابا بھی کچھ نہ کر پاتے۔

انہوں نے جلدی سے کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔اتنے میں گاڑی کے پیچھے سے ایک روشنی سی نمودار ہوئی اور پھر بابا کریم کے کندھے پہ کسی نے ہاتھ رکھا۔

انہوں نے مڑ کر دیکھا اور طمانیت سے مسکرائے۔اور ہلکی سی آواز سے علیزے کی کھڑکی بجا کر تسبیح مانگی۔اور جیسے ہی علیزے نے تسبیح پکڑائی اسے کھڑکی بند کرنے کا اشارہ کر کے دونوں نے تسبیح ہاتھ میں لے کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا اور اونچی آواز میں پڑھائی شروع کر دی۔

www.novelsclubb.com

آوازیں سن کر سارے پنڈت اور سادھو اچھل پڑے اور ایک پنڈت نے جلدی سے سوئی پتلے کی دائیں ران میں چبھو دی۔

حاتم نے ہلکی سی چیخ ماری۔اسکی دائیں ران سے خون نکل کر اسکی پینٹ بھگونے لگا۔علیزے نے بدحواسی میں اپنے پرس میں سے چھوٹا ٹاول نکال کے اسکی طرف بڑھایا۔

حماد نے جلدی سے رومال پکڑ کر اسکی ٹانگ پر دبایا جس سے اس نے اور زور سے سسکی لی۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی چھری اسکے گوشت میں دھنستی جا رہی ہو۔

دونوں بزرگوں نے پر جلال آواز میں نعرہ تکبیر بلند کیا اور تسبیح کو اپنی اپنی طرف کھینچ کر اسکی ڈوری توڑ دی اور منکے ان لوگوں کی طرف اچھال دیئے۔

پھر تو ایسا لگا جیسے بھونچال آگیا ہو سینکڑوں چیخیں اور رونے بین کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔جیسے جیسے منکے ان لوگوں کی طرف بڑھ رہے تھے ان کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔

سب سے پہلے وہی پنڈت پتلا پھینک کر بھاگا جس نے سوئی جبھوئی تھی اور اسکے پیچھے باقی سب بھی چیختے چلاتے غائب ہونے لگے۔

تھوڑی دیر میں ایسا لگنے لگا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ کریم بابا نے پتلا اٹھا کر مرشد کے حوالے کیا۔ انہوں نے آہستگی سے سوئی نکالی اور حاتم ایک بار پھر سے تڑپ اٹھا۔

کیپٹن حماد گاڑی کی ڈگی میں سے فرسٹ ایڈ کا سامان نکال کے لے آیا اور علیزے گاڑی سے باہر نکل گئی تاکہ وہ لوگ آرام سے مرہم پٹی کر سکیں۔

مرشد نے کریم بابا کو پتلا پانی میں پھینک کر آنے کی ہدایت کی تاکہ گھل جائے اور دوبارہ کسی کے کام کا نا رہے۔ جب تک مرہم پٹی ہوئی کریم بابا بھی واپس آگئے تھے۔

مرشد نے تسبیح علیزے کو دوبارہ دے دی اور کہا کہ جب کبھی مشکلات میں پھنسے تو اس تسبیح پر اسما الحسنیٰ کا ورد کرے۔ علیزے نے تسبیح لے کر بیگ میں رکھ لی تھے

اور تعویزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہدایت کی کہ پاکستان پہنچ کر دونوں تعویز کیپٹن کو دے دیں۔

کچھ دیر میں وہ لوگ گھنے جنگل میں سفر کر رہے تھے۔علیزے فرنٹ سیٹ پہ جب کہ حاتم اور دونوں باباجی پیچھے بیٹھ گ ئے تھے۔

ایک جگہ جھاڑیوں کے جھنڈ میں گاڑی کھڑی کر دی گ ئی اور ان لوگوں کے باہر نکلنے پر کیپٹن نے بڑی مہارت سے گاڑی کو چلا کے گھنی جھاڑیوں میں کھڑی کر کے بڑی مہارت سے جھاڑیوں کے ساتھ چھپا دی۔اب کوئی ی پہلی نظر میں نہیں جان سکتا تھا کہ وہاں کوئی ی گاڑی کھڑی ہے۔

www.novelsclubb.com

تھوڑا پیدل چلنے کے بعد وہ لوگ ایک ٹوٹے پھوٹے شکاری کیبن کے پاس پہنچے۔ دونوں بزرگ محتاط نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ کر پڑھ پڑھ کر حصار باندھ رہے تھے۔

کیبن ک اندر پہنچ کر کیپٹن نے ایک کونے میں سے گھاس پھونس ہٹا کے ایک چھوٹے سے گڑھے میں سے ایک ریموٹ کنڑول نکالا اور بٹن دبایا۔

ہلکی سی کلک کے ساتھ کونے میں ایک آدمی کے اترنے کیلیۓ شگاف سا بن گیا۔کیپٹن دونوں بزرگوں سے اجازت لے کے پہلے خود اتر گیا پھر حاتم اور آخر میں علیزے اترنے سے پہلے سر جھکا کر دونوں پزرگوں سے دعائیں لی اور واپس مڑی۔

بیٹی وہ فطرت سے بغاوت کر کے یہاں آ تو گیا ہے مگر واپسی پر اسکے لیۓ سارے دروازے بند ہو چکے ہوں گے۔ایسے میں اگر وہ تمہارا سہارا مانگے تو اسے انکار مت کرنا۔

جی بابا جی۔علیزے کو سمجھ تو نہیں آئی تھی مگر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا اور شگاف میں اتر گئی۔ان کے اترنے کے بعد کیپٹن نے ریموٹ سے ہی شگاف بند

کیااور شگاف کے بند ہوتے ہی سائی یڈوں سے مٹی اس تختے کے اوپر گر کر اسے چھپا چکی تھی۔

وہ لوگ شائی دایک گھنٹہ چلے ہوں گے۔بیچ میں دو بار رک کر حاتم کی ٹانگ کا زخم چیک کر کے اور سانس درست کر کے آخر کار وہ لوگ اپنی پاک دھرتی پر پہنچنے والے تھے۔حیرت انگیز طور پر سرنگ میں گھٹن نہیں تھی اسی لئے انہیں زیادہ دقت نہیں ہوئی ی تھی۔

سرنگ کے کنارے کے پاس پہنچ کر کیپٹن نے ریموٹ کا کوئی ی بٹن دبایااور ایک تختہ سائی یڈ پہ ہٹ گیا۔وہ لوگ کسی گھر کے تہ خانے میں نکلے تھے۔

کیاہم پاکستان پہنچ گ ئی ے؟جی بھائی ی

حاتم کے سوال پر کیپٹن نے شائی ستگی سے جواب دیااور انہیں لے کر اوپر ایک حال کمرے میں آگیا۔

علیزے کوئی بڑی محب وطن نہیں تھی۔ مگر اس ٹائم اسے لگ رہا تھا وہ اپنی جنت میں واپس آ گئی ہے۔ اسکا دل کر رہا تھا کہ وہاں ہی سجدے میں گر کر اللہ کا شکر ادا کرے۔

کیپٹن نے انہیں بٹھا کر انٹر کام سے ان کیلئے جوس منگوایا اور خود اپنے بڑوں کو رپورٹ کرنے چلا گیا۔

ایک چھوٹا سا لڑکا ان کیلئے جوس لے کر آیا اور انہیں بتایا کہ کیپٹن کی ہدایت کے مطابق ان کیلئے کمرے تیار ہیں۔ جوس پینے کے بعد وہ انہیں وہاں چھوڑ دے گا۔

تھکن اور نیند تو دونوں کو ہی آ رہی تھی اور حاتم کو پین کلر انجکشن بھی لگا ہوا تھا۔ سو انہوں نے جلدی جلدی جوس ختم کیا اور کمروں میں جانے کیلئے اٹھ گئے۔

چھوٹے مگر صاف ستھری سنگل بیڈ کمرے تھے۔ حاتم تو جاتے ہی سو گیا مگر علیزے وضو کرنے کیلئے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

آخر اسے شکرانے کے نوافل بھی تو پڑھنے تھے۔اور اس کے بعد تو آنے والے دنوں میں علیزے کی سوتیلی ماں کی شامت آنے والی تھی علیزے کے ہاتھوں۔

******

جوس پی کر وہ لوگ سو گئے اور جب اٹھے تو کسی اور ہی جگہ پہ تھے۔علیزے بہت حیران ہوئی ی۔وہ اٹھ کر باہر آئی ی تو کمرے کے ساتھ ہی چھوٹے سے کچن میں ایک لڑکی برتن دھو رہی تھی۔علیزے کے مخاطب کرنے پر مڑی اور ہنس کر بولی آپ ضرور اپنی یہاں موجودگی پر حیران ہوں گی۔

فکر نہ کریں آپکو میں اور میری سسٹر اٹھا کر لائی ی ہیں اور آپکے بھائی ی کو حماد بھائی ی اور میرے بہنوئی ی۔

میرا بھائی ی اَسْتَغْفِرُاللہ

علیزے نے جھرجھری لے کر سوچا پھر جلدی سے بولی

وہ میرا بھائی نہیں دوست ہے جو امریکہ سے میرے ساتھ ورلڈ ٹور پہ نکلا تھا اور ہم انڈیا دیکھنے گئے اور وہاں پھنس گئے۔علیزے نے لمبی لمبی چھوڑنا شروع کر دی اور دل ہی دل میں ورلڈ ٹور والی بات پہ ہنسی۔

اچھا آپ کہاں کہاں گئے ہیں اب تک؟ وہ دلچسپی لیتے ہوئے بولی۔دونوں اب کچن کی ڈائی ننگ چیئرز پر بیٹھ گئی تھیں۔

پہلے امریکہ گھومے پھر مصر گئے پھر انڈیا اور اب یہاں۔

اس کے بعد کہاں جائیں گے؟اس نے آگے کا پلان جاننا چاہا مگر علیزے تو کسی سوچ میں گم تھی۔

www.novelsclubb.com

کیا ہوا؟آپ یہی سوچ رہی ہیں نہ کہ وہاں اس گھر سے کیوں چوروں کی طرح نکالا آپکو؟

دراصل وہ سیکرٹ ہاؤس ہے۔وہاں سے یہاں کا فاصلہ بھی بہت زیادہ نہیں ہے۔ مگر چونکہ وہ بارڈر کراس کرنے کیلئے مخصوص پوائنٹ ہے تو اسے کسی کی نظر میں نہیں آنا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے لوگ بھی بارڈر کے ادھر اُدھر کی ئے جاتے ہیں سب کو جوس پلایا جاتا ہے۔وہ اپنی بات کہہ کر خود ہی ہنس دی۔

اسکی بات سن کر علیزے کی بھی ہنسی نکل گ ئی۔واقعی جوس پی کر تو کوئی بھی آپ لوگوں کے خلوص پر شک کی ئے بنا ادھر سے اُدھر پہنچ سکتا ہے۔

کچھ ہی دیر میں دونوں کافی اچھی دوستیں بن گ ئی تھیں۔علیزے کو شروع سے ہی اس کی آیا یعنی موجودہ سوتیلی ماں نے کبھی کسی سے دوستی نہیں کرنے دی تھی۔

امریکہ جا کے بھی بس یونی اور جاب۔دوستی کا تو ٹائم ہی نہیں تھا۔سو یہ سادہ سی نرم دل لڑکی جسکا نام تو دعائے سحر تھا مگر علیزے نے اسے صرف دعا کہنے پہ ہی اکتفا کیا تھا۔علیزے کے دل میں اپنی جگہ بنا چکی تھی۔

اسکے بہن اور بہنوئی دونوں ہی ملٹری میں تھے مگر وہ خود کو ناولز کی ہیروئین کی طرح ملٹی ٹیلینٹڈ ثابت کرنے کیلئے آرمی ٹریننگ سکول میں کافی سارے کورسز جوائن کر کے بری طرح پھنس گئی تھی۔اب نہ چھوڑ سکتی تھی اور نہ کر پا رہی تھی۔

ویسے وہ رضاکار بھی تھی۔ کہیں بھی کوئی قدرتی آفات یا کوئی دہشتگردی سے متاثرہ علاقہ ہوتا۔وہاں اپنی اکیڈمی کی رضاکار ٹیموں کے ساتھ جایا کرتی تھی۔

حاتم کے اٹھنے تک وہ لوگ بہت ساری باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ

کھانا بھی بنا چکی تھیں۔علیزے بھی بہت سارے دنوں بعد ریلیکس تھی سو اس نے حاتم کیلئے پاستہ بنایا تھا۔

پاستہ بناتے ہوئے علیزے نے اسے حاتم کے اس کے اپارٹمنٹ کی بالکنی سے آ کے پاستہ چوری کر کے کھانے کا قصہ سنایا تو وہ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو گئی۔

حاتم اٹھ کر باہر آیا تو وہ بھی جگہ بدل جانے پر حیران ہو رہا تھا۔علیزے کے بتانے پر وہ بھی جوس والی بات پہ ہنس پڑا۔

کھانے کے ٹائم پہ کیپٹن حماد اور دعا کے بہن بہنوئی ی بھی آگ ئے تھے۔دعا کی بڑی بہن بشریٰ بھی بہت خوش مزاج تھی۔

کھانے کے دوران وہ لوگ ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے۔کیپٹن کے پوچھنے پہ علیزے نے حاتم کی ٹائم ٹریولنگ سے لے کر مصر اور انڈیا کے ایڈونچرز تک کے بارے میں ان لوگوں کو تفصیل سے بتایا۔

حاتم کے ہیروں اور مصر کے خزانے کے بارے میں بتانے پر وہ لوگ کافی حیران ہوئے تھے اور انہیں بتایا کہ ان لوگوں نے بھی خبریں سنی تھیں۔مگر خبروں میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں کیا گیا تھا کہ اجنبی کے لباس پر ہیرے تھے

اور مصر کی تو کوئی ی بھی بات نہیں سامنے آئی ی تھی۔

خیر اب تم لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟ کیپٹن نے علیزے سے پوچھا

کچھ نہیں اب کچھ دن اپنے باپ کے پیسوں پہ عیش کریں گے اور سوتیلی ماں سے پیار وصول کریں گے۔ پھر اپنے باپ کے ہی شپ پر ساؤتھ افریقہ جائیں گے۔ وہاں کے کسی وچ ڈاکٹر سے کوئی ی نہ کوئی ی مدد تو مل ہی جائے گی نہ

ویسے کیپٹن جہاں آپ نے اتنی مدد کی ہے وہاں تھوڑی سی اور کر دیں۔ مجھے جعلی نکاح نامہ چاہئے۔

کیا مطلب؟ سب حیران ہوئے

مطلب یہ کہ میں حاتم کو اپنا ہسبینڈ شو کروانا چاہتی ہوں گھر جا کے۔ تاکہ کوئی ی اس کے ساتھ بد تمیزی کرنے کا سوچ بھی نہ سکے۔

تم جعلی کے بجائے اصلی نکاح نامہ ہی لے لو نکاح کر کے۔ دعا علیزے کے کان کے پاس بولی اور پھر اسکے کمر پر زور سے چکی کاٹنے پر سی کر کے تڑپ کے اٹھ گ ئی۔

کیا ہوا؟ سب اسکو دیکھنے لگے۔ نہیں کچھ نہیں شاید کوئی ی کیڑا تھا۔ آہو تمہارے دماغ میں کیڑا ہے علیزے دانت پیس کر بولی اور سب ہنس دئی یے۔

اگلے دن علیزے کو جعلی نکاح نامہ مل گیا تھا اور وہ لوگ لاہور جانے کیل ئی ے نکل پڑے۔ چلنے سے پہلے علیزے ان سب کو اپنے گھر پہ انوائی یٹ کر کے آئی ی تھی اور اپنے انٹر نیشنل اکاؤ نٹ کی ایک بڑی رقم کا چیک بصد اصرار کیپٹن کو یہ کہہ کر دے آئی ی تھی کہ کسی ضرورت مند کی مدد کر دیں۔

لاہور پہنچ کر اس نے سب سے پہلے تو خود کی اور حاتم کی ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی۔ اسکی سوتیلی ماں کے منع کرنے کے باوجود اس کے بابا ہر ماہ ایک بڑی رقم اس کے اکاؤ نٹ میں جمع کرواتے تھے۔

اس نے اب تک وہ رقم استعمال نہیں کی تھی مگر اب اسے اپنی سوتیلی کو جلانا تھا تو ماڈرن بن کے حاتم کے بازو میں بازو ڈال کے جیسے ہی وہ کوٹھی کے اندر داخل ہوئی ی۔ وہاں لان میں چلتی ہوئی ی پارٹی ایک پل کیل ئے رکی تھی۔

سب لوگ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گ ئی ے تھے۔وہ شانِ بے نیازی سے سید ھی چلتی گ ئی۔نو کروں نے بھاگ کر ان کا سامان اٹھایا تھا۔

سو تیلی ماں اپنی جگہ پہ ساکت کھڑی اس لڑکی کو دیکھتی رہ گ ئی جسے اس نے بڑے جتن کر کے نکلوایا تھا وہاں سے۔

وہ لوگ سید ھے اپنے کمرے میں جا کر رکے تھے۔حاتم تو اس کے کمرے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔اتنا بڑا اور شاندار کمرہ۔

فرش پہ میرون رنگ کا اتنا موٹا اور نرم قالین تھا کہ لگ رہا تھا جیسے مخمل پہ چل رہے ہوں۔دیواروں پہ سفید پینٹ اور بیڈ پہ بھی سفید چادر اوپر میرون اور سفید کمفرٹر۔ اور کھڑکی پہ سفید اور میرون پردے۔

ایک پل کیل ئی ے تو حاتم مسحور سا دیکھے گیا۔دیواروں پہ علیزے کی بڑی بڑی تصویریں دیکھ کر بولا

علیزے تم ان تصویروں میں کتنی پیاری لگ رہی ہو؟

ہییں؟ کیا مطلب ایسے میں بری لگتی ہوں؟ وہ سائیڈوں پہ ہاتھ رکھ کے لڑاکا عورتوں کی طرح پوچھنے لگی۔

ارے نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا

اچھا کیا مطلب تھا تمہارا؟

ارے کچھ نہیں میری ماں تم یہ بتاؤ کہ وہ سب کون تھے باہر اور تم کسی سے ملی کیوں نہیں؟

ابھی اپنا موڈ خراب کرنے کا میرا زرا دل نہیں ہے صبح بہت اچھے سے ملوں گی اور تمہیں بھی ملواؤں گی۔

کھانا وہ لوگ باہر سے کھا کر آئے تھے اسل ئے علیزے نے نوکروں کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ کوئی بھی صبح سے پہلے اس کے کمرے کی طرف نہ آئے۔

اچھا اب ایسا ہے کہ بیڈ ایک ہی ہے دونوں تو سو نہیں سکتے۔ تو ایک بندے کو نیچے سونا پڑے گا۔

ارے اتنا بڑا آدھے کمرے جتنا بیڈ ہے دونوں بھی تو سو سکتے ہیں؟

نہیں تم سو جاؤ۔ اسے بول کے خود لائٹ بند کر کے صوفوں والی سائیڈ پہ جا کے صوفہ کم بیڈ کھول کے اس پہ لیٹ گئی اور آئندہ کا لائحہ عمل سوچنے لگی۔

اسے سوتیلی ماں کو ایسی ایسی چوٹ پہنچانی تھی کہ اس کی ساری چالیں دھری رہ جاتیں۔ اس پلان میں اسے حاتم کی بھی ضرورت تھی۔

www.novelsclubb.com

*****

اگلی صبح علیزے کیلئے بہت شاندار تھی۔ وہ نماز کیلئے اٹھی تو حاتم کو بھی جگا دیا۔ نماز کے بعد اس نے کٹنی آنٹیوں کی طرح حاتم کا برین واش کر کے اسے اس گھر میں مالک کی طرح رہنے کے سارے گر سکھائے۔

اور پھر دونوں چینج کر کے واک کیلئے نکل گئے۔واپس آئے تو سوتیلی لان میں ہی چکر کاٹ رہی تھی۔ان دونوں کو دیکھ کے تیر کی طرح علیزے کی طرف بڑھی۔

علیزے اگنور کر کے پاس سے گزرنے لگی تو اسکا بازو پکڑ کے بولی

کون ہے یہ لڑکا۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی کسی غیر لڑکے کو گھر پہ لانے کی اور پھر اسے اپنے بیڈ روم میں سلانے کی؟

علیزے کو وہ پل یاد آیا جب اس سوتیلی نے اپنے لفنگے بھانجے کے ساتھ اسے پھنسانے کی کوشش کی تھی اور جب علیزے نے اس کی ناک توڑ دی تھی تو اس عورت نے الٹا علیزے پر بدکرداری کا ٹھپہ لگا کر اسے اسکے باپ کے سامنے ذلیل کیا تھا۔

اور اسکے باپ نے بھی اس عورت کے کہنے میں آ کر اپنی اکلوتی بیٹی پر یقین کرنے کی بجائے اسے خالی ہاتھ بے یار و مددگار ملک سے باہر بھجوا دیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگر اسکی ماں کی پراپرٹی وہاں نہ ہوتی تو اسکا پتا نہیں کیا حال ہوتا۔اس سب کو یاد کر کے علیزے کے لہو میں شرارے دوڑنے لگے۔

اس نے سوتیلی کا وہ ہاتھ جس سے اس نے علیزے کا بازو جکڑا ہوا تھا مروڑ کے جھٹک دیا۔اور اسکا منہ دبوچ کر ہلکی آواز میں غرائی ی۔میرے ہی گھر میں کھڑی ہو کر میرا کھاتی ہو اور مجھی پر بھونکنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی؟

اپنی اوقات میں رہ کر بات کرنا مجھ سے۔اب میں وہ علیزے نہیں ہوں جسے تم نے بڑی آسانی سے چال چل کر نکلوا دیا تھا۔

یہ میری ماں کا گھر ہے اور میرے نام ہے۔دوبارہ یہاں اپنے دو ٹکے کے یاروں کو بلا کر پارٹی کرنے کا سوچنا بھی مت۔اتنا پارٹیز کا شوق ہے تو اپنے باپ کے اس ڈربے میں جا کے کر جہاں سے میرا باپ تمہیں میری نوکرانی بنا کر لایا تھا۔

اور میری پرسنل لائف کے بارے میں سوال کرنے کا حق اب میرے باپ کو بھی نہیں ہے۔چل اب ہٹ راستے سے منحوس کالی بلی صبح صبح ہی راستے میں آگ ئی۔

اتنا کہہ کر اسے ایک سائیڈ پہ دھکا دے کر ہاتھ جھاڑتی ہوئی اندر کی طرف چلدی۔حاتم اپنی ہنسی ضبط کرتا ہوا چپ چاپ ساتھ چلنے لگا۔

ہال میں ڈائی ینگ ٹیبل پر جا کے بیٹھی تو نوکروں کی فوج اکٹھی ہو گ ئی۔شیف نے نفاست سے ان دونوں کے آگے اورنج جوس لا کے رکھا۔

جوس پیتے ہوئے اس نے سب کا حال احوال پوچھا اور حاتم کے بارے میں بتایا کہ وہ اس گھر کا نیا مالک ہے اور اسکی عزت میں کمی نہیں ہونی چاہئ یے۔

نوکر تو پہلے بھی سب علیزے کو پسند کرتے تھے اور ابھی ابھی جو سوتیلی کی درگت کر کے وہ اندر آئی ی تھی وہ تو گلاس وال سے سب نے دیکھی تھی۔اس عورت کو کوئی ی بھی پسند نہیں کرتا تھا نا آیا کے روپ میں نا مالکن کے۔علیزے کے واپس آنے پہ سب بہت خوش تھے۔

جوس پی کر دونوں کمرے میں آگ ئے اور تھوڑا ریسٹ کر کے تیار ہو کے دونوں ناشتے کی ٹیبل پہ آئے تھے۔علیزے تو حیران ہو کے ان حرام خوروں کو دیکھ رہی

تھی جنہوں نی ادھر ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔اور وہ سب یقیناً سوتیلی کے رشتے دار تھے۔

بیس لوگوں کی ڈائی ینگ ٹیبل اور صرف چار کرسیاں خالی تھیں۔سوتیلی اپنی ریشمی ساڑھی کا پلو سنبھالتی ہوئی ی ابھی سربراہی کرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ علیزے نے ٹانگ مار کے کرسی پیچھے ہٹادی اور یہ سوتیلی دھڑام سے زمین بوس۔

ارے دھیان سے آیا جی ذبردستی دوسروں کی جگہ سنبھالنے کی کوشش کریں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔اگلی بار دھیان سے کسی اور کرسی پر بیٹھنا۔

دو لڑکیوں نے آگے بڑھ کر اسکے بازو پکڑ کر اٹھایا تھا۔اور وہ جھٹکے سے بازو چھڑا کے تن فن کرتی وہاں سے واک آؤٹ کر گ ئی۔علیزے حاتم کو اس کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتی اسکے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گ ئی۔

شیف علیزے سے ناشتے کا پوچھنے آیا تو وہ اونچی آواز میں بولی۔ارے میری سوتیلی ماں نے اتنے سارے فقیر بلا کے رکھے ہیں پہلے ان کو دو نا بیچارے بھوکے ہوں گے بہت۔

اے لڑکی تم ہو کون؟ کب سے دیکھ رہی ہوں چپڑ چپڑ کی ئے جا رہی ہو۔ہم تمہیں شکل سے فقیر لگ رہے ہیں؟ایک پان شدہ منہ والی بڑی بی تنک کر بولی۔

میں تو جو کوئی ی بھی ہوں بڑی بی لیکن تم لوگ تو شکلوں سے ہی فقیر لگ رہے ہو اس آیا کو میرے باپ نے سر پہ بٹھالیا اور وہ اپنی اوقات بھول گ ئی اور اپنے خاندان کے سارے فقیر میرے گھر میں جمع کر لی ئے حرام خوری کرنے کو۔

پھر بریڈ پہ جیم لگاتی ہوئی ی نوکروں کے ہیڈ کو مخاطب کر کے بولی۔

ان حرام خوروں کو ناشتہ کروا کے چلتا کرو۔مجھے دوپہر تک کوئی ی بھی ادھر نظر نہیں آنا چاہئی ے۔اور جو نہ جانا چاہے اسے اسکے سامان سمیت اٹھا کے باہر پھینک دینا۔

اسکی بات سن کر سب ایک ایک کر کے وہاں سے کھسک گ ئی ے۔اور وہاں صرف وہی دونوں رہ گ ئی ے تو حاتم حیرت سے بولا

یہ سب کیا ہے علیزے؟ یہ سب لوگ اپنے گھر چھوڑ کر ادھر کیوں جمع ہیں؟

میں کیا بتاؤں یار میں تو خود حیران ہوں یہ سب دیکھ کے۔

میری مام ملک کے بہت بڑے بزنس مین کی اکلوتی بیٹی اور خود بھی بہت بڑی بزنس ٹائی یکون تھیں۔ان کی شپنگ کمپنی انٹر نیشنل لیول پہ جانی جاتی تھی۔میرا باپ ان کے آفس میں کام کرتا تھا ایک غریب مگر خوبصورت جوان۔

نہ جانے کب اور کیسے مام کو میرا باپ پسند آگیا۔نانا نے پہلے تو سٹیٹس کے فرق کو لے کے انکار کیا مگر پھر مام کی ضد اور اور اصرار پر مان گ ئے۔

اس میں کوئی ی شک نہیں کہ میرا باپ بہت محنتی اور موقع ملنے پر دو کو چار بنانے والا انسان تھا۔

شادی ہو گ ئی اور نانا نے سارا کچھ میری مام کے نام کر دیا۔ کچھ عرصہ تو سب ٹھیک رہا۔ پھر میری پیدائی ش پر میری مام بیمار ہو گ ئی یں تو میرے ل ئی ے میری دادی کے کہنے پر میرے باپ نے اپنے رشتے داروں میں سے یہ آیا رکھی۔

یہ مجھ پر دھیان دینے کی بجائے میرے باپ کے ار گرد گھومتی رہتی۔ اور جب میری مام نے اسے ڈانٹا تو میرے باپ نے میری مام سے جھگڑا کیا۔

اس سے اگلے ہی دن میری مام نے وکیل کو بلوا کے ساری جائی یداد میرے نام کر دی اور میرے باپ کو میرے اٹھارہ سال کی ہونے تک کی ئی ر ٹیکر بنا دیا۔

یہ بات میرا باپ اب تک نہیں جانتا۔

پانچ سال تک میری مام بیمار رہیں مگر میرے باپ کے پاس اتنا ٹائی م نہیں تھا کہ دو گھڑی ان کے پاس بیٹھ کر حال پوچھ لے۔ پیسہ بنانے کے چکر میں اپنی ماں تک کو بھول جانے والے بندے سے آپ کیا امید لگا سکتے ہو۔

میرے پانچ سال کی ہونے پر مام کی ڈیتھ ہو گ ئی اور دادی نے میری ذمہ داری اٹھالی۔انہوں نے ہی میری تربیت کی۔آیا کا کام صرف میرے کپڑوں اور کھانے کا دھیان رکھنے کا تھا اور اس میں بھی وہ میرے باپ کے آنے پر ڈنڈی مار دیتی۔

میں سات سال کی ہوئی ی تو دادی بھی مجھے چھوڑ گ ئی۔میں بہت بیمار ہو گ ئی تھی۔دادی کی وفات کے بعد میرا باپ آیا تھا کچھ دن رہنے۔

تب ہی میں نے ضد کر کے سکول چینج کر لیا جس کے بارے میں مجھے اپنے کلاس فیلوز سے پتا چلا تھا کہ وہاں مارشل آرٹس بھی سکھاتے ہیں۔

میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ مارشل آرٹس کی ٹریننگ بھی لیتی رہی۔اور پھر مجھے جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کے تالے کھولنے کا بھی شوق چڑھا جسے میں نے چوری چوری اپنی پاکٹ منی سے پورا کیا۔

گھر پہ میں بالکل خاموش رہتی تھی آیا سے دبی ہوئی ی۔اور باہر ساری فرسٹریشن مارشل آرٹس کی کلاس میں نکال دیتی تھی۔میں دو دفعہ بلیک بیلٹ چیمپی ئی ن ہوں اور میرے گھر میں کسی کو نہیں پتا۔کسی کے پاس ٹائم ہی نہیں تھا جاننے کو۔ نا میرے باپ نے کبھی مجھ میں دلچسپی لی اور نہ کبھی آیا نے پوچھا۔ہاں مگر مجھے کسی سے دوستی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔بس اسی بات پہ میں اونچا بولی تو آیا نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔

اور میرے باپ کے آنے پہ پتا نہیں کیا پٹی پڑھائی ی کہ وہ اس سے نکاح کر کے میری ماں بنا کر واپس چلے گ ئے۔

www.novelsclubb.com

افوہ میں بھی کیا سٹوری لے کر بیٹھ گ ئی ہوں۔علیزے بولتے بولتے چونکی۔اسے شرمندگی بھی ہو رہی تھی کہ بے اختیاری میں حاتم کو سب بتا دیا۔

حاتم اس کے پاس بیٹھا اور اس کے ہاتھ پکڑ کر بولا

علیزے مجھے بہت اچھا لگا تم نے مجھے اس قابل سمجھا کہ اس دبنگ لڑاکو علیزے کے پیچھے چھپی ہوئی معصوم سی گڑیا سے ملا دیا۔وہ اسکی ناک دباتا ہوا بولا تو وہ ہنس دی۔

اچھا ایک بات بتاؤ تم نے اپنی پراپرٹی واپس کیوں نہیں مانگی۔چپ چاپ کیوں سب چھوڑ کے چلی گ ئی؟

میں اکیس کی ہو چکی ہوں۔چاہتی تو باپ کو ہی چلتا کرتی جب مجھ پہ الزام لگا۔مگر ابھی مجھے بزنس سیکھنا ہے۔پھر سب کو تارے دکھاؤں گی ابھی عیش کر لیں سارے۔

www.novelsclubb.com

چلو تیار ہو جاؤ تمہیں اپنا شہر گھما کے لاتی ہوں۔

دونوں تیار ہو کے کمرے سے باہر نکلے تو سامنے لان میں رش لگا ہوا تھا رنگ برنگی بولیاں اور سامان کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

اوہ لگتا ہے فقیر جانے کی تیاری میں ہیں مگر ان کی ان داتا روک رہی ہے۔علیزے نے سوتیلی کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جو ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ کہہ رہی تھی ان سے۔

علیزے کے باہر آتے ہی ڈرائی یور نے بھاگ کر اسکی گاڑی پر سے کپڑا ہٹایا۔

چلتی بھی ہے کہ بس یونہی کھڑی ہے تب کی؟

نہیں چھوٹی بی بی کبھی کبھی بڑی بی بی آپکی گاڑی میں شاپنگ کیلئے جاتی تھی تو میں سروس کروا کے واپس کھڑی کرتا ہوں۔

واٹ؟؟؟وہ میری گاڑی پہ کیوں جاتی؟

انہوں نے بڑے صاحب سے آپ جیسی گاڑی مانگی تھی تو بڑے صاحب نے بتایا کہ آپکی گاڑی باہر سے آرڈر پر بنوائی گئی تھی۔اس جیسی دوسری گاڑی بنوانے میں ٹائم لگے گا۔تو انہوں نے آپکی ہی گاڑی مانگ لی جس پہ بڑے صاحب نے کہا

www.novelsclubb.com

کہ آپ نے ضد کر کے اپنی پسند کی ڈیزائن کروا کے بنوائی ی تھی وہ یا تو کوئی ی اور لے لیں اور اگر اسکا ہی شوق ہے تو کبھی کبھی اسی پہ چلی جایا کریں باہر۔

اف خدایا اس عورت کی جلن۔ باپ تو چھین لیا اب میری چیزوں پہ بھی نظر ہے اسکی۔ چلو حا تم اس سے تو واپس آ کے نپٹوں گی۔

ابھی وہ لوگ گاڑی میں بیٹھنے ہی لگے تھے کہ دو فیشن ایبل لڑکیاں لان میں سے بھاگی بھاگی آئی یں۔ ہائے علیزے کیسی ہو؟

وہ دونوں زبردستی علیزے کے گلے لگیں۔ ارے پیچھے ہٹو کون ہو تم لوگ؟ اس نے دونوں کو پیچھے ہٹایا۔ ارے ہم تمہاری کزنز ہیں وہ پھیکی سی ہنسی ہنستی ہوئی ی بولیں۔

کزنز؟ جہاں تک مجھے یاد ہے میری مام اکلوتی تھیں اور شاید میرا باپ بھی۔ تو تم لوگ کیسے میری کزنز ہوئی یں وہ انہیں گھورتی ہوئی ی بولی؟

ارے ہم فضا آنٹی کی بھانجیاں ہیں تمہاری سٹیپ مدر کی۔اور تمہاری ہونے والی نندیں بھی۔

اوہ اچھا تو یہ بات ہے تم لوگ میری آیا کی رشتے دار ہو اور تم لوگ میری نندیں ہو۔ وہ الفاظ کو کھینچ کھینچ کر بولی۔

اب یہ بھی بتادو کہ نندیں کیسے ہو۔

ارے تمہیں پتا ہی نہیں؟ پچھلی بار جب انکل آئے تھے تو فضا آنٹی نے ہم سب کی دعوت کی تھی تب تمہارے اور میرے بھائی کے رشتے کی بات ہوئی تھی۔ انکل نے بولا تھا منگنی تمہارے آنے پر ہی ہو گی۔

www.novelsclubb.com

ہمم اچھا کون ہے تمہارا بھائی زرا درشن تو کرواؤ۔وہ شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔ان میں سے ایک بھاگی گئی اور ایک لمبے تڑنگے اول جلول حلئے والے لڑکے کا بازو پکڑ کے لے آئی۔پان سے رنگے ہوئے ہونٹ۔گندے

بالوں کی پونی بنائی ہوئی اور ہاتھوں میں رنگ برنگے بریسلیٹ۔علیزے کو بہت گھن آئی اس سے۔

اور جب وہ پاس آیا تو علیزے نے اسے پہچانا کہ یہ تو وہی لڑکا تھا جس نے اسے چھیڑا تھا اور علیزے نے اسکی ناک توڑ دی تھی۔پھر اسکی وجہ سے ہی سوتیلی نے اسے گھر سے نکلوایا تھا۔

علیزے کے پاس آ کے اپنے گندے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے لوفرانا انداز میں بولا آگئی تم ڈارلنگ؟ چلو آؤ اپنی ساس سے تو مل لو کہا تھا نا تم میری بنو گی۔ چلو میرے ساتھ

www.novelsclubb.com

جیسے ہی اس نے علیزے کا بازو پکڑنے کی کوشش کی حاتم نے بیچ میں سے ہی اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا

میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی غلطی مت کرنا۔اس نے تو تمہاری ناک توڑی تھی میں ایک ایک ہڈی توڑوں گا۔یہ کہہ کر اسے اٹھا کر سر سے اونچا کیا اور لان کی طرف پٹخ دیا۔

وہاں تو اودھم مچ گیا رنگ برنگی چیخیں مار کر سب اس لڑکے کی طرف بھاگے اور انہیں دیکھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے دونوں نے آنکھوں پر کالے چشمے لگائے اور گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکل گ ئ ے۔

****

علیزے سارا دن حاتم کو لاہور گھماتی رہی اور وہاں کے چٹپٹے کھانے کھلا کے اسکی ناک کے بہتے دریا کی ویڈیوز بھی بنائی ی۔پورا دن ان لوگوں نے کھل کے جیا بنا کسی ڈر یا ٹینشن کے۔

واپسی پہ حاتم نے علیزے سے آگے کا پروگرام پوچھا۔

ہمم بس دو دن اور ادھر رہیں گے اس کے بعد ہمارے شپ پہ ساؤتھ افریقہ کی طرف چلیں گے وہاں جا کے پھر کوئی ذریعہ ڈھونڈیں گے۔

جیسے تمہیں وہاں جوتشی نے طریقہ بتایا ایسے ہی ہو سکتا ہے اس زمانے میں بھی کوئی پرانا عالم مل جائے ہمیں۔جو وقت کا سفر کرنے کی جگہ اور طریقہ بتا دے۔

اور یہ دو دن ہم خوب مستی کریں گے آگے پتا نہیں کیا حالات ہوں۔ابھی تو میرے باپ نے بھی آنا ہے میری منگنی کرنے۔وہ سرد نظروں سے سامنے دیکھتی ہوئی بولی۔اور حاتم نے اسکی آنکھوں کا سرد پن دیکھ کے جھرجھری لی۔

پھر بات کو بدلنے کی غرض سے بولا

ویسے وہ نمونہ تھا بڑا ڈھیٹ جو ناک تڑوا کے بھی باز نہیں آیا۔شاید تمہارا سچا عاشق ہے۔۔۔وہ شرارت سے بولا

www.novelsclubb.com

اس سچے عاشق کی تو۔۔۔۔ویسے کم تم نے بھی نہیں کیا اسے اتنے لمبے تڑنگے کو کتنے مزے سے اٹھا کے کانٹوں بھری کیاری میں پٹخ دیا۔ہڈی پسلی کا تو پتا نہیں لیکن اسکے جسم پہ سوراخ کافی ہو گئے ہوں گے۔اور اس بات پہ دونوں قہقہہ لگا کے ہنس پڑے۔

علیزے کا موڈ بدل گیا تھا اور وہ لوگ ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں دعا کی کال آگئی اور علیزے نے اگلے دن ان سب کو انوائیٹ کر لیا گھر پہ۔

یار تم نے ان لوگوں کو بلا لیا ہے اگر تمہاری سوتیلی نے کوئی تماشہ بنا دیا تو۔ارے اس سوتیلی کی تو۔اور میں نے بلایا ہی اس لیئے ہے کہ تھوڑا فن کریں گے۔

فوجیوں کے ساتھ پنگا لے گی تو خود ہی بھگت لے گی اور اگر اس نے پنگا نا لیا تو ہم کس مرض کی دوا ہیں ہم پنگا کروا دیں گے وہ آنکھ مارتی ہوئی بولی۔

گھر پہنچے تو سوتیلی نوکروں کے سر پہ کھڑی صفائی ی کروا رہی تھی۔علیزے جان بوجھ کے ایک نوکر کو روک کے اونچی آواز میں بولی

یہ اتنی صفائی ی کس لئے ہو رہی ہے؟وہ فقیر لوگ چلے گئے؟ان کا مچایا ہوا گند نکال رہے ہو کونے کھدروں سے؟

نہیں چھوٹی بی بی وہ لوگ تو نہیں گئے مگر صبح بڑے مالک آ رہے ہیں تو اس وجہ سے بڑی بی بی صفائی ی کروا رہی۔

اچھاااا تو وہ فقیر کیوں نہیں گئے وہ میرے باپ کا استقبال کرنے کو رکے ہیں؟

www.novelsclubb.com

علیزے تمیز سے بات کرو اور اپنی حد میں رہو۔آنے دو تمہارے باپ کو ذرا۔ پڑھنے بھیجا تھا کہ یہ سب کرنے؟وہ حاتم کو سر سے پیر تک گھورتے ہوئے بولی اور بڑی نخوت سے ان کے پاس سے گزرنے لگی

جیسے ہی آگے سے گزرنے لگی علیزے نے ٹانگ اڑادی اور وہ منہ کے بل فرش پہ جا گری اور چیخیں مارنے لگی۔ارے ارے میری سوتیلی ساس دھیان سے چلا کرو۔

حاتم نے کہتے ہوئے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور ابھی وہ اٹھ کے کھڑی نہیں ہوئی ی تھی کہ علیزے کے گھورنے پہ اسے واپس چھوڑ دیا اور یہ لو سوتیلی ایک بار پھر فرش پہ۔اور اس بار سر فرش سے ٹکرایا تھا۔

منہ سے خون نکل کے پہلے ہی بھیانک لگ رہی تھی۔نوکر جو اس کو دیکھ کے کھی کھی کر رہے تھے پہلے ان کو خونی نظروں سے گھورا اور پھر علیزے کو دیکھ کے بولی

تم لوگوں کو تو میں دیکھ لوں گی

www.novelsclubb.com

ارے تو ابھی دیکھ لو میں ادھر بیٹھ جاتی ہوں۔وہ سائیڈ سے کرسی کھینچ کر ادھر ہی بیٹھتے ہوئے بولی۔اور سوتیلی گرتی پڑتی منہ میں بڑبڑاتی وہاں سے چلی گ ئی۔

اتنے شور کے باوجود بھی کوئی ی کمروں سے باہر نہیں نکلا تھا۔

شاید سب علیزے سے ڈر گ ئے تھے۔

یار علیزے یہ عورت تمہیں نقصان پہنچانے کیلئے کوئی نہ کوئی چال نہ چل دے۔

ارے فکر نہیں کرو۔اور کیا برا کرے گی میرے ساتھ۔میرے باپ کو تو انگلیوں پہ نچا رہی ہے۔وہ پیسہ بنانے کی مشین بن کر ملکوں ملکوں پھرتا رہتا اور یہ ادھ ننگی ساڑھیاں پہن کر میری ماں کے گھر میں باہر کے مردوں کی پارٹیز کر رہی ہے۔

پتا نہیں کیا پٹی پڑھائی ہے میرے اس کاٹھ کے الو باپ کو۔

کروڑوں نہیں اربوں ڈالرز کی جائیداد کی اکلوتی وارث ہوں میں اور میرے باپ نے میرے ٹکڑوں پر پلنے والے دو ٹکے کے موالی سے میرا رشتہ طے کر دیا ہے وہ بھی مجھ سے پوچھے بنا۔

ضبط کرنے کی کوشش میں علیزے کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔وہ رو کر کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی سو آنکھیں رگڑی اور اٹھ کر چینج کرنے چل دی۔

اگلی صبح وہ لوگ واک سے واپس آئے تو خلاف معمول ڈائی ینگ ٹیبل خالی تھی۔

ارے واہ سب فقیر لوگ اپنی مالکن کے ساتھ باہر ناشتہ کرنے گ ئے ہیں

کیا؟علیزے چہکتی ہوئی ی بولی۔

نہیں چھوٹی بی بی سب نے آج کمروں میں ہی ناشتہ کیا۔اور آپ کے ڈیڈی کا ویٹ کر رہے تا کہ ان سے آپکی شکایتیں لگائی یں۔

آہاہ۔۔۔آنے دو ڈیڈی جی کو بھی دیکھ لیں گے۔

وہ دونوں ناشتہ کر کے پچھلے دن کی طرح باہر نکل گ ئی ے مگر آج وہ لوگ مارکیٹ گ ئی ے تھے۔دعالو گوں کیل ئی ے گفٹس لینے۔

واپس آ کے اس نے کچن میں لنچ پہ پانچ مہمانوں کیل ئی ے دعوت کا انتظام کرنے کو مینیو بتایا اور خود تیار ہونے چلی گ ئی۔

دو بجے دعا اسکی بہن بہنوئی اور کیپٹن حماد نے اپنی بیوی کے ساتھ آنا تھا۔ابھی ایک بجا تھا۔موسم کافی خوشگوار تھا۔بادل بنے ہوئے تھے سو سبھی لوگ لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جیسے ہی علیزے اور حاتم باہر نکلے ایسا لگا جیسے ان سب میں کھلبلی سی مچ گ ئی ہو۔وہ بھی جان بوجھ کے حاتم کا ہاتھ پکڑ کے لان کی طرف ہی آگ ئی ی۔

ارے یہ فقیر لوگ ابھی تک ادھر ہی ہیں؟ جیسے ہی علیزے اونچی آواز سے بولی سب لوگ وہاں سے کھسکنے لگے۔خبر دار کوئی ی ادھر سے ہلا بھی تو ابھی گارڈ کو بول کے گیٹ سے باہر پھنکوا دو گی۔

www.novelsclubb.com

ہمم ہاں تو بڑی بی۔پتا تو چل گیا ہو گا کہ میں کون ہوں؟ وہ ابرو اچکا کے بولی تو بڑی بی جو پان منہ میں ڈال کے بیٹھی تھی ہکلانے لگی اور بولنی کی کوشش کی تو پان کی پچکاری علیزے کے زخمی عاشق پہ جا پڑی جو پچھلے دن کا کانٹوں سے چور ہو کر بڑی مشکل سے ابھی باہر آ کے بیٹھا تھا۔

اب حال یہ تھا کہ نہ وہ اٹھ سکتا تھا کہ علیزے کی دھمکی سے زیادہ حاتم اس کے حواسوں پہ سوار ہو گیا تھا۔ وہ تو کل سے سوچ سوچ کے پاگل ہو رہا تھا کہ کوئی ی انسان اتنا طاقتور کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک پل میں اس جیسے ہٹے کٹے انسان کو اٹھا کے دور پٹخ دے۔

بڑی بی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسکا منہ دوپٹے سے صاف کرنے کے چکر میں سارے منہ پہ پان مل دیا تھا۔ حاتم تو سیریس کھڑا تھا مگر علیزے کے پیٹ میں قہقہے ابل رہے تھے اور وہ بڑی مشکل سے روک رہی تھی۔

جب بڑی بی اچھے سے پان مل چکی تو سائیڈ پہ جا کے کیاری میں باقی پان تھوک آئی ی۔ چھی یہ کیا حرکت ہے بڑی بی یہ کیاریاں پان تھوکنے کیلئے ہیں؟

بیچاری بڑی بی تو پریشان ہو گئی تھی کرے تو کیا کرے جلدی سے واپس گئی اور جوتے سے مسل کے آگئی۔ علیزے کو ہنسی بھی آ رہی تھی اور گھن بھی۔ اف توبہ کتنے گندے ہو تم لوگ۔ مجھے یقین نہیں آتا یہ میرے باپ کا خاندان ہے۔

اور تم دونوں کل بڑا چپک رہی تھی بھابھی بھابھی کر کے ہاں؟

ہمیں معاف کر دو ہمیں پتا نہیں تھا تم نے شادی کر لی ہے ہمیں آنٹی نے یہی بتایا تھا کہ تم پڑھنے گئی ہو اور شادی تمہاری ادھر ہی ہو گی۔

اچھاااا۔۔۔میں لنگڑی ہوں کہ کانی جو تمہارے اس چونی کے موالی بھائی سے شادی کرواتی ہاں؟

وہ لوگ تو علیزے کے سوالوں سے پریشان ہو کے ادھر اُدھر دیکھنے لگی تھیں۔

وہ تم سب کی ہیڈ کدھر ہے میں کب سے ادھر ہوں اور وہ تم لوگوں کی مدد کو نہیں آئی ی۔

www.novelsclubb.com

ارے بچی کل باتھ روم میں گر گئی ی تھی اسکا منہ سوجا ہوا ہے اور سر پہ بھی چوٹ لگی ہے وہ دوا کھا کے آرام کر رہی ہے۔ بڑی بی نے پھر حصہ ڈالا۔

اچھا کیا سپرنگ کی طرح اچھل کر آگے پیچھے گری تھی جو منہ اور سر پہ ایک ساتھ چوٹ لگی۔پوچھنا کہیں ہال میں تو نہیں گری۔مجھے کل آواز آئی ی تھی وہاں سے جیسے کوئی ی مینڈک کی گر کے ٹرائی ی ہو۔

اوہاں میرا سوکالڈ باپ آنے والا ہے نہ بیوی کی چوٹ دیکھے گا تو ہی دل پہ چوٹ پڑے گی نا۔علیزے کمینی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

ارے موٹی تم کیوں نہیں ہل رہی اپنی جگہ سے اٹھ کر سی خالی کر۔

علیزے جانتی تھی وہ موٹی لڑکی کرسی میں پھنسی ہوئی ی ہے وہ کافی دیر سے اسے کسمساتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔وہ بیچاری علیزے کی آواز پہ اچھل کے اٹھنے لگی تو کرسی سمیت آگے کو گری۔علیزے نے انہیں دونوں لڑکیوں کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔

وہ لوگ لڑکی کو اٹھانے لگی تو علیزے بولی نہ نہ میرے باپ کا کھا کھا کے یہ موٹی پھٹنے والی ہوئی ی پڑی ہے تم لوگ کرسی کھینچ کے اسکے بھینسے جیسے جسم پر سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اٹھاؤ اور اسے خود اٹھنے دو۔اور پھر اسے لان کے چالیس چکر لگواؤ تاکہ اسکی چربی زرا سی پگھل جائے۔

چلو حاتم مہمان آنے والے ہیں۔وہ کہہ کر مڑی تو حاتم آہستہ سے بولا۔یار تم نے کچھ زیادہ ہی کر دی۔

حاتم تم نہیں جانتے میں جب ان سب کو ایسے عیش کرتے ہوئے دیکھتی ہوں تو میرا دل جلتا ہے۔دھاڑیں مار مار کے رونے کو دل کرتا ہے۔

میں جو اس سب کی مالک ہوں مجھے خالی ہاتھ یہاں سے نکالا گیا۔یہاں تک کہ سوتیلی نے میرے کانوں سے بالیاں تک اتار لی تھیں کہ کہیں میں انہیں بیچ کر پیسے نہ حاصل کر سکوں۔

اچھا چھوڑو دفع کرو حاتم اسکا ہاتھ دبا کر بولا۔اتنے میں دو گاڑیاں آگے پیچھے ڈرائی یو وے پہ آ کے رکیں۔دعا گاڑی سے نکل کر ایسے علیزے کی طرف بھاگی جیسے اسکے پیچھے کتے لگے ہوں۔

ارے آرام سے ہلکٹ

اوئی ی ماں

علیزے کے ہلکٹ بولنے پہ اس نے علیزے کو کمر پہ زوردار چٹکی کاٹی تھی۔

باقی سب لوگ بھی آگے آگ ئی ے اور علیزے اور حاتم نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔

لان میں اتے سارے لوگوں کو دیکھ کر دعا بولی۔

ارے علیزے کہیں تمہاری نقلی شادی کا اصلی ولیمہ تو نہیں جو اتنے لوگ جمع ہیں؟

ارے چپ منحوس سارے جہان کو بتاؤ گی ہماری نقلی شادی کا؟علیزے نے فٹافٹ اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا اور سب ہنس دئی یے تھے۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر لاؤنج میں بیٹھ کے وہ لوگ باتیں کرتے رہے۔علیزے نے یہاں کے سارے حالات ان لوگوں کو بتائے تھے جسے سن کے سب نے ہی اسکے باپ کی بے حسی پہ افسوس کیا تھا۔

کھانے کی اطلاع پہ سب جیسے ہی اٹھ کے ڈائی ینگ ہال میں پہنچے دعا تو حیرت سے منہ پھاڑ کے اس بڑی سی ٹیبل پر رنگ برنگے کھانوں اور ٹیبل کے گرد وردی پوش نوکروں کی فوج دیکھ رہی تھی۔

آپی یہ سب کیا ہمارے کھانے کو نظر لگانے کیل ئے کھڑے ہیں؟

ارے چپ کر ندیدی کہیں بھی شروع ہو جاتی ہو یہ ہمیں کھانا سرو کریں گے۔

بشریٰ نے اسکے ہاتھ پہ چٹکی کاٹی تھی۔

اوف تو آرم سے بتا دیں نہ معصوم بچی پہ ظلم کیوں ڈھا رہی ہیں۔

وہ لوگ جیسے ہی پاس پہنچے تو ملازموں نے جلدی سے ان کیلئے کرسیاں پیچھے کی۔اف علیزے مجھے تھپڑ تو مارو میں کہیں فلموں میں تو نہیں دیکھ رہی یہ سب؟

علیزے نے رکھ کے چپیڑ لگائی ی اسکے منہ پہ۔۔۔اف علیزے تیرا ستیاناس گھر بلا کے مار رہی ہو۔اسکے ڈرامے پہ سب ہنس رہے تھے اور وہ منہ بسور کے علیزے کو کوسنے دینے لگی اتنے زور سے تھپڑ مارنے پہ۔

کھانے سے فارغ ہو کے کافی کا بول کے علیزے ان سب کو اپنے کمرے میں لے آئی ی تھی اور وہاں آ کے بھی دعا میڈم کی شرارتیں عروج پہ تھیں۔وہ اسے حاتم کا اور کبھی اس چٹیا والے عاشق کا نام لے لے کے چھیڑ رہی تھی۔

شام تک ان لوگوں نے بہت سا اچھا وقت ساتھ گزارہ۔قریب چھے بجے نوکر نے آ کے اس کے باپ کا بلاوہ دیا اسے۔

اسکے پوچھنے پر کہ اسکا باپ کب آیا اسے تین بجے کا بتایا گیا۔یہ سن کر اسے اور بھی غصہ آیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

جاؤ میرے باپ کو بول دو کہ میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے اگر کسی نے ملنا ہے تو مجھ سے اجازت لے کے میرے کمرے میں آ کے مجھ سے مل لے۔

یار علیزے ہم لوگ چلتے ہیں تم مل لو اپنے فادر سے۔ نہیں آپی آپ لوگ بیٹھیں آپکے سامنے ہی بات کروں گی آپ لوگ برا محسوس نہ کریں پلیز۔

بشریٰ کے جانے کی بات کرنے پر علیزے جلدی سے بولی تھی۔

اتنے میں چالیس پینتالیس سال کے ڈیسنٹ سے آدمی نے دروازہ کھولا اور اندر آ کے ٹھٹک کر رک گیا۔اور واپس مڑتے ہوئے بولا

علیزے میرے کمرے میں آؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔

معاف کیجیئے گا مسٹر زوار احمد میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے۔اگر آپکو کوئی ی بات کرنی ہے تو یہاں میرے مہمانوں کے سامنے کریں ورنہ دروازے میں تو آپ کھڑے ہیں شوق سے واپس جا سکتے ہیں۔

******

علیزے یہ کیا بد تمیزی ہے؟ باپ سے ایسے بات کرتے ہیں؟ فضا ٹھیک کہہ رہی تھی کہ تم آوارہ اور بد تمیز ہو کے واپس آئی ہو۔

جی ہاں بالکل ٹھیک کہا آپ کی فضا بیگم نے۔اور کچھ کہنا ہے آپ نے؟

علیزے تم۔۔۔

جی کیا میں ہاں؟۔۔۔۔

یہی کہ مجھے تو آپ دونوں میاں بیوی نے بڑی مہارت سے دودھ میں مکھی کی طرح نکال پھینکا تھا اور میں واپس کیوں آگ ئی وہ بھی ایک غیر مرد کے ساتھ۔

یہی کہنا چاہتے ہیں نہ آپ مسٹر زوار احمد۔علیزے پاس جا کر پھنکاری تھی۔

علیزے پلیز ے آرام سے بیٹھ کے بات کرو اور آپ بھی آئی یے انکل ادھر بیٹھیں۔بشریٰ نے علیزے کو پکڑ کے بٹھایا تھا اور اس کے باپ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

آپ لوگ بیٹھ کر بات کر لیں ہم تب تک باہر لان میں بیٹھتے ہیں۔بالکل بھی نہیں جو بات ہو گی آپ لوگوں کے سامنے ہو گی ورنہ یہ جا سکتے ہیں اپنی فضا بیگم کے پاس۔مجھے کسی کو کوئی ی صفائی ی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ بیٹھی ئے انکل پلیز۔

کیپٹن حماد نے علیزے کے باپ کو پکڑ کے صوفے پر بٹھایا تھا۔

آپ لوگ کون ہو بیٹا؟اور اس بد تمیز لڑکی کو کیسے جانتے ہو؟

علیزے نے غصے سے مٹھیاں بھینچی تھیں اور دعا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر دبایا تھا کہ وہ کچھ نہ بولے۔

انکل ہم لوگ آرمی سے ہیں اور علیزے ہمیں انڈیا میں ملی تھی۔یہ لوگ وہاں گھومنے گئے تھے اور وہاں ہماری دوستی ہو گئی۔پھر ہم لوگ ساتھ ساتھ ہی پاکستان واپس آئے تھے۔

اور علیزے کا نکاح بھی ہمارے سامنے ہی ہوا۔بشریٰ آہستگی سے بولی تھی۔

کیا؟کون ہے تم میں سے اسکا شوہر؟

اس نے اجازت لینا تو دور کی بات ہمیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔اتنی کیا ایمرجنسی تھی اسے نکاح کی؟

کیپٹن نے حاتم کی طرف اشارہ کر کے بتایا تھا کہ وہ علیزے کا شوہر ہے۔

بولو علیزے کیوں کیا تم نے ایسا؟ہم مرگئے تھے کیا؟

جی ہاں مسٹر زوار احمد آپ میرے لئے اسی دن مر گئے تھے جس دن میری ماں اکیلی ہسپتال کے بستر پر تڑپ تڑپ کے مری۔

جاننا چاہتے ہیں میں نے کیوں نکاح کیا؟

نہیں آپ کو بالکل بھی اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ میں نے کیوں نکاح کیا۔ بلکہ آپ کو یہ فکر ہے کہ میرا شوہر پتا نہیں کون ہے۔ کہیں آپ کی جائیداد ہی نہ ہڑپ جائے۔ جیسا کہ آپ نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا تھا۔

پیسا کیا ہاتھ میں آیا آپ نے تو اپنی اوقات دکھادی۔ بیوی کی بیماری کو آڑ بنا کے پاور آف اٹارنی اپنے نام کروائی اور اس سب کی مالکن۔ اپنی پہلی بیوی یعنی کہ میری ماں کو سائیڈ پہ نکال دیا۔

میری پرورش کے بہانے اپنے بچپن کے پیار کو آیا بنا کے میری ماں کے سر پہ لا کے بٹھادیا۔ اور میری ماں کو رشتوں کی سلو پوائزننگ کروانے لگے

واہ مسٹر زوار احمد

عالی گروپ آف کمپنیز کے مینیجنگ ڈائریکٹر

کیا بات ہے آپ کی۔علیزے تالی بجاتے ہوئے بولی تھی

علیزے

نہیں آج آپ کچھ نہیں بولیں گے بلکہ میں بولوں گی اور آپ کو سننا پڑے گا۔اور اب تب تک ایک لفظ منہ سے نہ نکالیے گا جب تک کہ میں بات کر رہی ہوں۔ ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ آپ غلطی سے میرے باپ ہو۔

ہاں تو شروع سے شروع کرتے ہیں جب میری ماں کے مرنے کے بعد میری دادی میرے پاس آگ ئی۔زرا یاد کیجئے پانچ سال کی بچی کی ماں مر گ ئی۔اسے کس کی ضرورت تھی؟ایک دو ٹکے کی آیا کی یا باپ کی؟

یاد کیجئے کتنی بار آپ نے مجھے گود میں اٹھایا؟ کتنی بار پیار کیا؟ارے پیسا بنانے کے چکر میں آپ تو یہ تک بھول گ ئے کہ آپ کی چھوٹی سی بن ماں کی بچی ہے جسے آپ کے پیار کی توجہ کی ضرورت ہے۔

ارے اگر دادی نہ ہوتی تو شاید آپ اسی دن اس چھمک چھلو سے بیاہ رچا لیتے جس دن میری ماں مری۔

دادی کے مرنے کے اگلے ہفتے آپ نے اپنی بچپن کی منگیتر جسے آپ کی ماں یعنی میری دادی بھی پسند نہیں کرتی تھیں۔سے نکاح کر لیا۔

اس کے بعد آپ دوروں پہ نکل گ ئے۔پیسا پیسا پیسا

کیا کرو گے اتنے پیسے کا؟سونے کی روٹی کھاتے ہو؟یا چاندی کا پانی پیتے ہو؟

آخر کھانی تو گندم کی روٹی ہے نہ۔برتن بھلے مٹی کے بھی ہوں کیا فرق پڑتا ہے۔

چلو مجھ سے تو کوئی ی غرض نہیں تھی مگر اپنی ن ئی ی نویلی دلہن کے ساتھ تو تھوڑا وقت گزارتے۔

نکاح کیا اور چلے گ ئے۔یعنی اسے سرٹیفیکیٹ دے گ ئے کہ جو چاہو کرو۔

اسے بھی کوئی غرض نہیں تھی کہ شوہر کدھر ہے۔اسے تو پیسا چاہئے تھا جس کیلئے اس نے سات سال تک انتظار کیا تھا۔اس نے بھی اپنی اوقات دکھادی۔ندیدی عورت نے میری ماں کے کپڑے زیور نکال کر پہن پہن کر کلبوں میں جانا شروع کر دیا۔

میری ماں کے گھر میں اسی کے کپڑے زیور پہن کر غیروں کی بانہوں میں ناچتی پھرتی ہے۔اور اپنے لفنگے رشتے داروں کو بلا کے میرے کمرے میں بھیجتی ہے کہ میں بھی اسی کے جیسی ہو جاؤں تاکہ اسکے خلاف کبھی زبان نہ کھول سکوں؟

اور جب میں نے اس لفنگے کی ناک توڑی تو الٹا میرے پہ الزام لگا دیا کہ میں نے اسے اپنے کمرے میں بلایا تھا اور پھر ستی ساوتری بنتے کیلئے اسے مارا ہے۔

اور میرا باپ واؤ

میرا باپ اپنی لاڈلی بیوی کی سنتا ہے اور مجھے آوارہ اور بد کردار کہہ کر گھر سے نکلنے کا حکم دیتا ہے اور از راہ رحم مجھے امریکہ کا ٹکٹ تھما کے مجھ سے کریڈٹ کارڈ کپڑے جوتے یہاں تک کہ دادی کی دی ہوئی کانوں کی بالیاں تک چھین لی جاتی ہیں۔

اگر میری ماں کا فلیٹ نہ ہوتا وہاں اور میرے نام کا اکاؤنٹ نہ ہوتا تو جانتے ہیں کیا ہوتا؟

تو ہوتا یہ کہ علیزے روز سڑکوں پہ بکتی میرے والد محترم۔

اور جب آپ نے سارے رشتے تک ختم کر دیئے کبھی پتا تک نہیں کیا کہ کیسی ہوں۔ کس حال میں ہوں؟ تو میرا رشتہ اس لفنگے کے ساتھ کس حیثیت سے طے کر رہے تھے؟

کس حق سے آپ نے میری زندگی کا فیصلہ کرنے کی کوشش کی۔اور وہ بھی اس غریب ان پڑھ جاہل غنڈے موالی کے ساتھ واہ۔

میں کانی ہوں یا لنگڑی؟ کیا معذوری ہے مجھ میں؟ کیا کمی ہے بتاؤ مجھے۔ میں چاہوں تو ایک منٹ میں سب کو نکال باہر کروں۔ کون ہے جو مجھے روکے؟

وہ میری لالچی آیا یا میرا پیسے کا پجاری باپ؟

ہاں کون روکے گا؟ میں دیکھتی ہوں اب کیسے میرے گھر میں پارٹیز ہوتی ہیں اور کیسے آپکے بھوکے ننگے لالچی رشتے دار رہتے ہیں ادھر۔

کیا سمجھ کے آئے تھے میرے پاس ہاں؟ اپنی فضا کے کہنے پر چیخیں گے چلائیں گے یا ماریں گے مجھے؟

وہ بولتے بولتے چیخنے لگی۔

قریب تھا کہ باپ کا گریبان ہی پکڑ لیتی بشریٰ نے آگے بڑھ کے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا اور اسکا باپ خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

کمرے میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر اس خاموشی کو بشریٰ کی آواز نے توڑا

www.novelsclubb.com

یار مجھے تو بھوک لگ گ ئی ہے اس ٹائم ڈیسنٹ بننے کے چکر میں تھوڑا سا کھایا تھا۔ابھی پلیز کچھ کھلا دو

ہہہییییں۔۔۔۔سب بیک وقت چلائے تھے۔ندیدی کہیں کی سیدھی طرح بولو اور کھانا ہے کم کھانے کا ڈرامہ کیوں کر رہی ہو؟بشریٰ کے شوہر نے اسکی کلاس لی۔

کچھ ہی دیر میں کمرے کا ماحول خوشگوار ہو گیا تھا۔ان سب نے مل کے علیزے کا موڈ بحال کر دیا تھا۔سچ کہا ہے کسی نے کہ اچھے دوست ہر مرض کی دوا ہوتے ہیں۔

علیزے ان سب کو رات ادھر ہی روک لیا تھا۔اور سب نے مل کے رات دیر تک لاہور کی سڑکوں پہ خوب ہلا مچایا تھا۔اس ٹائم وہ ڈیسنٹ فوجیوں کی بجائے بس اچھے دوست تھے جو اپنی دکھی سی دوست کو خوش کرنے کیلئے الٹی سیدھی حرکتیں کر رہے تھے۔

اگلے دن سب دیر تک سوئے۔لڑکیاں ساری ایک کمرے میں اور لڑکے دوسرے کمرے میں۔فریش ہو کر سب لوگ ناشتے پر آئے تو علیزے کو نوکروں کی زبانی پتا چلا کہ سارے مفت خورے رات کو ہی چلے گ ئے۔

اور اسی بات کو لے کے فضا بیگم بھی اپنے عزیز از جان شوہر سے لڑ کے گھر سے چلی گ ئی مگر صبح ہی صبح پھر واپس آگ ئی۔

جی ہاں ساری رات یہ سوچ کے گزاری ہو گی کہ یہ عیاشیاں ان باپ کے گھر میں تو ملیں گی نہیں۔اسی ل ئے واپس آگ ئی ہو گی۔

اور میرا باپ؟

www.novelsclubb.com

وہ تو رات کو ہی واپس چلے گ ئے۔چلو اچھا ہوا۔اب سوتیلی کو ایک ہیوی ڈوز دے کے واپس جانا ہے۔علیزے آنکھیں میچ کر چٹخارہ لیتی ہوئی ی بولی۔

ناشتے کے بعد علیزے سب کو لے کے اپنی شپنگ کمپنی کے ہیڈ آفس گ ئی جہاں اس کے اور حاتم کے ساؤتھ افریقہ روانگی کے انتظامات کرنے تھے۔وہ تو سمجھی تھی کہ اسے اپنا تعارف کروانا پڑے گا مگر اس پر حیرتوں کے پہاڑ تب ٹوٹے جب وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور سارا سٹاف اسے دیکھ کے کھڑا ہو گیا۔

اور اسکی حیرت تب دور ہوئی ی جب وہ لوگ کانفرنس روم میں داخل ہوئے۔وہاں دیواروں پر اسکی ہر سالگرہ کی تصویریں لگی ہوئی ی تھیں۔علیزے کے پوچھنے پر مینیجر جو کہ علیزے سے واقف تھا اور اکثر اسے ملتا رہتا تھا نے بتایا کہ یہ اسکی ماں کی وصیت میں لکھا ہوا ہے کہ ہر سال علیزے کی ن ئی تصویر کانفرنس روم میں لگائی ی جائے گی۔

تاکہ سٹاف کو اپنی اصل مالکن کی پہچان رہے۔اسی ل ئی ے ہر سال مینیجر سالگرہ والے دن جا کے علیزے کی فوٹو بنا کے لاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکی بات سن کر علیزے کی حیرت ختم ہوئی اور وہ طمانیت سے مسکرائی ی۔اسے اپنی ماں پہ ڈھیر سارا پیار آیا تھا جس نے اپنی بیٹی کا مستقبل محفوظ کر دیا تھا۔

کافی دیر وہاں گزار کر اگلے دن شام میں شپ کے ساتھ ساؤ تھ افریقہ کی طرف سفر کے سارے انتظامات مینیجر کے سپرد کر کے وہ لوگ گھوم پھر کے اپنے اپنے گھر واپس چلے گ ئے تھے۔

اگلی صبح علیزے اٹھی تو حاتم کو یک ٹک اپنی طرف دیکھتا پا کر اسے گھورنے لگی اور وہ بیچارہ شرمندہ ہو کے بولا

میں کب سے جاگ رہا ہوں تم تو اٹھ ہی نہیں رہی تھی۔

ٹھر کی جنگلی مجھے جگانے کی بجائے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔آواز نہیں دے سکتے تھے تم؟

وہ بیچارہ جنگلی خاموشی سے اٹھ کے شیشے کے سامنے جا کے بلاوجہ ہی بال سنوارنے لگا۔اور علیزے ہنسی دباتی ہوئی ی اٹھ کے فریش ہونے چلدی۔

آج اسے سوتیلی کو زبردست جھٹکا دینا تھا سو گنگناتی ہوئی ی تیار ہونے لگی

****

ان لوگوں نے شام کے وقت سفر کیل ئے نکل جانا تھا۔سو وہ دونوں ناشتے کے بعد بنک کیل ئے نکلے۔ مینیجر اور وکیل دونوں کو ضروری کاغذات کے ساتھ بنک میں بلایا تھا اس نے۔

اور ان دونوں سے معلومات لی تھیں اپنی پراپرٹی اور اکاؤنٹس کی۔پھر بنک مینیجر کے ساتھ بات کر کے سوتیلی کے سارے اکاؤنٹ سیز کروائے تھے۔کریڈٹ کارڈز بلاک کروادی ئے گ ئے تھے۔

اور کمپنی کیل ئی ے نیا رول بنا دیا تھا کہ علیزے کی موجودگی کے بغیر کوئی ی بھی انسان سمیت اس کے باپ کے کسی قسم کی رقم نہیں لے سکتے۔

اپنے باپ کیل ئے تنخواہ مخصوص کر دی تھی وہ بھی کمپنی سے چیک لے کر کیش کروا سکتے تھے۔اور اگر وہ تنخواہ پہ نہ کام کرنا چاہیں تو جاب چھوڑنے کا آپشن بھی دے دیا گیا تھا۔

گھر کے خرچ اور ملازمین کی تنخواہوں کا الگ سے بجٹ بنوایا۔اور گھر پہ علیزے کی اجازت کے بغیر کسی بھی قسم کی پارٹی پہ پابندی لگا دی گ ئی تھی۔اور سوتیلی کی تو بینڈ بجا دی تھی یہ کہہ کر کہ اگر سوتیلی کوئی ی پارٹی کرنا چاہے تو اسے گھر سے باہر اپنے شوہر کی تنخواہ کے پیسوں سے کرنی ہو گی۔

کسی مال یا شاپ کی ان پیسوں کی ڈیمانڈ پوری نہیں کی جائے گی جو سوتیلی کارڈ کے بغیر کمپنی کے نام پہ شاپنگ کرے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک طرح سے علیزے نے سوتیلی کو کنگال کر دیا تھا۔ہاں مگر اس نے سوچا تھا کہ جو کروڑوں کے زیورات سوتیلی کے پاس تھے وہ واپس نہیں لے گی۔بلکہ سوتیلی اپنی شاپنگ کے پیسے ذیورات بیچ کر پورے کرے گی۔

جتنے بینکوں میں اس کی کمپنی کے اکاؤ نٹس تھے علیزے نے خود جا جا کے ساری جگہوں سے سوتیلی کے سارے کارڈ اور اکاؤ نٹ بند کروادئیے تھے۔

بس بہت ہو گئی عیاشیاں اب اور کوئی حرام خور نہیں پلے گا یہاں سے۔

بنک سے نکلتے ہوئے اسے کچھ یاد آیا تھا۔وہ واپس گئی اور ایک نیا اکاؤ نٹ چیریٹی کے نام پہ کھلوایا اور مینیجر کو ہدیت کر دی کہ ہر ماہ اس اکاؤ نٹ میں مخصوص رقم کروائے اور غریب ضرورت مندوں اور غریبوں تک پہنچائے۔

اب وہ مطمئن تھی۔بنک سے نکل کے قریبی ہوٹل میں لنچ کرنے کے بعد وہ لوگ باہر نکلے تھے اور جیسے ہی علیزے گاڑی نکال کے گھر کی طرف مڑی تو کوئی موٹر سائیکل سوار بڑے ہی بے ڈھنگے طریقے سے ان لوگوں کا پیچھا کرنے لگا۔

کبھی ان لوگوں سے آگے ہو جاتا اور کبھی پیچھے۔ارے بھئی بڑا ہی کوئی ی کھوتے کا پتر ہے۔ مگر میرے پاس اس کا علاج کرنے کا وقت نہیں ہے ابھی۔تو یہ لو

یہ کہہ کر اس نے سائیڈ سے گزرتی ہوئی ی موٹر سائیکل کو گاڑی کی ہلکی سی سائیڈ ماری۔

اور وہ جو بڑا شوخا ہو کے کراس کرنے لگا تھا ایک دم گاڑی سے بچنے کیلئے فٹ پاتھ پہ چڑھ گیا اور بیلنس بگڑنے پہ کھمبے سے ٹکرا کے بائیک سمیت الٹ کے دوسری طرف جا گرا۔

علیزے ہنسنے لگی اور حاتم منہ کھول کے اسے دیکھ رہا تھا جو بڑے مزے سے گانے چلا کے ساتھ گانا شروع ہو چکی تھی۔

ارے تمہیں کیا ہوا؟ تمہارا منہ دیکھ کے ایسا لگ رہا ہے جیسے سسرال جا رہے ہو۔ ہی ہی ہی ویسے نقلی سسرال تو جا ہی رہے ہو۔وہ اپنی بات پہ خود ہی ہنس دی۔

آج بڑی ہنس رہی ہو وجہ کیا ہے؟ حاتم شکی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا

گھر چلو تمہیں خود پتا چل جائے گا۔

اور واقعی ہی حاتم کو گھر میں داخل ہوتے ہی علیزے کی ہنسی کی وجہ سمجھ میں آگ ئی تھی۔

سوتیلی کے غصے میں چلانے کی آوازیں باہر تک آ رہی تھیں۔

اور جیسے ہی وہ لوگ لاؤنج میں پہنچے تو لاؤنج کی حالت دیکھ کے علیزے کا تو پارہ ہائی ہو گیا تھا۔

ساری پینٹنگز۔ فلاور وازاور شوپیس دیواروں پہ مار مار کے توڑ کے قالین پہ بکھرائے ہوئے تھے۔

علیزے اندر داخل ہوئی تو اس نے غصے سے ہاتھ میں پکڑا ہوا آخری شوپیس اسکی طرف اچھال دیا۔ وہ حاتم کا ہاتھ پکڑ کر نیچے جھک گ ئی۔

اور سوتیلی کو جلانے کیل ئی ے معصومیت سے بولی

محترمہ فضا صاحبہ یہ جو آپ نے نقصان کیا ہے نا۔یہ آپ کے شوہر نامدار کی تنخواہ سے پورا کیا جائے گا۔میری طرف سے پوری کوٹھی توڑ دو۔اس مہینے ک سیلری تو گ ئی

اب آگے سوچ لو کیا توڑ کے اگلی تنخواہ کٹوانی ہے۔

تم۔۔۔

تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟کل کی چھوکری میرے مقابلے پہ آؤ گی؟ارے میرے ہاتھوں میں ہی پل کر جوان ہوئی ی ہو۔تمہیں کیا لگتا ہے میں ہار مان لوں گی؟

نہیں میں ہار نہیں مانوں گی۔دیکھ لوں گی میں تمہیں۔

وہ تن فن کرتی وہاں سے نکل گ ئی۔

علیزے نے نوکروں کو صفائی کا بولا اور سب کو ہدایت کر دی کہ کوئی بھی آج کے بعد سوتیلی کے کمرے کی صفائی نہیں کرے گا۔اور نوکری سے بھی انہیں علیزے کے علاوہ کوئی نہیں نکال سکتا سو بے فکر ہو کے سوتیلی کے ہر کام سے انکار کر دیں سوائے کھانے کے۔

خود کمرے میں جا کے دونوں اپنی اپنی پیکنگ کرنے لگے اور نوکروں کو بتایا کہ وہ لوگ کچھ دنوں کیلئے شمالی علاقہ جات کی سیر کو جا رہے ہیں اگر کوئی ان کے بارے میں پوچھے تو اسے یہی بتا دیا جائے۔

شام سے پہلے ہی وہ لوگ علیزے کی کمپنی کے ہیڈ آفس پہنچ گئے تھے جہاں سے انہیں ان کے کاغذات کے ساتھ شپ پہ پہنچا دیا گیا تھا۔

حاتم کیلئے تو یہ سفر بھی نیا تھا ہی مگر علیزے خود بھی بہت ایکسائٹڈ تھی۔وہ بھی پہلی بار سمندری سفر کرنے والی تھی۔ان دونوں کو ایک ہی بڑے کمرے جتنا

کیبن دے دیا گیا تھا۔ ظاہر ہے علیزے نے حاتم کو اپنا شوہر بتایا تھا تو اسی حساب سے ان کا کمرہ سیٹ کر دیا گیا تھا۔

کمرہ دیکھ کے علیزے تو پریشان ہی ہو گئی۔ بھلے سارے کیبن میں موٹا قالین بچھا دیا گیا تھا مگر علیزے یہاں تو نیچے نہیں سو سکتی تھی۔ سو انٹر کام کر کے کیپٹن کو بلا کے ایک اور بیڈ کا انتظام کرنے کو بولا۔

وہ حیران نظروں سے علیزے کو دیکھنے لگا مگر بولا کچھ نہیں۔

کچھ ہی دیر میں علیزے کی نگرانی میں بیڈ لگا یا گیا۔ اور اسکے بعد ہی جہاز کی روانگی کی وسل بجنے لگی۔

www.novelsclubb.com

وہ لوگ جلدی سے اپنا سامان سیٹ کر کے باہر نکل آئے اور عرشے پہ کھڑے ہو کر روانگی کا منظر دیکھنے لگے۔ وہاں اور بھی بہت سے لوگ کھڑے اپنے پیاروں کو ہاتھ ہلا کر الوداع کرنے لگے۔ علیزے کا دل بھی اداس ہو گیا۔ اس کے پیاروں میں ایک

باپ تھا جو پیسا کمانے کی دھن میں اتنا مگن تھا کہ اس کے پاس بیٹی کیلئے کبھی ٹائم ہی نہیں تھا۔

اسنے کبھی علیزے کو گود میں نہیں بٹھایا تھا نہ کبھی پیار سے دیکھا۔

وہ ترسی ہوئی نظروں اور بوجھل دل سے کنارے کو دور ہوتا دیکھتی رہی۔اس نے حاتم کی طرف دیکھا جو اپنوں کے پاس جانے کیلئے کتنا خوش تھا۔اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

علیزے نے اسے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔نہ جانے کیوں وہ حاتم کے جانے کا سوچ کر اداس ہو رہی تھی۔حالانکہ وہ پہلے دن سے جانتی تھی کہ وہ ایک نہ ایک دن چلا جائے گا۔ظاہر ہے اسکے بھی ماں باپ بہن بھائی تھے اسے ان کے پاس جانا تھا۔

مگر علیزے کے دل کو کون سمجھائے۔وہ خاموشی سے اندر آ کے لیٹ گ ئی۔دو چار رکے ہوئے آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے تھے جنہیں بے دردی سے رگڑتی وہ بیڈ پر لیٹ گ ئی تھی۔

اسکے اندر آنے کے کچھ ہی دیر بعد حاتم بھی اندر آ گیا تھا۔علیزے اسے دیکھ کے سوتی بن گ ئی کیونکہ وہ اس وقت بہت اداس تھی اور اسکے کسی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔

اسے سوتا دیکھ کر حاتم بھی خاموشی سے لیٹ کر موبائل پہ گانے چلا کر ہیڈ فونز لگ کے لیٹ گیا۔ظاہر ہے سفر میں تو یہی کچھ تھا۔نہ رات کا پتا ہونا تھا نہ دن کا۔

علیزے کو بھی پتا نہیں چلا تھا کب وہ سچ مچ سو گ ئی تھی۔اٹھی تو رات کے دس بجے کا وقت تھا۔حاتم بھی گانے سنتا سنتا سو چکا تھا۔اسکے ہیڈ فونز نیچے گرے ہوئے تھے۔

موبائل اسکی خود کی ٹانگ کے نیچے دباہوا تھا۔اور خود وہ آڑھا ترچھا بچوں کی طرح سویا پڑا تھا۔علیزے کو اسکے سونے کا انداز دیکھ کے بہت ہنسی آئی ی تھی۔

وہ فریش ہو کے واپس روم میں آئی ی تو بھی وہ ایسے ہی سو رہا تھا۔اس نے پانی کا جگ اٹھا کے زرا سا پانی اسکے کھلے ہوئے منہ میں ٹپکا دیا تھا۔اور وہ ایک دم کھانسی کرتا ہوا ہڑ بڑا کر اٹھا تھا۔

علیزے کے ہاتھ میں جگ دیکھ کے وہ اسکی شرارت سمجھ گیا اور اٹھ کے اسکی طرف بھاگا تھا۔اور وہ آگے لگ کے بھاگی۔

تھوڑی دیر آگے پیچھے بھاگنے بعد علیزے نے ہاتھ اٹھا دئے تھے اور وہ دونوں صوفوں پر بیٹھ کر سانس درست کرنے لگے۔پھر حاتم اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا اور علیزے نے وہاں ہی ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

انہیں سفر کرتے دوسرا دن تھا۔وہ عرشے پہ کھڑی تھی اور حاتم کیپٹن کے کیبن میں تھا۔اسے بھی شوق چڑھ گیا تھا شپ چلتے ہوئے دیکھنے کا۔

علیزے کے کہنے پہ وہ لوگ اسے موٹر بوٹ۔لائی ف بوٹ اور کمپاس کا استعمال سکھا رہے تھے۔

خود وہ کھڑی لہروں کو دیکھ رہی تھی۔موبائل نیٹ ورک تو شپ کے چلتے ہی اڑ گیا تھا۔شپ کے وائی فائی پہ اس نے سلونی اور دعا لوگوں کو فیس بک پہ اپنی روانگی کی اطلاع دے دی تھی۔

اب وہ خاموشی سے کھڑی تھی مگر اسکی چھٹی حس اسے کسی کی نظروں کے ارتکاز کا احساس دلا رہی تھی۔اس نے بے چین ہو کے ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی میری طرف متوجہ نہیں ہے مگر مجھے محسوس ہو رہا ہے۔میری چھٹی حس کبھی مجھے دھوکہ نہیں دیتی۔

اس نے موبائل نکال کر خود کی ویڈیو بناتے ہوئے گھوم کر چاروں طرف کی ویڈیو بھی بناڈالی۔اور پھر ویڈیو دیکھتے ہوئے اسے وہ دو آنکھیں لنگر کی زنجیر کے پاس تقریباً چھپی ہوئی نظر آہی گئی۔

یہ کون ہے؟پہلے دیکھا ہوا تو نہیں لگ رہا۔وہ سوچتی ہوئی اس طرف چل دی۔ مگر وہاں پہنچ کر اسے دھچکا لگا۔کیوں کہ وہاں سے اس کا مطلوبہ کھچڑی بالوں والا بڈھا انگریز غائب تھا۔

وہ موبائل سکرین کی طرف دیکھتی ہوئی اتنی مگن ہو کے چل رہی تھی کہ اسے اس بندے کے غائب ہونے کا احساس نہیں ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ ادھر اُدھر دیکھ کر واپس کمرے میں آگئی اور یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ ہو سکتا ہے اس بڈھے نے اسے ویسے ہی غیر ارادی طور پہ دیکھا ہو۔اور وہ ایسے ہی شک کر رہی ہو۔

کمرے میں آ کے بھی وہ بور ہی ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر ایل ای ڈی پہ چینل سرفنگ کر کر کے جب اس سے بھی اکتا گ ئی تو سونے کیل ئی ے لیٹ گ ئی۔

یہ نہیں تھا کہ شپ پہ اور لڑکیاں نہیں تھیں۔ بلکہ خود علیزے کا من نہیں کیا ان سب سے بات کرنے کو۔ اس سفر میں اسکا دل بہت بوجھل تھا۔ جبکہ حاتم اپنوں سے ملنے کو بے چین اور بہت خوش تھا۔

وہ اس کے ساتھ اپنا دکھی من ہلکا کرنے کی بجائے خود کو مصروف کرنا چاہ رہی تھی کیونکہ وہ اس کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ بیچارہ نہ جانے کب سے اپنوں سے دور تھا۔ جب سے شپ پہ آئے تھے وہ بہت مطمئ ن تھا سو علیزے بھی خوش ہونے کا ناٹک کر دیتی تھی اس کے سامنے۔

وہ ساری سوچوں کو جھٹک کے سو گ ئی۔

****

اگلی صبح وہ لوگ ناشتے کے بعد عرشے پر آئے تو وہاں خلاصیوں کی ہلچل دیکھ کر چونک گ ئے۔علیزے سمجھی کہ شاید کوئی ی کنارہ آنے والا ہے جو سب لوگ بھاگ دوڑ کر رہے۔

مگر حاتم کے پوچھنے پر پتا چلا کہ شپ پہ بڑی بڑی آدم خور شارک مچھلیوں کے پورے خاندان نے حملہ کر دیا ہے۔جو اچھل اچھل کر ڈیک کی طرف آ رہی تھیں مگر وہاں سے ناکام ہو کر اب سب نے مل کر شپ کو ٹکریں مارنا شروع کر دی تھیں۔

شپ بڑا ہونے کی وجہ سے ان کے وار ناکام ہو رہے تھے مگر کیپٹن کے مطابق اگر وہ لوگ ایسے ہی ٹکریں مارتی رہتی تو جہاز کے انجن روم کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔

اب تو آہستہ آہستہ دوسرے مسافر بھی باہر آنے لگے تھے۔عرشے پر بھیڑ اور رنگ برنگی بولیوں نے شاید مچھلیوں کی بھوک اور بڑھا دی تھی۔وہ اب اور زیادہ جوش سے ٹکریں مار رہی تھیں۔

اور یہ شارک تھی بھی عام شارک سے کافی بڑی۔ سیکنڈ کیپٹن نے گن لا کر ان پر گولیاں برسانا شروع کر دی تھیں۔ جس سے شارک مچھلیوں میں تھوڑی سی ہلچل مچی تھی اور وہ اپنی زخمی ساتھیوں پر ٹوٹ پڑی تھیں۔

سارا پانی خون رنگ ہو گیا تھا۔ مگر اس کا بھی زیادہ فائدہ نہیں ہوا۔ انکی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وہ منٹوں میں دوسری مچھلیوں کو چٹ کر کے دوبارہ سے شپ کی طرف آگ ئی تھیں۔

اور اس بار انکی ادھوری بھوک شاید اور بھی بڑھ گ ئی تھی۔ وہ زیادہ جوش میں تھیں۔ کیپٹن نے ان کے خطرناک ارادے دیکھ کر کچھ سوچ کر جہاز کی سمت تبدیل کر کے تھوڑا پیچھے ہٹنے کی ہدایت کی اور خلاصیوں سے سٹور میں پڑے تیل کے ڈرموں میں سے ایک لانے کو بولا۔

ساتھ پرانے پھٹے ہوئے بادبان کے تھوڑے ٹکڑے منگوائے۔دونوں چیزیں آنے پر تھوڑے سے تیل میں کپڑے کے ایک ٹکڑے کو بھگو کر مشعل کی طرح بنا لیا۔اور باقی ڈرم احتیاط سے پانی میں گرانے کو بولا۔

پانی میں تیل ملتے ہی کیپٹن نے کپڑے کو آگ لگائی اور پانی کی طرف اچھال کر جہاز کو تیز رفتاری سے ایک سائیڈ سے نکلنے کو بولا۔

یہ ترکیب کام کر گئی تھی۔پانی پر آگ لگنے کی وجہ سے مچھلیوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ ایک دوسری سے ٹکرا ٹکرا کر الٹنے لگی۔

کچھ ہی دیر میں یہ لوگ وہاں سے بہت دور نکل آئے تھے اور اب جہاز کی رفتار پھر سے نارمل کر دی گئی تھی۔

علیزے تو ابھی تک اتنی بڑی بڑی مچھلیوں کو دیکھ کر حیران تھی۔اس ساری افراتفری میں دوپہر ڈھلنے لگی تھی۔اور ان لوگوں کو بھوک بھی لگ گئی تھی۔

حاتم تو پورے جہاز پہ چکر اتا پھرتا تھا۔ کبھی کیپٹن کے کیبن میں تو کبھی انجن روم اور کبھی خلاصیوں کے ساتھ۔ وہ ہر دلعزیز بن گیا تھا۔

علیزے تو بس کھاتی سوتی یا عرشے پہ کھڑی ہو کے سمندر کو دیکھتی رہتی۔ حالانکہ حاتم نے اسے کافی مرتبہ پلے روم میں ساتھ چلنے کو بولا تھا مگر وہ انکار کر دیتی تھی۔

وہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر سوگ ئی تھی اور جب اٹھی تو طبعیت کی کہولت کافی حد تک دور ہو چکی تھی۔ دوپہر کو سیکنڈ کیپٹن کی فائرنگ کے بعد علیزے نے سوچا تھا کہ وہ بھی گن چلانی سیکھے گی۔

اس بات کو سوچ کر وہ اٹھی اور فریش ہو کے ڈیک پر آگ ئی۔ شام ڈھل رہی تھی اور موسم بہت خوشگوار تھا۔ بہت سارے لوگ چھتریوں کے نیچے کرسیاں میز لگائے چائے کافی کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ اور کچھ لوگ گیمز کھیل رہے تھے۔

وہیں حاتم بھی کچھ منچلے لڑکے لڑکیوں کے گروپ میں راجا اندر بن کر بیٹھا ہوا تھا۔علیزے کو بہت ہنسی آئی ی۔کہاں بارہویں صدی کا وہ جنگلی حاتم اور کہاں اب یہ اکیسویں صدی کا ماڈرن حاتم۔

وہ اسے ایک نظر دیکھ کر ایک خلاصی کی طرف متوجہ ہوئی ی اور اسے سیکنڈ کیپٹن کو بلانے بھیج کر خود پاس پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گ ئی۔

اتنے میں حاتم بھی اسے دیکھ کر اٹھ کر اس کے پاس آ گیا تھا۔

کیا یار علیزے تم کتنی بور ہو گ ئی ہو اس شپ پر آ کے۔رات کمرے میں آتا ہوں تو سوئی ی ہوتی ہو اور دن میں بھی بس کھانے پر ملتی ہو۔

تم نے تو مجھ سے پوچھا تک نہیں کہ میں نے کیا کچھ سیکھ لیا ہے۔وہ منہ بسور کر ناراضگی سے بولا

اس سے پہلے کہ علیزے کوئی جواب دیتی سیکنڈ کیپٹن ان لوگوں کے پاس آ گیا تھا۔یہ ایک تیس سالہ خوش رو جوان تھا۔

یس میم آپ نے بلایا؟ وہ حاتم سے ہاتھ ملا کے علیزے سے مخاطب ہوا۔جی ہاں کیپٹن دراصل مجھے ایک ریکوئی سٹ کرنی تھی آپ سے۔

جی میڈم آپ حکم کریں۔

وہ دراصل ہمیں آپ سے شوٹنگ سیکھنی ہے۔اگر آپ کے پاس ایکسٹرا گنز اور میگزینز ہیں تو کل سے ہمیں تھوڑا سا ٹائم دے دیا کریں۔

ارے میڈم اس می کونسی بڑی بات ہے۔مجھے تو ویسے بھی شوٹنگ کا بہت شوق ہے اور اگر آپ لوگ میرے شاگرد بننا چاہتے ہیں تو یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔کل سے روز دن بارہ بجے ہم پریکٹس کیا کریں گے۔

اس وقت سب لوگ اپنے اپنے کیبن میں ہوتے ہیں تو کسی کی مداخلت یا اعتراض کا کوئی ی ایشو نہیں بنے گا۔

اگلے دن سے ان لوگوں نے گنز چلانا سیکھنا شروع کر دی تھیں۔ کیونکہ علیزے جانتی تھی کہ پرانے زمانے میں آتشی ہتھیار تو ہوتے نہیں تھے۔ اور اس نے حاتم سے بھی کنفرم کر لیا تھا۔ سو یہ ہتھیار کسی بھی مس ئی لے کی صورت میں ان لوگوں کے کام آ سکتے تھے۔

ویسے تو ان لوگوں کا پروگرام یہی تھا کہ علیزے حاتم کو صرف صحرائے اعظم افریقہ تک ہی پہنچائے گی اور شپ کی واپسی تک افریقہ میں ہی گھوم پھر لے گی۔ مگر پھر بھی کوئی ی مس ئی لہ اگر بن جاتا تو یہ لوگ ہتھیار تو استعمال کر سکتے تھے نہ۔

شپ پہ بہت سارا اسلحے کا سٹاک تھا سو وہ دونوں بے فکر ہو کے اندھا دھند سیکھ رہے تھے۔

یہ انہیں سیکھتے ہوئے تیسری یا چوتھی شام تھی جب وہی ٹھگنا سا انگریز علیزے کے پاس آیا۔وہ شام کے وقت عرشے پہ اکیلی بیٹھی جوس پی رہی تھی جب وہ بنا اجازت اسکے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

اے مسٹر اور بھی جگہیں خالی ہیں وہاں جا کے بیٹھو۔اٹھو ادھر سے۔

اس نے جیسے ہی اسے وہاں سے اٹھنے کو بولا تو اس آدمی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

ڈارلنگ بات تو سنو

وہ غصے سے اٹھ کے کھڑی ہوئی ی اور جما کے تھپڑ لگایا اس کے منہ پہ۔

صد شکر کہ اس ٹائم وہاں کوئی ی نہیں تھا۔ورنہ خوامخواہ کا سکینڈل بن جاتا۔وہ آدمی تھپڑ کھا کے کرسی سمیت الٹ گیا تھا۔مگر انتہا کا ڈھیٹ تھا کہ ہنس رہا تھا۔

علیزے اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھی اور اسکا منہ دبوچ کے غرا کے بولی

دوبارہ میرے آس پاس نظر بھی مت آنا ورنہ سارے کے سارے دانت توڑ دوں گی اور دوبارہ ہنسنے کے قابل نہیں رہو گے۔

اسکا موڈ آف ہو گیا تھا۔وہ غصے میں بھری کمرے میں پہنچی اور منہ کے بل لیٹ گ ئی۔

کچھ دیر میں موڈ تھوڑا ٹھیک ہوا تو اٹھ کر لیپ ٹاپ آن کر کے بیٹھ گ ئی۔جیسے ہی فیس بک پہ آن لائن ہوئی ی نوٹیفیکیشنز کی بھرمار ہو گ ئی۔

دعا کے ڈھیر سارے میسجز آئے ہوئے تھے میسنجر پہ۔اس نے جیسے ہی کھولے سب میں اسے جلدی رابطہ کرنے کی تلقین کی گ ئی تھی۔

اس نے ہنستے ہوئے جیسے ہی ویڈیو کال ملائی ی فوراً پک کر کے بنا دعا سلام کے اس نے بشریٰ سے بات کرنے کا بول کے فون اسے تھما دیا تھا۔

علیزے نے اس لڑکی کی جلد بازی پہ افسوس سے سر ہلایا اور بشریٰ سے حال وغیرہ پوچھنے لگی۔ تھوڑی دیر ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد بشریٰ نے اسے جو بتایا وہ اس کیلئے تشویش ناک تھا۔

اس کے مطابق انڈیا سے کوئی ایجنٹ اس کے جہاز پر ان لوگوں کے ساتھ سفر کر رہا ہے اور انگریزوں جیسے حلیے میں ہے۔ اور وہ ہپناٹزم کا ماہر ہے۔

اسے ان لوگوں کو ہپناٹائز کر کے افریقہ سے برما اور وہاں سے انڈیا پہنچانے کا کام دیا گیا ہے۔ جن پنڈتوں نے آخر میں ان کا مقابلہ کرتے ہوئے دوڑ لگا دی تھی وہ آرام سے نہیں بیٹھے۔

www.novelsclubb.com

ان لوگوں کی پہنچ حکومت کے اعلیٰ عہدوں تک ہے اور ان لوگوں کیلئے اب حاتم اور علیزے زندگی اور موت کا مسئلہ بن گئے ہیں ان لوگوں نے عہد کیا ہے کہ وہ ہر حال میں دونوں کو شیطان کے سامنے قربان کریں گے اور تب تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے۔

ان لوگوں کا تو علیزے کو کوئی ڈر نہیں تھا مگر اب یہ ہپناٹزم کا ماہر وہ بھی انگریزوں جیسا۔ وہ کیسے ڈھونڈے گی۔ شپ پہ تو بہت سارے انگریز مرد اور عورتیں سفر کر رہے ہیں۔

اگر اس نے حاتم پہ قابو پا لیا تو وہ تو اس سے کچھ بھی کروا کے ان دونوں کو قابو کر لیں گے کیونکہ اب تو حاتم اور بھی خطرناک ہو سکتا ہے آتشی ہتھیاروں کو سیکھنے کے بعد۔

وہ لوگ اس کے حلیئے کی معلومات نہیں لے پائے تھے اور یہ کام اب علیزے کو خود کرنا تھا مگر کیسے؟

www.novelsclubb.com

سوچ سوچ کے اسکا دماغ پک گیا مگر اسے کوئی حل نہیں مل رہا تھا۔

****

بہت سوچنے کے بعد علیزے کو بس یہی حل سوجھا تھا کہ وہ بھی پلے روم میں جانا شروع کر دے۔ان کے سفر کو آٹھواں دن تھا۔اور بیس دن کے سفر میں سے ان کے پاس اب بارہ دن باقی تھے۔

وہ کچھ سوچ کر اچھے سے تیار ہو کر پلے روم میں آئی ی۔وہ جانتی تھی حاتم حیران ہونے کے ساتھ ساتھ ناراض بھی ہو گا کہ اسکو منع کر کے خود آگ ئی۔ مگر وہ اسے کمرے میں جا کے سب تفصیل بتا دے گی۔یہ سوچ کر وہ اندر داخل ہوئی ی۔

اس نے پرپل اور سفید کلیوں والا پہن کر لمبے سلکی بال کھلے چھوڑ دئی یے تھے۔ہلکا سا میک اپ اور آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل۔۔۔

www.novelsclubb.com

اس ٹائی م وہ سچ مچ کی شہزادی لگ رہی تھی۔جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی ی واؤ اور امیز نگ کی آوازوں سے پورا پلے روم گونج اٹھا تھا۔

حاتم جو کسی لڑکی سے بات کرنے میں مصروف تھا آوازیں سن کر واپس مڑا اور فریز ہو گیا۔ سال بھر سے دونوں ساتھ تھے مگر اس نے علیزے کو کب ایسے دیکھا تھا۔ اسکے دل کی دنیا ہی پلٹ گ ئی۔

اس نے تو علیزے کو ہمیشہ یا تو لڑکوں والے حلیے میں دیکھا تھا یا پھر اگر مشرقی لباس میں بھی ہوتی تھی تو بس سادہ سی۔ اور اس کے بال تو حاتم نے دیکھے ہی پہلی بار تھے۔

وہ منہ کھول کے دیکھ رہا تھا اور علیزے اسے اگنور کر کے آرام سے ایک کونے میں خالی میز پہ پہنچی اور ویٹر کو جوس لانے کا بول کر بہت ادا سے کرسی پر بیٹھ گ ئی۔

بظاہر تو سب کو اگنور کر رہی تھی مگر دھیان اسکا پورا تھا ہر طرف۔ اور وہ جان گ ئی تھی کہ تقریباً ہر عمر کے مرد کی نگاہوں کا زاویہ اس وقت وہی ہے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد پلے روم میں پھر سے کھسر پھسر ہونے لگی تھی۔اور جب علیزے نے بنا کسی کو دیکھے بلاوجہ ہی موبائل نکال کے دیکھنا شروع کر دیا تو سب لوگ شرمندہ سے ہو کے اپنی اپنی گیمز کی طرف لگ گئے۔

حاتم بڑے غصے سے اسکی طرف آیا تھا۔

یہ تم کیا بن کر آئی ہو؟ کسی پارٹی میں آئی ہو کیا؟ اتنا تیار ہونے کی کیا ضرورت تھی اور سر کیوں ننگا ہے؟ وہ دانت پیس کر بولا۔

کیوں کوئی مس ئلہ ہے کیا حاتم جی؟ وہ بھی اسے جلا کر مسکراتے ہوئے بولی

اب وہ بیچارہ کیا بتاتا کہ اسے جیلسی ہو رہی تھی

تم یہاں میری بیوی بنی ہوئی ہو۔کیوں لوگوں کو دعوت دے رہی ہو کہ وہ تمہیں بری نظر سے دیکھیں؟

پہلی بات کہ میں نیکر شرٹ نہیں پہن کر آئی ی جو تمہیں برا لگ رہا اور دوسری بات تم خود بھی پورے ہفتے سے لڑکیوں کے ساتھ پھر رہے ہو میں نے تو کچھ نہیں کہا۔اور تیسری بات میں یہاں آئی ی ہی اسل ئی ے ہوں کہ یہ گورے لوگ میری طرف دیکھیں۔

علیزے تم ہمیشہ اپنی مرضی کیوں کرتی ہو؟ وہ جل کر بولا

افوہ حاتم اٹھو اور جاؤ یہاں سے۔

کمرے میں جا کے سب کچھ پوچھ لینا۔ابھی میں کسی کو ڈھونڈنے آئی ی ہوں۔سو پلیز اب میرے سے دور ہی رہنا۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے تو بے مروتی کی حد ہی کر دی۔اپنی بات کہہ کے سائی ڈ بدل کر بیٹھ گ ئی۔

حاتم غصے میں بھرا میز پر ہاتھ مار کے اٹھ گیا۔

ہال میں میوزک کی وجہ سے ان کی باتیں اور حاتم کا ہاتھ مارنا دونوں چیزوں کی آوازیں دب گ ئی تھیں۔

جوس آنے پر علیزے بڑی نزاکت سے ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر کرسی سے ٹیک لگا کے پینے لگی۔

اتنے میں وہی لال آنکھوں والا ٹھگنا انگریز اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے لگا۔ علیزے نے اسکے بیٹھتے بیٹھتے کرسی کو ٹانگ مار کے پیچھے ہٹا دیا۔اور جیسے ہی وہ گرا اسے انگلی کے اشارے سے دفع ہونے کو بولا۔ساتھ والی میزوں پر لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گ ئے۔

www.novelsclubb.com

اتنے میں دو ویٹرز بھاگتے ہوئے آئے اور اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر زبردستی لے جانے لگے وہاں سے۔وہ تو شرمندگی کے مارے پانی پانی ہو گیا۔

جاتے جاتے اس نے ایسی خونی نظروں سے علیزے کو دیکھا کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی خوف سے سنسنا اٹھی۔

ایک پل کو تو علیزے کو ایسے لگا جیسے یہی وہ انڈین ایجنٹ ہے جو اس کے پیچھے پڑ گیا ہے۔

مگر اسکا قد کاٹھ اور حلیہ دیکھ کر خود کی بات کو رد کر دیا۔

تھوڑی دیر تک تو کسی کو حوصلہ نہیں ہوا اسکے پاس آنے کا مگر پھر ایک لڑکی اس کے پاس آئی ی۔ ہیلو میں جو لیا ہوں کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟

علیزے نے مسکرا کے اجازت دی تو اس نے اشارے سے ایک اور لڑکی کو بلا لیا۔

یہ میری بہن ہے میرین۔ ہم لوگ اپنے ڈیڈی کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اور آپ؟ اس کے جلدی جلدی بولنے پہ علیزے کو ہنسی آگ ئی

میں علیزے ہوں اور اپنے ہسبینڈ کے ساتھ ہوں۔

! واٹ

وہ اچھل کے کھڑی ہو گ ئی اور پھر دوسروں کے متوجہ ہونے پہ کھسیانی سی ہو کے معذرت کر کے بیٹھ گ ئی

میرا مطلب تھا کہ آپ تو چھوٹی سی لگتی ہو۔آپ کو دیکھ کے بالکل بھی اندازہ نہیں ہو رہا کہ آپ میریڈ ہو۔

ویسے آپ کا ہز بینڈ کہاں ہے؟وہ بھی یقیناً آپ کی طرح خوبصورت ہی ہو گا

علیزے کا دل کیا کہ کہہ دے کہ جس کے ساتھ چپک کے تم بیٹھی ہوئی ی تھی وہی ہے۔

مگر پھر خود پہ کنٹرول کر کے مسکراتے ہوئے حاتم کی طرف اشارہ کر دیا۔

اور یہ ان لڑکیوں کیل ئی ے دوسرا دھچکا تھا۔

تمہارا مطلب وہ نیلی ٹی شرٹ والا ہے؟

علیزے نے معصومیت سے سر ہلا دیا۔اور دل میں دانت پیستی ہوئی ی بظاہر مسکرا دی۔

کچھ ہی دیر میں علیزے کے پاس تین چار برٹش لڑکے بھی آ کے بیٹھ گ ئے تھے۔ اصل میں جہاز پہ ساری لڑکیاں مغربی ڈریس میں تھیں۔صرف علیزے نے مشرقی لباس پہنا تھا اور وہ سب سے الگ لگ رہی تھی۔

اور جو اس نے سوچا تھا وہی ہوا کچھ ہی دیر میں وہاں رش لگ گیا تھا اور علیزے پریشان تھی کہ اب ان سب سے جان کیسے چھڑوائے۔

اور اچھی بات یہ ہوئی ی تھی کہ اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ انڈین ایجنٹ کون ہے۔

اب بس اسے اپنے قابو میں کرنا تھا تا کہ وہ حاتم کی بجائے علیزے کو ٹریپ کرنے کی کوشش کرے اور خود ٹریپ ہو جائے۔

علیزے بڑی مشکل سے اگلے دن وہاں آنے کا وعدہ کر کے جان چھڑا کے نکلی تھی۔

حاتم پہلے ہی کمرے میں جا چکا تھا۔

اسکا منہ سوجا ہوا تھا۔

ویٹر کھانے کا پوچھنے آیا تو اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا سو علیزے نے فلحال ویٹر کو منع کر دیا۔

کیا ہوا حاتم؟ کیوں منہ پھلایا ہوا ہے؟ وہ جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے بولی۔

کچھ نہیں مجھے نیند آ رہی ہے سونے دو۔ وہ ناراض بچے کی طرح منہ پھلا کر اوندھا لیٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

اچھا آج بڑی نیند آ رہی ہے۔ پوچھو گے نہیں کہ میں تمہیں انکار کر کے ایسے تیار ہو کے کیوں گ ئی؟ وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولی

نہیں میں کیوں پوچھوں گا۔میں کوئی ی تمہارا سچ میں ہز بینڈ تو نہیں ہوں جسے بتا کے یا پوچھ کے تم کچھ کرو گی۔وہ لیٹے لیٹے ہی بولا

اچھا اٹھو نہ میں نے بتانا ہے کچھ تمہیں۔ذیادہ اوور ایکٹنگ مت کرو اور فٹافٹ صوفے پہ آؤ۔

جب وہ ڈھیٹ بن کر لیٹا رہا تو علیزے کو بھی غصہ آگیا

بھاڑ میں جاؤ تم۔میں سونے لگی ہوں اب میرے منہ مت لگنا ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔

اتنا سننا تھا کہ وہ اچھل کے اٹھا اور علیزے کے بیڈ تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے اٹھا کے واپس صوفے پہ لا بٹھایا۔

www.novelsclubb.com

یہ کیا بد تمیزی ہے ہٹو مجھے سونے دو۔جاؤ تم بھی سو جاؤ۔

اچھا سوری نہ۔مجھے لگا تم مناؤ گی مجھے اس لئے نخرے دکھا رہا تھا مگر تم تو الٹا خود ہی ناراض ہو گئی۔

اب مجھے ہی منانا پڑے گا نہ۔ ورنہ تمہار کیا پتا غصے میں آ کے اپنے جہاز سے نکلوا کے پانی میں پھنکوا دو تو میرا کیا بنے گا۔ وہ مسخروں کی طرح ڈرامے بازی کرتا ہوا بولا۔

علیزے تھوڑی دیر تو چپ رہی پھر حاتم کے دوبارہ سوری بولنے پر نارمل ہو گئی۔

اچھا بتاؤ کیا بتانا تھا؟ اور کیوں ایسا حلیہ بنا کے گئی تھی وہاں۔

بلکہ رکو پہلے کھانا منگوالوں پھر کھاتے ہوئے بات کرتے ہیں۔

کھانے کا بول کے حاتم نے اٹھ کے دروازہ زرا سا کھول دیا اور آ کے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

ہاں جی اب بتاؤ کیا بات ہے؟ وہ آرام سے گود میں کشن رکھ کے بالکل علیزے کی طرح صوفے کی سائیڈ سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔

علیزے نے اسے اپنی اور بشریٰ کی کال پہ ہوئی بات بتائی اور اس ہپناٹزم کے ماہر ایجنٹ کا بھی بتایا کہ وہ انگریز بن کر سفر کر رہا ہے ان کے ساتھ اسی جہاز پہ۔

اور علیزے کا ایسے تیار ہونے کا مقصد بھی یہی تھا اس ایجنٹ کا پتا لگانا۔ ظاہر ہے مشرق میں تو لڑکیاں عموماً پورے کپڑے پہن کر تیار ہوتی ہیں اور اچھی بھی لگتی ہیں۔ مگر مشرقی مردوں کیلئے یہ سب نارمل ہے۔

جب کہ مغربی لڑکیاں عموماً ادھ ننگی پھرتی ہیں اور وہاں کے مردوں کیلئے یہ سب نارمل ہے۔

تو اب مشرقی لڑکی ادھ ننگے کپڑے پہنے گی تو وہ مشرقی مردوں کیلئے دلچسپی کا باعث ہو گی اور جب بہت ساری مغربی لڑکیوں میں کوئی خوبصورت لڑکی مشرقی لباس میں کھلے بالوں اور میک اپ کے ساتھ آئے گی تو کس کی دلچسپی کا باعث بنے گی؟

ظاہر ہے وہ مغربی مردوں کیلئے فل آف چارم ہو گی۔ سو میں وہاں گئی تھی یہ جاننے کیلئے کہ کون کون متوجہ ہوتا ہے میری طرف۔

اور میرا اندازہ درست تھا۔ ہر عمر کے مرد نے مجھے گھورا۔ کچھ پاس آئے اور کچھ دور سے دیکھتے رہے۔ سوائے ایک کے جس نے پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہیں ڈالی مجھ پہ۔

شام کے وقت پلے روم میں اس نے کالا چشمہ لگایا ہوا تھا کیوں؟

یقیناً وہی ہے ہمارا ٹارگٹ۔

اوہ اچھا تم مسٹر مائیکل کی بات کر رہی ہو؟ وہ مجھ سے تو بہت اچھے سے ملتا ہے۔

اور چشمے کا اس نے بتایا کہ اسکی آنکھوں میں کوئی ی مسئلہ ہے وہ روشنی نہیں برداشت کر سکتا۔

یس یہی ہے میرا شکار۔علیزے جوش سے حاتم کی ٹانگ پر مکا مار کے بولی۔اتنے میں کھانا آگیا اور وہ ویٹرز کی طرف متوجہ ہو گئی۔اور حاتم تو بیچارہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ظالم لڑکی کی طرف دیکھ کر اپنی ٹانگ سہلا رہا تھا۔

آج ہی تو اسے علیزے کے ساتھ سچا والا پیار ہوا تھا اور وہ اظہار سے پہلے ہی مکا کھا کے بیٹھ گیا۔بعد میں کیا کرے گی۔

وہ سوچتا ہوا کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

****

کھانے کے بعد کافی پیتے ہوئے دونوں خاموش تھے۔علیزے تو اس ایجنٹ کو قابو میں کرنے کیلئے کوئی ی طریقہ سوچ رہی تھی۔

جبکہ حاتم اسے دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ ابھی اس سے اظہار محبت کرے گا تو علیزے کا کیا ری ایکشن ہو گا۔

کیا وہ اس کے سر یا منہ پہ کافی انڈیل دے گی یا پھر کافی سائی ڈ پہ رکھ کے اسے بالوں سے پکڑ کے پورے کمرے میں گھسیٹے گی اور ٹھڈے مار مار کے بولے گی

سالے تیری ہمت کیسے ہوئی ی مجھ پہ نظر رکھنے کی؟

اف خدایا

حاتم نے سوچ کر جھرجھری لی

مگر یہ بھی سچ تھا کہ وہ آج بہت جیلس ہوا تھا اور اسے احساس ہوا تھا کہ علیزے اس کیلئے بہت ضروری ہو چکی ہے۔

اس لئے اس نے پکا ارادہ بنا لیا تھا کہ وہ آج ضرور اظہار کرے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھتا رہ جائے اور علیزے کو کوئی ی انگریز لے اڑے۔

علیزے کچھ دیر تو اسکی شکل دیکھتی رہی اور پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر انگلیاں گرم کافی کے کپ میں ڈبو دیں۔

وہ جو اپنے دھیان میں سوچنے میں مصروف تھا۔اچانک ہاتھ جلنے پہ کافی نیچے پھینک کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

سارا رومانس کافی کے ساتھ ہی قالین پہ بہہ گیا تھا۔

اسکا غصے سے برا حال تھا کچھ کہنا چاہ رہا تھا مگر خود کو روکا۔کیونکہ ابھی اسے اس انتہائی بدتمیز اور بدلحاظ لڑکی سے پیار کا اظہار جو کرنا تھا۔

کچھ دیر غصے سے دیکھ کر خاموشی سے واش روم کی طرف چلا گیا تھا۔اور علیزے حیران پریشان سی دیکھتی رہ گئی۔

اسے اسکی شکوہ کناں نظروں کا مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

یہ جنگلی کو کیا ہو گیا۔بنا کچھ بولے ہی چلا گیا۔واپس آتا ہے تو چیک کرتی ہوں بخار تو نہیں ہو گیا بیچارے کو۔

حاتم واپس آ کے چپ کر کے بیٹھ گیا۔کیا ہوا جنگلی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔

ہاں ٹھیک ہوں۔

علیزے تو حیرت سے بے ہوش ہونے والی ہو گ ئی تھی۔ایک تو حاتم کی سیر یس شکل اور دوسرا جنگلی کہنے پہ بھی خاموشی۔

کیا ہوا حاتم اتنے چپ کیوں ہو؟طبیعت خراب ہے یا کوئی اور مس ئی لہ ہے؟

وہ علیزے میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے مگر سمجھ میں نہیں آرہا کیسے کروں۔

وھ اٹک اٹک کر بولا

کیا مطلب کیسے کروں؟منہ کسی کو ادھار دے آئے ہو جو سمجھ نہیں آرہا کہاں سے بولو؟

وہ گھورتے ہوئے بولی

نہیں یار بات ہی ایسی ہے کہ مجھے ڈر ہے تم کہیں اپنے نوکروں سے کہہ کر مجھے پانی میں ہی نہ پھنکوا دو۔

www.novelsclubb.com

یار بات کرنی ہے تو کرو ورنہ بور نہیں کرو پلیز۔

علیزے اکتا کر بولی

حاتم ڈرتے ڈرتے آگے ہوا اور علیزے کے پاؤں والی سائیڈ پہ بیٹھ کے حفظ ماتقدم کے طور پہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور جلدی سے بولا

آئی لو یو علیزے مجھ سے شادی کرو گی؟

علیزے کچھ دیر تک تو حیران ہو کے اسکی شکل دیکھتی رہی پھر سنجیدہ ہو کے بولی

حاتم تم واپس جا رہے ہو اپنی دنیا میں۔اب تمہیں دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آنا۔اسطرح کی سوچیں پالو گے تو زندگی دشوار ہو جائے گی۔بہتر ہے اپنے آنے والے وقت کے بارے میں اچھا سوچو۔

میں ابھی تمہارا حال ہوں مگر کچھ دنوں میں ماضی بننے والی ہوں۔نہ تو تم ہمیشہ یہاں رہ سکتے ہو اور نہ میں تمہاری دنیا میں جا سکتی ہوں۔

ہم اکیسویں صدی کے جدید سہولتوں میں پلے بڑھے انسان ہیں۔ تم نے تو یہاں سروائی یو کر لیا کیونکہ تم ان سہولتوں کے عادی نہیں تھے تم نے خود کو اس ماحول کے مطابق ڈھال لیا۔

مگر ہم گرمی میں اے سی اور سردی میں ہیٹر چلا کے سونے اور آرام دہ ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں سفر کرنے والے لوگ ہیں۔

میں پتھروں کے زمانے میں نہیں جا سکتی سوری حاتم

ہم اچھے دوست ہیں اس سے زیادہ کا ہمارا کوئی سین نہیں بن سکتا۔

تم پلیز اس بارے میں زیادہ مت سوچو اور سو جاؤ۔

تم بہت اچھے ہو۔ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل بن سکتے ہو۔ میرے بھی آئیڈیل ہو مگر ڈئیر یہ آئیڈیلزم بس دوستی کی حد تک ہے۔

اب اٹھو اور سو جاؤ۔ امید ہے تم نے برا نہیں منایا ہو گا۔

وہ اٹھ کر بیڈ کی طرف چل دی

اگر میں تمہارے لیئے دوبارہ اس دنیا میں واپس آؤں تو کیا تب تم مجھ سے شادی کرو گی؟

اس کی بات سن کر علیزے کے قدم تھمے تھے۔

کچھ دیر سوچا ہلکا سا مسکرائی ی اور بولی ہاں

اور اگر میں تمہیں کہوں کہ میں ضرور واپس آؤں گا تو کیا تم میرا انتظار کرو گی؟

اگلے سو سال تک

www.novelsclubb.com

وہ شرارت سے مسکرا کے بولی

یاہوُووووو

حاتم اچھل کر آیا اور علیزے کو بازوؤں میں اٹھا کر گھما دیا۔

شکریہ علیزے

ارے چھوڑو میں گر جاؤں گی

فکر مت کرو نہیں گرنے دوں گا۔وہ گھومتے ہوئے جذب سے بولا

اچھا بس بس اب سستے عاشقوں والے ڈائی یلوگ نہ مارنا اور اتارو مجھے نیچے۔

وہ بیچارہ کھسیانا سا ہو کر مسکراتا ہوا اسے اتار کر اپنے بیڈ پر چلا گیا۔

علیزے بھی اسکی بچوں والی حرکت پر مسکراتی ہوئی لائی ٹس بند کر کے سونے کیلئے لیٹ گئی۔

اگلے دن پھر سے علیزے ویسے ہی تیار ہو کے پلے روم پہنچ گئی تھی مگر اس بار حاتم کو برا نہیں لگا بلکہ وہ اس کے پلان میں شامل تھا۔

حاتم نے علیزے کو اس آدمی سے ملوانا تھا۔وہ پلان کے مطابق اسی کے پاس بیٹھا تھا جب علیزے وہاں آئی ی۔

وہ جان بوجھ کر ان کے پاس سے گزرنے لگی تو حاتم نے آواز دے کر اسے روک لیا۔

علیزے ذرا رکنا پلیز

علیزے نے بھی چونک کر رکنے کی بھرپور اداکاری کی اور پھر ان لوگوں کی طرف آگئی۔

آؤ تمہیں کسی سے ملواؤں حاتم خوش مزاج ہوا

یہ ہیں مسٹر مائی یکل

یہ ہیں تو امریکہ سے مگر ہندی بھی جانتے ہیں۔انہوں نے انڈیا میں بھی کافی وقت گزارا ہے۔اور مزے کی بات یہ کہ یہ مستقبل بھی بتاتے ہیں۔

اور مسٹر مائی یکل یہ ہے میری وائف علیزے پاکستان سے۔

www.novelsclubb.com

علیزے کو ایسا لگا جیسے وائی ف والی بات پہ اس آدمی کو جھٹکا لگا ہو مگر علیزے نے اگنور کر کے ہائے بولا

وہ آدمی بھی مری مری آواز میں ہیلو بولا تھا۔

علیزے سمجھ گ ئی تھی کہ وہ ان کی میاں بیوی والی بات پہ پریشان ہوا ہے کیونکہ وہ لوگ کنوارے لڑکے اور لڑکی کی قربانی دیتے ہیں۔

بہر حال تھوڑی دیر بیٹھ کر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے علیزے اٹھ گ ئی ی۔اوکے مسٹر مائی یکل کل آپ سے فیوچر پوچھوں گی۔ناؤ گڈ بائے۔

وہ دل ہی دل میں ہنستی ہوئی ی وہاں سے اٹھی تھی۔

فیوچر بتاتا ہے بیچارہ خود کے فیوچر سے انجان ہے۔ چچچچ

کچھ دیر وہاں گزار کے علیزے کمرے میں واپس آگ ئی تھی۔وہ جان گ ئی تھی کہ یہ آدمی اب ضرور کچھ کرے گا فیوچر بتانے کے بہانے۔

اسی لئے علیزے نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ حاتم سے پہلے علیزے کو فیوچر بتائے گا۔

حاتم کے آنے تک وہ لیپ ٹاپ لے کے ہپناٹزم کے بارے میں سرچ کرتی رہی اور اپنا انتظام کرتی رہی۔

اگلے دن اس نے جان بوجھ کے حاتم کے ذریعے اس دیسی انگریز کو کمرے میں بلوالیا تھا فیوچر بتانے کیلئے۔ اور وہ تو خود بھی شاید یہی چاہتا تھا۔ فوراً آ گیا اس کے ساتھ ہی۔

پہلے تو اس نے کمرے میں دو بیڈ دیکھ کے حیرت کا اظہار کیا اور پھر حاتم کے بہانہ بنانے پہ چپ کر گیا۔ شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ دونوں میاں بیوی کا ناٹک کر رہے ہیں۔

اب تو اس کو ٹھکانے لگانا ضروری ہو گیا تھا۔ ورنہ پہلے تو علیزے نے سوچا تھا کہ بس اسے اندھا کرے گی۔

وہ بھی چپ کر کے اس کے ناٹک دیکھنے لگی۔

اس نے کمرے کے درمیان میں میز رکھوا کے آمنے سامنے دو کرسیاں رکھوائی ی تھیں اور حاتم کو لائی ٹ مدھم کر کے دور جا کے بیٹھنے کو بولا تھا۔

کیا آپ اپنا پاسٹ جاننا چاہیں گی؟ اگر میں آپکو آپکا ماضی ٹھیک ٹھیک بتا دوں تو یقیناً آپ کو میری مستقبل کی پیشگوئی ی پر یقین آ جائے گا۔

جی جی ضرور مسٹر مائی یکل۔ وہ استہزائی یہ سا ہنستی ہوئی ی بولی

اسے شاید علیزے کے بارے میں ساری معلومات نہیں دی گ ئی تھیں یا شاید وہ لوگ خود بھی علیزے کو جان نہیں پائے تھے۔

ورنہ یہ آدمی علیزے کو ٹریپ کرنے کا کبھی نہ سوچتا۔

www.novelsclubb.com

علیزے بھی معصوم بن کر اس کے سامنے بیٹھ گ ئی تھی۔اس نے پہلے تو ایسے ہی بہانے سے علیزے کا دایاں ہاتھ پکڑ کر دیکھنا شروع کر دیا۔پھر جیب سے کوئی ی پاؤ ڈر کی ڈبی نکال کر اس میں سے ایک چٹکی علیزے کے ماتھے پر مل دی۔

علیزے نے فوراً سانس روک لی۔یہ تو اچھا ہوا کہ وہ ہپناٹزم کی ٹرکس اور اس سے بچنے کے طریقے جان چکی تھی۔

اسے کم سے کم بیس سیکنڈ تک سانس بند رکھنی تھی مگر اسے یہی تاثر دینا تھا کہ جیسے وہ نیم بے ہوش ہو چکی ہے۔

اتنے میں علیزے نے اپنی بائیں آستین میں چھپا ہوا وہی چھوٹا سا خنجر کھسکا کے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔جو وہ مندر میں کسی کے سامان میں سے چرا کے لائی تھی۔

لائٹ چونکہ مدھم تھی اور حاتم بھی بظاہر ان سے انجان بن کر تھوڑا دور ہو کے صوفے پہ بیٹھا میگزین دیکھ رہا تھا۔

کیا تمہیں نیند آرہی ہے لڑکی ؟اس نے علیزے کو بار بار آنکھیں بند کر کے کھولتے اور سر جھٹکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

ہاں میرا سر بھاری ہو رہا ہے اور بہت نیند آرہی ہے۔علیزے نے بھی پوری اداکاری کرتے ہوئے بولا

تمہیں سونا نہیں ہے آنکھیں کھول کے میری آنکھوں میں دیکھو۔

علیزے نے نشیلی آنکھیں بنا کے بڑے والہانہ انداز میں اسے دیکھنا شروع کر دیا۔وہ تھوڑا کنفیوز ہو گیا کہ شاید دوا زیادہ لگا دی۔

اور پھر علیزے کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔علیزے کو اپنے دماغ میں لہریں اور بھاری پن محسوس ہونے لگا۔اب اسے جلد سے جلد اٹیک کرنا تھا ورنہ شاید سچ میں ہپناٹائز ہو جاتی۔اس آدمی کی دماغی لہریں بہت تیزی سے اس پر اثر کر رہی تھی۔

علیزے نے نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

اس نے ایک نظر لاتعلق بنے حاتم کو دیکھا اور علیزے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھنے کیلئے جیسے ہی آگے بڑھایا علیزے نے جھٹ سے اپنا ہاتھ اٹھا کے دوسرے ہاتھ سے چاقو نکال کے اس کے ہاتھ پہ گاڑ دیا۔

حاتم جو غیر محسوس انداز میں اس کے پیچھے آ کے کھڑا ہو گیا تھا

اس نے چاقو لگتے ہی اس آدمی کا منہ دبا دیا تاکہ چیخ کی آواز باہر نہ نکلے۔

اب حال یہ تھا تکہ وہ کبھی حاتم کا ہاتھ اپنے منہ پر سے ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا اور کبھی چاقو ہاتھ پر سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

علیزے نے آگے بڑھ کر وہ نشے والی دوائی نکال کر اس کے چہرے پر مل دی اور اس کی ناک کے پاس کر دی۔

کچھ ہی دیر میں وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ حاتم نے علیزے کے کہنے پہ اور دوائی اس کے ناک اور ہونٹوں پر لگا دی تاکہ وہ جلدی ہوش میں نہ آ سکے۔

علیزے خود اس آدمی کے پاس رکی اور حاتم کو باہر بھیجا تاکہ وہ جائزہ لے سکے کہ کوئی باہر ہے تو نہیں؟

حاتم نے کچھ دیر میں آ کے سب اوکے کا سگنل دیا۔

دونوں نے مل کے اسے بیڈ شیٹ میں باندھا اور حاتم اسے کندھے پر اٹھا کے باہر لے گیا۔

جلدی جلدی عرشے پر پہنچ کر انہوں نے اسے پانی میں پھینکا۔

چھپاک کی آواز آئی اور دونوں تھوڑے سے پریشان ہو گئے کہ کسی نے آواز نہ سن لی ہو۔

www.novelsclubb.com

مگر جب کچھ دیر تک کوئی بھی نہ آیا تو دونوں ریلیکس ہو کے ادھر ہی کھڑے ہو کے باتیں کرنے لگے۔

اتنے میں علیزے کو بادبانوں کے ڈھیر کے پیچھے کوئی سایہ سا محسوس ہوا۔

حاتم مجھے لگتا ہے کہ وہاں کوئی ی چھپا ہوا ہے اور اس نے ہمیں کچھ گراتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔

حاتم نے علیزے کی نظروں کا تعاقب کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھر کے وہاں پہنچ گیا۔وہ سایہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا مگر حاتم گردن سے پکڑ کے اسے اونچا کر کے جھلاتا ہوا لے آیا۔

ارے یہ تو وہی ہے جو دو بار میرے پاس بیٹھنے کی کوشش کر کے میرے ہاتھوں بے عزت ہو چکا ہے۔

اسے پوچھو یہ وہاں چھپ کر کیا کر رہا تھا اور اس نے کیا دیکھا۔

پہلے تو وہ کچھ بتانے سے انکاری تھا مگر پھر حاتم نے اسکی گدی پر ایسا زوردار ہاتھ مارا کہ وہ تڑپ کر رہ گیا۔

بتاتا ہوں مجھے مت مارو خدا کیلئے۔

ہمم شروع سے شروع ہو جاؤ۔حاتم نے گھور کر اسے کہا تو وہ جلدی سے آگے بڑھ کر علیزے کے پاؤں میں بیٹھ گیا اور انگریزوں والا ماسک اتار دیا۔

و

ہ ایک بیس بائی یس سالہ نوجوان لڑکا تھا۔

مجھے معاف کر دو علیزے میڈم مجھے آپکی سوتیلی ماں نے پیسے دے کر آپ کی جاسوسی کیلئے آپ کے پیچھے لگایا تھا۔

میں نے سوچا آپ سے دوستی کر لیتا ہوں پھر جاسوسی کرنا آسان ہو گی۔

مگر آپ نے دونوں بار مجھے بے عزت کر دیا۔پھر میں نے آپ سے بدلہ لینے کا سوچا اور پلان بنانا شروع کر دئے۔

ابھی بھی میں یہاں بیٹھا سوچ رہا تھا جب چھپاک کی آواز آئی ی مجھے لگا آپ لوگوں نے کسی کو مار کے پھینک دیا ہے۔

میں کیپٹن کو بتانے کیل ئی ے ادھر سے نکلنے لگا تھا کہ پکڑا گیا۔

بیو قوف آدمی ہم نے پرانے فالتو کپڑے پھینکے ہیں۔اپنے سامان کا وزن ہلکا کرنے کو۔ان کپڑوں کی گٹھڑی کی آواز تھی۔

حاتم اسکی گدی کو جھٹکے دیتے ہوئے بولا

معاف کر دو بڑے بھیا مجھے غلط فہمی ہو گ ئی تھی۔

میں اگلے سٹیشن پر اتر جاؤں گا اور جب تک ادھر ہوں اب نظر نہیں آؤں گا۔مجھے جانے دو پلیز

ابے یہ بس ہے جو تو اگلے سٹاپ پر اترے گا۔چل بھاگ یہاں سے منحوس کہیں کا۔علیزے جھلاتے ہوئے بولی

****

www.novelsclubb.com

اس لڑکے کو بھگا کے دونوں پھر سے عرشے کے کنارے پہ کھڑے ہو گ ئے۔

چاندنی راتیں تھیں اور ہر طرف پانی ہی پانی۔لہروں کا اٹھتا ہوا جوار بھاٹا دیکھ کر علیزے کو تو عجیب سے ہول اٹھ رہے تھے۔

چلو حاتم اندر چلیں مجھے اس ٹائی م پانی کو دیکھ کر خوف آ رہا ہے۔حاتم جو چاند کو دیکھ رہا تھا چونک کر واپس مڑا اور دونوں اندر کی طرف بڑھ گ ئے۔

اگلے سارے دن خاموشی سے گزر گ ئے تھے۔کسی کو بھی اس دیسی انگریز مائی یکل کے غائ ب ہونے کا شاید پتا ہی نہیں چلا تھا۔

ان کے سفر کا اٹھارواں دن تھا۔دو دن بعد انہیں ساؤ تھ افریقہ کی کسی قریبی بندر گاہ پر اتار دیا جانا تھا۔

علیزے نے کیپٹن کو حاتم کے بارے میں بتا دیا تھا اور یہ بھی کہ وہ اپنی دنیا میں واپس جانے کا راستہ ڈھونڈنے کیلی ئے صحرائے اعظم افریقہ جا رہا ہے۔

کیپٹن نے اپنے کسی دوست کا پتہ انہیں دیا تھا اور اسکے نام خط بھی لکھ دیا تھا۔

کیپٹن نے انہیں بتایا تھا کہ وہ شکاری ہے اور اسے افریقہ کے جنگلوں کا کافی تجربہ ہے۔اس کے پاس موبائل نہیں ورنہ میں اسے کال کر دیتا۔آپ لوگ اسے میرا خط دکھانا وہ ضرور آپکی مدد کرے گا۔

یہ اسی رات کی بات تھی۔وہ لوگ ڈنر کے بعد آرام سے سوئے ہوئے تھے جب اچانک کسی احساس کے تحت علیزے کی آنکھ کھلی۔

اسے ایسا لگا تھا جیسے جہاز ڈول رہا ہے۔اور اسکے اس بدترین خدشے کی تصدیق تب ہو گئی تھی جب ان کے کمرے کا دروازہ بجایا گیا۔

حاتم بھی اٹھ گیا تھا۔انہیں کیپٹن کے کیبن میں بلایا گیا تھا۔باہر خلاصیوں کی ادھر اُدھر دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔وہ دونوں وہاں پہنچے تو کیپٹن پریشانی سے ٹہل رہا تھا۔

ان کے پہنچتے ہی وہ انکی طرف لپکا آئی یے سر آئی یے میڈم پلیز بیٹھ کر میری بات سن لیں۔اور پھر علیزے کو مخاطب کر کے بولا

میڈم آپ لوگوں کو محسوس ہو گیا ہو گا کہ جہاز بری طرح سے ڈول رہا ہے۔سمندر میں بنا موسم کا طوفان آ گیا ہے۔

اگر اس وقت ہم آگے بڑھتے ہیں تو ہوا کے شدید دباؤ اور لہروں کے تھپیڑوں کے سامنے زیادہ دیر نہیں ٹک سکیں گے۔جہاز تباہ بھی ہو سکتا ہے۔

آپ کا صرف دو دن کا سفر رہ گیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ لوگوں کو بوٹ دے دیں جس پہ آپ نارتھ کی طرف سفر کر کے ڈھائی دن میں ساحل سے جا لگیں گے۔

اگر ہم نے آگے سفر کیا یا یہاں ہی رکے رہے تو مشکل ہو جائے گی۔اب آپ بتا دیں کیا کرنا ہے۔

کیونکہ طوفان کا پتا نہیں کب تک رہے۔ ہم لوگ جہاز کو پیچھے لے جائیں یا سمت تبدیل کر لیں پھر بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ یہ طوفان جان چھوڑ دے۔

اور آپ لوگوں کو چھوٹی لانچ لے جانے کا مشورہ اس لئے دے رہا ہوں کیونکہ تیز رفتار بوٹ لانچ آسانی سے طوفان میں سے گزر جائے گی۔

کیا کہتے ہو حاتم؟ چلا لو گے لانچ؟

ہاں کیوں نہیں۔ ہم دو کیلئے پورے جہاز کو خطرے میں ڈالنا ٹھیک نہیں۔ میں چلا لوں گا۔

تو چلو پھر اپنا سامان اٹھا لائیں۔ کیپٹن آپ تب تک لانچ تیار کروا دیں۔ علیزے اسے بول کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

دونوں نے اپنا ضروری سامان اٹھایا اور جلدی سے کپڑے بدل کر باہر نکل آئے۔

کیپٹن نے لانچ میں پورے ہفتے کا کھانے پینے کا سامان رکھوا دیا تھا۔ ساتھ فالتو پانی کی بوتلیں اور لانچ کے اندر فوم کے گدے رکھوا دی ئی ے تھے۔

جہاز پر سے لانچ میں اتر کر ان لوگوں نے جہاز کو الوداع کر دیا تھا۔ وہ لوگ بھی فوراً سے رخ موڑ کر جہاز کو واپس لے گ ئے تھے۔

لانچ بھی ڈول رہی تھی وہ دونوں ڈرائی یور کیبن میں ہی آگ ئے تھے۔ کیپٹن کے مطابق حاتم کو تقریباً دو میل تک لانچ سیدھی نارمل سپیڈ پہ لے جانی تھی اور پھر سپیڈ تیز کر کے غوطہ لگا کے اونچی اونچی لہروں کو پار کرنا تھا۔

یہ بہت رسکی کام تھا۔ اور حاتم پہلی بار چلا رہا تھا سو علیزے تو ڈر کے مارے خاموشی سے دل ہی دل میں آیات پڑھ رہی تھی۔

اور وہی ہوا جسکا علیزے کو ڈر تھا۔ جیسے ہی حاتم نے سپیڈ تیز کی لانچ لہروں کے بھنور میں آگ ئی اور تیزی سے گول گول گھومنے لگی۔

علیزے چیخنا چلانا چاہتی تھی مگر اس کی تو آواز ہی بند ہو گ ئی۔لانچ اتنی تیزی سے گھوم رہی تھی کہ اسے لگا بس اب وہ مرے۔

بے ہوش ہوتے ہوتے اس نے فرعون کی روح کو مدد کیل ئی ے پکارا تھا اور پھر ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گ ئی۔

علیزے کو ہوش آیا تو دیکھا وہ لانچ کے ڈیک پر پڑی تھی اور اوپر دور ہوا میں چیل یا شاید گدھ چکرا رہے تھے۔وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔

سورج کی تپش سے پیاس لگی ہوئی تھی اسے۔وہ لوگ شاید ساری رات بے ہوش رہے تھے۔وہ اٹھی اور حاتم کو آوازیں دینے لگی۔

ایک پل کو تو اسے لگا کہ وہ لانچ پر اکیلی ہے۔وہ روہانسی ہو کر حاتم کو آوازیں دیتی ہوئی ی اندر کی طرف بڑھی۔اور پھر اسکی ہنسی نکل گ ئی۔

حاتم نیچے کی طرف سیڑھیوں پہ گر کر بے ہوش پڑا تھا۔ٹانگیں سیڑھیوں پر اور دھڑ فرش پر۔وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اس کا منہ تھپتھپا کر آوازیں دی تو وہ کراہ کر اٹھ بیٹھا۔

اس بیچارے کے سر کے پچھلے حصے میں چوٹ آئی ی تھی۔وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ علیزے اسے بتا کر اندر گ ئی جہاں ہر چیز ٹوٹی بکھری پڑی تھی۔۔۔وہ فلحال سب اگنور کر کے پانی کی دو بوتلیں اٹھا کے لے آئی ی۔

پانی پی کر زرا حواس بحال ہوئے تو دونوں اٹھ کے اندر گ ئے اور وہاں کا حال دیکھ کر حاتم تو صدمے میں ہی چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

کمپاس کہیں ٹوٹا پڑا تھا ریڈیو فریکوینسی سیٹ کہیں اور لیور وغیرہ کہیں۔اب نہ تو وہ کسی سے رابطہ کر سکتے تھے نہ اپنی سمت جان سکتے تھے۔

وہ لوگ ساری رات اور آدھا دن بے ہوش رہے تھے۔تب تک نہ جانے لانچ کہاں کی کہاں پہنچ چکی تھی۔

تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کے اٹھ کے باہر آگ ئے اور خود کو لہروں کے رحم و کرم پہ چھوڑ کر وہاں ہی بیٹھ کر آگے کا سوچنے لگے۔

علیزے کو تو بھوک لگی ہوئی ی تھی وہ اٹھی اور چھوٹے سے کچن میں گ ئی۔ وہاں بھی سب کچھ بکھرا پڑا تھا مگر مضبوط پلاسٹک کے واٹر پروف جارز کی وجہ سے بچ گیا تھا سب کچھ۔

اس نے کافی بنائی ی اور شیشہ پلاسٹک کے مگ ڈھونڈھ کے انہیں دھو کر ساتھ لیا اور تھرموس میں کافی ڈال کے ساتھ بسکٹ کے پیکٹس۔۔ چپس اور چاکلیٹ وغیرہ لے لی ئے۔

www.novelsclubb.com

بسکٹس تو ٹوٹ پھوٹ گ ئے تھے لیکن باقی سب سلامت تھا۔ جیسے ہی وہ ساری چیزیں لے کر آئی ی حاتم نے جلدی سے اٹھ کر پاس بڑا ہوا ٹوٹے ہوئے بادبان کا کپڑا اٹھا کر نیچے بچھایا۔

شکریہ علیزے سچ میں بڑی بھوک لگ رہی تھی۔

ہمم مجھے بھی۔

ظاہر ہے کل رات کا کھانا کھایا ہوا اور اب دوپہر ہو گ ئی۔ شکر ہے چیزیں سلامت رہی۔ کچھ پانی میں نہیں گرا اور ہم بھی ٹھیک ہیں۔

ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اتنے تیز بھنور میں سے بنا کسی بڑے نقصان کے ہم کیسے نکل آئے۔

علیزے کو یاد آیا کہ اس نے بیوشی سے پہلے فرعون کی روح کو پکارا تھا شاید اس نے مدد کی ہو۔ مگر اس نے یہ بات حاتم سے نہیں کہی۔

دو دو کپ کافی اور بسکٹس وغیرہ کھا کے دونوں چھاؤں میں بیٹھ گ ئے تھے۔

اگر فشنگ راڈ ہوتی تو میں فشنگ کرتی ابھی۔

ہاں اور پھر تمہارے کانٹے میں شارک پھنس جاتی اور تمہیں لانچ سمیت کھینچ کر کنارے تک لے جاتی۔ حاتم کے مسخرے انداز میں بولنے پر علیزے کا قہقہہ نکل گیا۔

ہاں ویسے امیجن کرو حاتم اگر سچ میں شارک ہمیں کنارے پر پہنچا دیتی۔ جی ہاں تمہیں پیٹ میں رکھ کر اور مجھے دانتوں میں پھنسا کر۔

علیزے ہنس ہنس کے دوہری ہو گئی اسکے جلے بھنے انداز کو دیکھ کر۔ اف توبہ حاتم تمہیں پاکستان کا پانی سوٹ کر گیا جگتیں مارنے لگے ہو۔ ہاہاہا

بچو جی ہم پانی میں ہیں لانچ کا سسٹم خراب ہے۔ انجن کا کیا حال ہے پتا نہیں۔ ہم ہیں کہاں یہ بھی نہیں پتا اور کب اور کہاں پہنچیں گے کچھ نہیں جانتے۔ اور تمہیں مسخری سوجھ رہی ہے۔

یار جب پھنس ہی گئے ہیں تو اب کیا کر سکتے۔ چِل کرو جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

****

ان لوگوں کو سفر کرتے ہوئے تیسرا دن تھا۔بے مقصد باتیں کر کر کے دونوں ہی تھک چکے تھے۔اب تو بس کھانے کی بات ہوتی تھی یا پینے کی۔ٹن فوڈ تو وہ لوگ سارا کھا چکے تھے اب بس چپس چاکلیٹ اور ٹوٹے ہوئے بسکٹس کے پیکٹس تھے جو باقی بچے تھے۔

کافی ان لوگوں نے اتنی پی تھی کہ اب بس تھوڑی سی ہی باقی رہ گئی تھی۔چائے کا سامان تو تھا مگر علیزے چائے نہیں پیتی تھی۔سو اس نے اب سے حاتم کو چائے اور خود کیلئے کافی بنانے کا سوچا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس وقت بھی لانچ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی دوپہر کا ٹائم تھا اور سورج سوا نیزے پہ چمک رہا ہو جیسے۔اور وہ دونوں بلا مقصد چھاؤں میں بیٹھے دور تک نظریں جمائے ہوئے تھے۔

نہ ہوا تھی اور نہ بارش کے کوئی ی امکانات۔ پانی کا ذخیرہ بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔ دن میں تین تین بار نہانے والی علیزے پچھلے دن کی نہائی ی ہوئی ی تھی اور خود سے ہی الجھن محسوس کر رہی تھی مگر کیا ہو سکتا تھا۔

ابھی انہیں نہ جانے کتنے دن ایسے سفر کرنا پڑتا۔ سمندر کے پانی سے تو نہا نہیں سکتی تھی جلد خشک ہو جاتی۔

اب بیٹھی اپنے گھر کے عیش و آرام کو یاد کر رہی تھی۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ حاتم کے ساتھ آنے پہ پچھتا رہی ہو۔

کیا سوچ رہی ہو علیزے؟ حاتم خاموشی سے تنگ آ کے خود ہی بولا

کچھ نہیں میں سوچ رہی تھی کہ اس وقت اگر ہم پاکستان میں ہوتے تو کیا کر رہے ہوتے؟ شاید سو رہے ہوتے اپنے مخمل کے بستروں پہ۔

کیا تم پچھتا رہی ہو؟ مجھے معاف کر دو علیزے میں نے تمہاری شہزادیوں جیسی زندگی کو بنجاروں جیسی بنا دیا ہے۔ پتا نہیں ہم کہاں ہیں کس ملک میں کس علاقے میں۔

نہ جانے کب کنارے سے لگیں۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا علیزے۔

حاتم کے بچے زیادہ ایموشنل ڈرامہ نہ کر۔ میں اپنی مرضی سے آئی ہوں اور مجھے سفر کی ان مشکلات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اب کوئی فضول بات نہ کرنا۔

جو بھی حالات ہوں جب ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے تو ساتھ رہیں گے بھلے جان چلی جائے کوئی بات نہیں میرے لیئے رونے والا کون ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ مگر تمہارے گھر والے تو تمہاری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔

ہاں مگر یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ بھی مجھ پہ فاتحہ پڑھ چکے ہوں۔ پتا نہیں وہاں کتنا ٹائم گزر چکا ہو گا۔ حاتم مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔

کوئی ی بات نہیں حاتم مجھے یقین ہے تم اپنے گھر ضرور جاؤ گے۔

اور تم علیزے؟

میں یہیں رک کر تمہارا انتظار کروں گی۔

حاتم کا دل کیا کہ اسے ساتھ چلنے کو بولے مگر اس کے متوقع انکار کو سوچ کر خاموش رہا۔

علیزے اس کو بغور دیکھ کر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے کچھ کچھ اندازہ لگا رہی تھی۔ مگر پرانے زمانوں میں جانے کا حوصلہ نہیں کر پا رہی تھی۔

ان کے سفر کا چوتھا دن بھی ختم ہونے کو تھا چائے کافی کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا اور پینے کا پانی بھی تقریباً ختم ہونے کو تھا۔ اب تو وہ لوگ برائے نام ہی کھا رہے تھے کہ کہیں گلے میں ہی نہ اٹک جائے۔

ان کی جلد بھی پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہو چکی تھی

اب تو لوشن بھی اثر نہیں کر رہا تھا۔علیزے نے حاتم کی طرف دیکھا اس کے ہونٹوں پر بھی پپڑیاں جمی ہوئی تھیں۔وہ علیزے کی وجہ سے بہت کم پانی پی رہا تھا تاکہ علیزے کیل ئے بچ جائے۔

وہ اٹھی اور آخری بچی ہوئی دونوں بوتلیں اٹھا کے لے آئی۔

جیسے ہی اس نے حاتم کی طرف ایک بوتل بڑھائی وہ حیران ہو کے اسے دیکھنے لگا۔

پی لو یار جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ابھی اپنی حالت دیکھو مجھ سے زیادہ بری ہے۔

نہیں میں ٹھیک ہوں یار تم پی لو پانی۔حاتم پلیز یار بحث کرنے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔تو اگر تم چاہتے ہو کہ میں یہ دونوں بوتلیں پانی میں نہ پھینکوں تو پی لو۔ورنہ میرا غصہ تو تم جانتے ہی ہو۔

پانچواں دن شروع ہو گیا تھا۔پیاس سے دونوں بے حال تھے۔ایسی صورت میں علیزے کے دماغ نے بھی کام کرنا بند کر دیا تھا کہ وہ کم سے کم فرعون کو ہی بلا لیتی مدد کو۔

سارا دن گزر گیا کچھ کھائے پیئے بنا۔اب تو ہلنے جلنے کی بھی سکت نہیں تھی اس میں۔

حلق سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے دونوں کے۔

خاموشی سے ڈیک پر چھاؤں میں بے سدھ لیٹے ہوئے تھے۔

ہم لوگ بلاوجہ پانی ضائع کرتے ہیں۔برش کرنے لگے تو نل کھول کر چھوڑ دیا۔نہانے گئے تو بلاوجہ پانی چلائے رکھتے۔اور کپڑے برتن دھوتے تو حد ہی کر دیتے ہیں ہم۔

کبھی نہیں سوچا کہ جن کو پینے کو نہیں ملتا ان کی کیا حالت ہوتی ہو گی۔

اس وقت علیزے بھی آسمان کی طرف دیکھتی ایسے ہی سوچ رہی تھی۔تاحد نظر پانی ہی پانی تھا مگر پینے کو ایک گھونٹ تک نہیں۔

بند ہوتی آنکھوں سے اس نے ہوا میں چیل منڈلاتے ہوئے دیکھے۔اور بیہوش ہونے سے پہلے آخری سوچ اس کے دماغ میں قریب کسی ساحل کی آئی ی تھی۔

اسکی آنکھ کھلی تو خود کو کسی نرم سی کھال کے بستر پر پایا۔طبیعت ہشاش بشاش تھی۔ بھوک پیاس کا کوئی ی نام و نشان تک نہیں تھا۔

پہلے تو اس نے سوچا شاید مر گ ئی ہے اسی ل ئے بھوک پیاس کا احساس ختم ہو گیا ہے۔

www.novelsclubb.com

مگر پھر زرا سا سر اونچا کر کے دیکھا تو کھجور کی چھال اور پتوں سے بنی ہوئی ی جھونپڑی پہ نظر پڑی۔باہر سے لوگوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گ ئی۔اتنے میں حاتم ایک جنگلی کے ساتھ باتیں کرتا ہوا اندر آیا۔اسے ہوش میں دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔

کیسا محسوس کر رہی ہو ابھی؟

میں ٹھیک ہوں مگر یہ سب کیا ہے؟وہ حیرت سے اسکے جنگلیوں والے حلی ئے کو دیکھ کر بولی۔

کالے جنگلی کے ساتھ گورا چٹا حاتم ٹارزن کی طرح چمڑے کے لباس میں مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔

صبر کرو بتاتا ہوں اس کو واپس بھیج دوں۔

دوسرا جھٹکا اسے تب لگا جب حاتم نے اس جنگلی کو کچھ بول کر واپس جانے کا اشارہ کیا اور وہ ادب سے سر جھکا کر الٹے قدموں واپس مڑ گیا۔

علیزے ابرو اچکا کر اسے دیکھ رہی تھی۔وہ زرا سا ہنس کر گویا ہوا

لانچ میں تم تو بیہوش ہو گ ئی تھی مگر میں ہوش میں تھا وہ الگ بات کہ ہلنے جلنے کی ہمت نہیں تھی۔اچانک میں نے ڈھول بجنے کی مخصوص آواز سنی جیسے کہ جنگلی لوگ اجنبیوں کو دیکھ کر ایک دوسرے کو پیغام پہنچانے کیل ئے مخصوص انداز میں ڈھول بجاتے ہیں۔

کچھ ہی دیر میں ہماری لانچ کے پاس تین چھوٹی کشتیاں آئی یں۔اور ان میں سے یہ جنگلی ہماری لانچ پر چڑھ آئے۔

کچھ نے ہم دونوں کو اٹھا کے کشتی میں ڈالا اور کچھ لوگ لانچ پر سے سارا سامان نکال کے لے آئے اور پھر ہماری لانچ کو کنارے پر گھسیٹ لیا گیا۔

ہم لوگ مہذب آبادیوں سے بہت دور آدم خوروں کے علاقے میں آگ ئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے شکار کو فوراً نہیں کھاتے بلکہ اسے ڈرا ڈرا کے ادھ موا کر دیتے ہیں تا کہ اس میں قوت مدافعت ختم ہو جائے اور اسکا خون ڈر کے مارے ہی سوکھ جائے۔پھر یہ لوگ پورا انسان بکرے کی طرح آگ پر بھون کر کھا جاتے ہیں۔

تمہیں ان لوگوں نے ایک جھونپڑی میں پیال کے اوپر ڈال دیا تھالا کے۔

اور مجھے باہر الاؤ کے پاس پنجرے میں لٹکا دیا۔شاید یہ پہلا باربی کیو میرا بنانا چاہتے تھے۔وہ سیریس بتاتا ہوا مسخرہ بن کے بولا

مجھ میں ہمت نہیں تھی۔بڑی مشکل سے آواز نکال کے اپنی قدیم جنگلی ذبان میں ان لوگوں کو منع کرتے ہوئے خود کے بارے میں بتایا تو یہ لوگ سجدے میں گرگ ئے

اپنی پرانی مادری زبان سن کر یہ لوگ سمجھے کہ میں کوئی دیوتا ہوں۔یہ سب تو سجدے میں گرگ ئے۔

www.novelsclubb.com

میں نے بھی اسی بات کا فائدہ اٹھایا اور اب تمہارے سامنے ہے یہ سب۔

****

علیزے تھوڑی دیر تو حیران نظروں سے حاتم کو دیکھتی رہی پھر بولی

وہ تو مان لیا کہ یہ تمہارے عقیدت مند ہو گ ئے ہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ میری بھوک پیاس کیوں ختم ہو گ ئی اور تم بھی تو ہشاش بشاش نظر آ رہے ہو۔

وہ اس لی ئے کہ ان لوگوں نے کوئی ی جڑی بوٹی کا رس پلایا ہے مجھے جس سے نہ صرف بھوک پیاس بلکہ تھکن کا بھی نام و نشان نہیں رہا۔

تمہارے منہ میں بھی ایک عورت یہی رس ٹپکا کے گ ئی ہے اسی ل ئے تم ہوش میں آ گ ئی اور دیکھو تازہ دم بھی ہو۔ چلو آؤ تمہیں گاؤں گھماؤں پھر کچھ کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں۔

علیزے جیسے ہی اٹھ کے اسکے ساتھ چلی اسے ایکدم یاد آ گیا کہ ان کا سامان ان کے پاس نہیں ہے۔

حاتم ہمارا سامان کدھر ہے؟ میرے بیگ میں گنز اور بلٹس رکھی ہوئی ی تھیں کہیں وہ نہ ادھر اُدھر ہو جائی یں۔

نہیں تم فکر نہ کرو سامان سردار کی جھونپڑی میں ہے۔زرا گھوم پھر آئی یں تو منگوا لیتے ہیں۔

دونوں جھونپڑی سے نکل کے بستی میں گھومنے لگے۔بستی کیا تھی جھونپڑیوں اور چھپروں کا ایک گاؤں تھا۔

عورتیں اور بچے گھروں سے نکل نکل کر انہیں حیران کن نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ظاہر ہے پہلی بار کسی اجنبی کو کھانے کی بجائے مہمان بنایا گیا تھا۔ان کا حیران ہونا تو بنتا تھا۔

گھومتے پھرتے وہ لوگ ایک تالاب کے پاس آئے جہاں کالی مگر خوبصورت نقوش والی لڑکیاں ایک دوسری کے ساتھ اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ان دونوں کو دیکھ کر وہ لوگ بھی رک گ ئی یں۔

یار کتنا حسن ہے ان کے سانولے رنگ میں بھی۔علیزے ان سب کو ستائی ش سے دیکھتی ہوئی ی بولی۔

ویسے حاتم تمہارا رنگ سفید ہے اسکا مطلب تمہارے زمانے کے لوگ تو سفید ہوں گے نا۔

ہاں وہاں سب سرخ و سفید اور صحتمند ہوتے۔اور ہم لوگ بھی شکار کر کے کھاتے مگر آدم خور نہیں ہیں۔

ہمم گڈ

پاستہ تو کھا لیتے نا۔علیزے شرارت سے بولی

ہاہاہا پاستہ کھانے کیل ئی ے ہی تو تمہارے ساتھ شادی کرنی ہے۔

www.novelsclubb.com

یو ایڈیٹ

علیزے نے چلتے چلتے اس کی کمر پہ زور سے چٹکی کاٹی۔

اوئی ی ماں

خود جنگلیوں وال حرکتیں کرتی اور مجھے جنگلی بولتی ہو۔ جنگلی بلی کہیں کی۔ یہ کہہ کر وہ تیز تیز چلتے ہوئے اسکے پہنچ سے دور ہو گیا اور وہ دوڑنے جیسا تیز چل کر بھی اس تک نہیں پہنچ پا رہی تھی سو چلتے چلتے زمین پر پڑا ناریل اسکی کمر کا نشانہ لے کر مارا۔

اس بار وہ ناکام نہیں ہوئی ی تھی۔ حاتم کمر مسلتا ہوا چلتا رہا۔ گاؤں والے ان دونوں کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

وہ لوگ سردار کی جھونپڑی میں پہنچے اور حاتم نے اس سے اپنے سامان کا مطالبہ کیا اور اسے ان کی جھونپڑی میں پہنچانے کو بولا۔

علیزے کو سامان اور ایک لڑکی کے ساتھ جھونپڑی میں بھجوا کے حاتم خود سردار کے پاس رک گیا اور اس سے بستی کے وچ ڈاکٹر کے بارے میں پوچھنے لگا۔

علیزے تو جھونپڑی میں پہنچ کر جلدی سے بیگز پر ٹوٹ پڑی۔ پہلے اپنا سارا سامان چیک کیا اور پھر حاتم کا۔ پھر اس لڑکی سے اشاروں میں نہانے کی جگہ کا پوچھنے لگی۔

بہت دیر تک اس بیچاری کو پاگل کیا اور آخر کار سمجھ ہی گ ئی کہ نہانے کی جگہ وہی تالاب ہے اور ساری لڑکیاں کبھی کبھی وہاں جا کر ایسے ہی نہاتی ہیں۔

ظاہر ہے جنگل کے باسیوں کا شرم سے کیا واسطہ۔علیزے نے تو نہانے کا ارادہ ترک کر دیا اور چپس نکال کر کھانے لگی۔لڑکی ندیدوں کی طرح اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

علیزے نے گھبرا کے جلدی سے ایک پیکٹ کھول کے اسے پکڑا دیا کہ کہیں سچ مچ اسی پہ حملہ نہ کر دے۔

وہ پہلے تو پیکٹ کو گھما گھما کے دیکھتی رہی پھر سارا پیکٹ زمین پہ الٹا کے دونوں ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کے جانوروں کی طرح کھانے لگی۔

علیزے کو انتہا کی گھن آئی ی۔اتنی کیوٹ لڑکی کو جانوروں جیسے کھاتے ہوئے دیکھ کے۔اف توبہ یہ چپس ایسے کھا رہی ہے تو انسانی گوشت کیسے کھاتی ہو گی۔

علیزے نے چشم تصور سے اسے بھنا ہوا انسانی بازو نوچ نوچ کر کھاتے ہوئے دیکھا اور بے اختیار جھرجھری لی۔

افففف میں حاتم کو بولتی ہوں کہ یہاں سے نکلیں ورنہ کہیں ان لوگوں کا ارادہ بدل گیا تو ہماری بھی سبجی نہ بنادیں کہیں بکرے جیسی۔

اس نے جان بوجھ کر جمائی یاں لیں اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گ ئی۔

لڑکی کچھ دیر اسے اور اسکے بیگز کی طرف دیکھتی رہی اور پھر حسرت زدہ منہ بنا کے باہر نکل گ ئی۔

کچھ دیر بعد حاتم آیا

اسکا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔علیزے ہمیں راستہ مل گیا میری دنیا میں جانے کا۔اف میں بہت خوش ہوں کل صبح ہی ہم لوگ نکل جایں گے ادھر سے۔

www.novelsclubb.com

علیزے جو خاموشی سے اس کے منہ کی طرف دیکھ رہی تھی حاتم کو کچھ الگ سا محسوس ہوا۔نہ اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور نہ غم کا۔

کیا ہوا علیزے تم چپ کیوں ہو؟ تم چلو گی نہ میرے ساتھ

علیزے کیا ہوا کچھ تو بولو یار اگر تم نہیں جانا چاہتی تو میں تمہی مہذب آبادیوں کی طرف بھجوادوں گا۔ان میں سے کچھ لوگ جانتے ہیں مہذب آبادیوں کا راستہ۔

علیزے ایک دم اچھلی اور حاتم کی گود میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی جس سے دونوں دھڑام سے پیچھے کو گرے۔مجھے ان کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔

حاتم پلیز یہاں سے جلدی نکلو ورنہ یہ آدم خور جنگلی اگلا باربی کیو ہمارا بنائی یں گے۔

وہ لڑکی بھوکی نظروں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

مجھے لگتا وہ اندازہ لگا رہی تھی کہ مجھ میں سے گوشت کتنا نکلے گا۔علیزے سہمی ہوئی ی آہستہ آواز میں بولی

حاتم کو ہنسی آگ ئی اس کی بات سن کے مگر وہ سنجیدہ منہ بنا کے بیٹھا رہا۔اگر زرا سا بھی ہنس دیتا تو شاید علیزے اس کا حشر ہی بگاڑ دیتی۔

ہم کل صبح ہی نکلیں گے تم فکر نہ کرو میں ساری رات پہرہ دوں گا۔کسی کی کیا جرأت کہ تمہاری طرف آنکھ بھی اٹھا کے دیکھے۔اس نے سنجیدہ منہ بنا کے ہی جواب دیا۔

ہمم ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ چلوں گی ان وحشیوں سے مجھے بہت ڈر لگ رہا۔کم سے کم تم مجھے کھاؤ گے تو نہیں نہ۔

اتنے میں کھانا آگیا اور حاتم کھانا لانے والے جنگلی سے باتیں کرنے لگا۔علیزے کا تو کھانے کی طرف دیکھ کر ہی دل الٹ گیا۔بڑے بڑے پتوں پر جھلسی ہوئی سی شاید کسی جانور کی ٹانگ تھی۔

حاتم تو بیٹھ کر بوٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے توڑنے لگا اور علیزے کو بھی آفر کی کہ کھانا شروع کرے۔علیزے کے تو دل میں آدم خوروں کی ایسی عجیب سی

دہشت بیٹھ رہی تھی کہ اسے وہ جانور کی ٹانگ بھی کسی انسانی بچے کی ٹانگ جیسی لگ رہی تھی۔

اسکا جی متلانے لگا مگر وہ اکیلی باہر نکلنے کا رسک بھی نہیں لے سکتی تھی۔

حاتم پلیز باہر جا کے کھاؤ ورنہ میں ادھر الٹی کر دوں گی۔ تم بھی جنگل میں آ کے آدم خور ہو گئے ہو۔

یار علیزے یہ ہرن ہے جسے میں نے خود شکار کر کے ذبح کیا جب تم بیہوش پڑی تھی۔ اسکا گوشت بہت لذیز اور طاقتور ہوتا ہے۔ بہر حال تم نے نہیں کھانا تو میں پھل بھجواتا ہوں اور باہر جا کے کھا لیتا ہوں۔ وہ برا مناتے ہوئے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر میں جھونپڑی سے گوشت کی سمیل نکل گئی تو علیزے نے بیگ کھول کر چپس اور چاکلیٹ نکالے اور جلدی جلدی کھانے لگی کہ کہیں کوئی آ نا جائے۔

شکر تھا کہ وحشیوں نے ان کا سارا سامان جوں کا توں واپس کر دیا تھا۔

ابھی وہ دوسرا چاکلیٹ کھا رہی تھی جب حاتم اندر آیا۔اس کے پیچھے دو لڑکیاں تھیں جنہوں نے ہاتھوں میں پھلوں کے تھال پکڑے ہوئے تھے۔اور ان کے ساتھ دو آدمی بھی تھے جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے پیراشوٹ کے بیگز تھے۔

آدمی تو باہر نکل گئے جب کہ لڑکیاں وہاں ہی رک کر حاتم سے کوئی ی بات کرنے لگیں۔حاتم ان کی بات سن کر ہنستا ہوا علیزے کی طرف مڑا اور بولا

علیزے منے کسی لڑکی کو کچھ کھانے کو دیا تھا کیا؟

ہاں چپس دی ئے تھے کیوں کیا ہوا؟

یہ لوگ بھی مانگ رہی ہیں۔اس لڑکی نے انہیں بتایا ہے کہ تمہارے پاس کوئی ی بہت مزے کی چیز ہے۔

افف وہ جنگلی کیسے کھا رہی تھی جیسے سچ مچ میرا گوشت ہی نوچ کے کھا جائے گی۔

توبہ

یہ لو یہی بچے ہیں تین پیکٹ۔ حاتم نے علیزے سے پکڑ کر ایک تھال خالی کر کے اس میں تینوں پیکٹ کھول کے ڈال دی ئے اور ایک چپس اٹھا کے اپنے منہ میں ڈال کے کھانے کا طریقہ بتایا۔

اسکے بتانے پہ ان لوگوں نے بھی ایسے ہی ایک ایک چپس اٹھا کے کھایا اور خوشی سے چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ ادب سے سمجھا کر باہر نکل گ ئی یں۔

انکے جانے کے بعد حاتم نے سارے بیگز کھولے اور دونوں حیرت اور خوشی سے اچھل پڑے۔ یہ ان بد نصیبوں کے بیگز تھے جو خزانوں کے چکر میں ان علاقوں میں آئے اور ان وحشیوں کا کھانا بن گ ئے۔

www.novelsclubb.com

بیگز میں پانی کی بوتلیں جوس اور ٹن فوڈ کے بہت سارے ڈبے تھے۔ کپڑے اسلحہ اور کیمپنگ کا سامان بھی مل گیا۔ علیزے تو خوشی کے مارے پاگل ہی ہو گ ئی۔

حاتم اور علیزے کا سامان سارا علیزے کے بیگ میں اور اس سامان میں سے کھانے کا سامان اور اسلحہ اور کیمپنگ کا سامان سارا حاتم کے بیگ میں رکھ دیا گیا۔

اب وہ لوگ صبح حاتم کے زمانے میں جانے کو تیار تھے۔علیزے نے ایک جوس کی بوتل پی اور سونے کیلئے لیٹ گئی۔حاتم بھی دوسرے بستر پر لیٹ گیا اور شاید اپنے گھر والوں کے خیالوں میں ڈوب گیا اور علیزے اسے دیکھتے دیکھتے سو گئی۔

****

ساری رات علیزے بار بار اٹھ کے ادھر اُدھر دیکھتی کہ کہیں کوئی آدم خور تو نہیں آ گیا؟

وہ جیسے ہی اٹھ کے بیٹھتی اس کے بستر کے نیچے بچھائے ہوئے پتوں کی سرسراہٹ سے حاتم کی بھی آنکھ کھل جاتی۔

www.novelsclubb.com

دو تین بار تو حاتم نے اٹھ کے اسے تسلی دی کہ کوئی نہیں آئے گا وہ بے فکر ہو کے سو جائے۔مگر پھر اس کے بار بار اٹھنے پہ افسوس سے سر ہلا کے کروٹ بدل کے سو گیا۔

اب جیسے ہی وہ اٹھ رہی تھی حاتم کی بھی آنکھ کھل جاتی اور وہ آنکھیں بند رکھ کے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا چوری چوری جھونپڑی سے باہر جھانکنا محسوس کر رہا تھا۔

اف علیزے بس بھی کرو یار کوئی ی نہیں کھا رہا تمہیں۔

اس کے ایک دم بولنے پہ علیزے ڈر سے اچھل کے جلدی سے واپس بستر پہ آئی ی اور خونی نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

منحوس مارے ڈرا دیا مجھے۔

اور جو تم بار بار اٹھ کے میری نیند خراب کر رہی ہو اس کا کیا؟

وہ میں تو دیکھ رہی تھی کہ دن چڑھ گیا یا نہیں؟ ہم نے جانا بھی تو ہے نا۔ تو میں نے سوچا کہیں لیٹ نہ ہو جائیں۔

آہاں تمہیں بڑی جلدی ہے جانے کی؟ ڈرامے باز کہیں کی

یار اللہ کا واسطہ سو جاؤ میں خود جگا دوں گا تمہیں۔وہ دانت پیستے ہوئے بولا

علیزے بھی خاموشی سے لیٹ گ ئی۔پتا نہیں کب نیند آئی ی اور وہ سو ہی گ ئی آخر کار۔

صبح حاتم کے جگانے پہ ہی اٹھی تھی اور آنکھیں اتنی بری طرح جل رہی تھیں نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے کہ اسکا دل ہی نہیں تھا اٹھنے پہ۔

مگر یہ سوچ کر کہ کہیں حاتم اسے ادھر ہی نا چھوڑ جائے آدم خوروں کے چنگل میں۔

فٹافٹ اٹھ کے باہر آئی ی تھی جھونپڑی سے۔

حاتم سردار کے پاس بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔اسے دیکھ کے ایک چھوٹی لڑکی اس کے پاس آئی ی اور ہاتھ پکڑ کے ایک طرف بنی چھال کی چٹائی ی پہ بٹھا دیا۔اور اس کے آگے پتوں پہ ابلے ہوئے موٹے چاول اور کسی سالم پرندے کا گوشت رکھ دیا۔

اس نے بے بسی سے حاتم کی طرف دیکھا۔وہ سمجھ گیا کہ علیزے میڈم نہیں کھانا چاہتی۔اس نے اسی لڑکی سے کچھ کہا۔

تھوڑی دیر میں اس کے آگے ایک بڑے پتے پر پھل اور ساتھ پانی اس کے سامنے رکھ دیا گیا۔تب مجبوراً اسے کھانا پڑا خود اچھے سے پھل دھو کے کلمہ پڑھ کے اس پہ پھونکا اور پھر کھایا۔

دیکھنے میں سیب جیسا وہ پھل انتہائی میٹھا اور لذیز تھا۔وہ کھا کے پھر خوبانی جیسا پھل چکھا جو اس سے بھی زیادہ مزے کا لگا۔بس پھر کیا تھا علیزے میڈم ندیدی ہو کے ٹوٹ پڑی۔

www.novelsclubb.com

حاتم جو سردار کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اسکا سارا دھیان علیزے کی طرف تھا۔اسے سپیڈ سے پھل کھاتے دیکھ کے اس نے ہنسی دبائی۔

دوپہر سے پہلے تک وہ لوگ جانے کیلئے تیار تھے۔ سردار نے حاتم کو چمڑے کا ایک نقشہ دیا اور اپنے دو لڑاکوں کو ان کے ساتھ روانہ کیا جو انہیں بحفاظت جنگل کی دیلیز پر چھوڑ کے واپس چلے جاتے۔

ایک تھیلے میں ان لوگوں کیلئے پھل بھی دیئے گئے۔ علیزے کی توقع کے برعکس آدم خور جنگلی تو بڑے مہمان نواز ثابت ہوئے تھے۔ وہاں سے نکلتے ہوئے لڑکیوں نے اس کے سر پہ پھولوں کا بنا تاج پہنایا اور ان دونوں کے ہاتھ چوم کر رخصت کیا۔

جنگل بہت زیادہ بڑا نہیں تھا مگر پھر بھی چونکہ علیزے کیلئے ایسے چلنا دشوار تھا سو وہ آرام سے چلتے رہے۔ شام ہوتے ہی علیزے نے ایک صاف ستھری جگہ دیکھ کر ان لوگوں کو رکنے کو بولا۔ اور حاتم سے کہا کہ ان سے کسی صاف پانی کی ندی کا پوچھے۔

ان لوگوں نے شمال کی طرف اشارہ کیا۔اس طرف تھوڑا چلنے کے بعد وہ لوگ ایک خشک بنجر سے علاقے کی طرف نکلے جہاں چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے تھے اور ان کی دوسری طرف بہت خوبصورت چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی۔علیزے تو مسحور ہو گئی۔

حاتم کو ان دونوں لڑکوں کے ساتھ ٹیلوں کے پاس رکنے کا بول کے علیزے نے بیگ میں سے شیمپو اور صابن نکالا اور جا گھسی ندی میں۔

انتہائی ٹھنڈا اور میٹھا پانی تھا۔وہ تو بچوں کی طرح خوش ہو گئی۔پتا نہیں کتنے دنوں کا میل تھا۔وہ رگڑ رگڑ کے اچھی طرح نہائی اور بیگ میں سے دوسرے کپڑے پہنے۔

پھر جو کپڑے اتارے تھے انہیں وہیں سائیڈ پہ پھینک کے نکھر نکھری سی علیزے واپس آئی اور حاتم کو نہانے کا بول کے کیمپنگ کا سامان نکالنے لگی۔

اسکاڈراب دور ہو چکا تھا۔حاتم کے آنے تک اس نے جنگلیوں کو اشارے سے سمجھا کے کیمپ لگوالیا تھا۔اور مزے سے چٹائی بچھا کے بیٹھی پاس لائی پانی کی بوتل سے پھل دھو کے کھانے لگی۔

حاتم بھی آ کے پاس بیٹھ کے کھانے لگا۔دونوں جنگلی ایک سائیڈ پہ بیٹھ کے اپنا ساتھ لایا ہوا کھانا کھانے لگے اور پھر خود بھی ندی کی طرف چلے گ ئے۔

اف حاتم کتنا اچھا لگ رہا ہے نہ یہ سب۔

ایسا لگ رہا جیسے ہم جنگل میں پکنک منانے آئے ہیں۔

جی ہاں کل رات بھی آپ باہر جھانک جھانک کے پکنک منا رہی تھیں نا۔

شٹ اپ حاتم کے بچے وہ تو میں بس ایسے ہی اٹھ گ ئی تھی ہاں جی تم تو ویسے ہی اٹھ کے دیکھ رہی تھی کہ دن چڑھ گا یا نہیں۔ہے نا

تواور کیا موبائی ل تو بند پڑا ہے اب کہیں سے تو دیکھنا تھا نا کہ رات باقی ہے یا ختم ہو گ ئی۔ وہ برا منائے بغیر ہنس کر بولی۔

اگلی صبح وہ لوگ کسی آواز سے اٹھے۔ حاتم نے باہر نکل کر دیکھا تو ہلکا سا اجالا پھیل گیا تھا۔ یہ سفر کا ٹائی م تھا سو جنگلیوں نے انہیں جگایا تھا۔

علیزے تو اٹھ کے پھر سے نہانے چل دی کہ کہیں بعد میں ایسا نہ ہو انہیں پہلے کی طرح ک ئی دن بغیر نہائے رہنا پڑے۔

پھر اس نے سامان میں سے ملا چھوٹا سا سلنڈر اور برتن نکالے۔ کافی کا بہت سا سامان ملگیا تھا سو زیادہ سی کافی بنا کے فلاسک میں بھی ڈال لی۔

حاتم نے ان دونوں کو جوس اور بسکٹس دی ئی ے تھے۔ جنہیں کھا کے وہ لوگ جنگل میں گھس گ ئے تھے۔ یہ تو اچھا تھا کہ علیزے ان کے واپس آنے تک کافی کے ساتھ بسکٹس کھا کے برتن دھونے چلی گ ئی تھی۔

جب وہ واپس آئی ی تو دونوں جنگلی ایک طرف بیٹھے خرگوش کا کچا گوشت منہ سے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے۔

اسے گھن آئی ی ان کے خون آلود حلی ئے دیکھ کے۔ سو جلدی سے کیمپ میں گھس کے سامان سمیٹنے لگی ساتھ بڑبڑانے لگی۔

لو اور دو ان کو انسانوں والا ناشتہ۔ وہ تو ان کا سٹارٹر تھا ناشتہ تو اب کر رہے ہیں۔ یخ

اس نے جھرجھری لی

یار حاتم اور کتنا سفر ہے ان کو واپس بھیج دو پلیز۔ وہ کیمپ میں سے ہی بولی۔

ابھی آج کا دن یہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ شام تک ہمیں جنگل کی حدود سے باہر پہنچا کے یہ لوگ واپس چلے جائیں گے۔

افف۔ وہ تو چڑھی گ ئی تھی

سورج کی لالی ہلکی سی پھیل گ ئی تھی جب وہ لوگ نکلے وہاں سے۔

چل چل کے علیزے کا تو برا حال تھا۔اس نے شکر کیا کہ جو گرز پہنے ہوئے تھے ورنہ پتا نہیں کیا حال ہوتا۔سارا ایڈونچر اور پکنک کا موڈ کہیں دور جا سویا تھا۔

راستے میں رک رک کے کبھی پانی پیتی تو کبھی بہانے سے کافی پینے لگتی تاکہ زرا ٹانگوں کو سکون ملے۔

جنگل ختم ہونے والا تھا اور دور سے سر سبز پہاڑی وادیاں نظر آ رہی تھیں۔علیزے نے دیکھ کے خوشی سے بیگ پھینکا اور درختوں سے باہر نکل گ ئی۔

حاتم کے روکتے روکتے وہ اپنی دھن میں بھاگتی لڑکھڑائی ی اور جھاڑیوں میں لوٹنیاں کھاتی ہوئی ی ایک کنارے پہ ٹک گ ئی۔تب اسکی نظر نیچے کی طرف گ ئی تو اسکی آنکھیں پھٹ گی ئی ں۔گول پیالے جیسا کوئی ی میدان تھا جسکے چاروں طرف یہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔

جنگل اونچائی ی پر تھا اسل ئی ے علیزے یہ سب دیکھ نہیں پائی ی اور لٹک گ ئی۔

پہلے تو حاتم پریشان ہو گیا مگر پھر اسے جھاڑیوں میں پھنس کر لٹکے ہوئے دیکھا تو اسکی ہنسی نکل گ ئی۔

یار رکو علیزے ایک فوٹو بنالوں۔

اگر تم نے ابھی کے ابھی مجھے نہیں پکڑا تو میں تمہارا اور تمہارے کیمرے کا حشر بگاڑ دوں گی۔ وہ چلائی ی

حاتم بیچارہ اپنے کیمرے کے حشر سے ڈر کے جلدی سے آگے بڑھا اور اسے ہاتھوں سے پکڑ کر بچوں کی طرح ایک دم اوپر اچھال کے پکڑ لیا۔

کمینے انسان میں تمہاری جان لے لوں گی وہ ڈر کے جلدی سے سائیڈ پہ ہو کے بولی۔ ہاہاہا تم میری جان نہیں لے سکتی کیوں کہ میرے بغیر تو آدم خور تمہیں کھا جائیں گے نا۔ وہ آنکھ دبا کے بولا

علیزے نے بے بسی کے مارے ہونٹ بھینچے اور پھر پاس پڑا ہوا پتھر اٹھا کے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ ہمم جان نہیں لے سکتی منہ تو توڑ ہی سکتی ہوں نا۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

اچھا سوری میں مذاق کر رہا تھا پلیز اسے پھینک دو کیا کہیں گے یہ لوگ کہ جسکو ہم عزت دے رہے یہ پدی سی لڑکی اسکی کتے والی کر رہی ہے۔

کہیں انہیں غصہ آ گیا تو؟ تمہیں تو ان کی بولی بھی نہیں آتی کہ بتا سکو کہ مذاق کر رہی تھی۔ اگر انہوں نے غصے میں آ کے تمہیں اٹھا کے ان پہاڑیوں سے نیچے کی طرف اچھال دیا تو تمہارا تو قیمہ بن جائے گا اور پھر یہ لوگ تمہارا قیمہ بھون کر کھائیں گے۔

وہ جان بوجھ کے اسے تنگ کرتے ہوئے بولا

حاتم۔۔۔۔اف

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس بد تمیز انسان کا کیا کرے سو دانت پیس کر چپ ہو گ ئی۔

حاتم نے بھی دیکھ لیا کہ کافی زیادہ ہی تنگ کر لیا ہے سو وہ بھی سیر یس ہو کے ان دونوں کے ساتھ بات کرنے لگا۔

کچھ دیر میں وہ لوگ واپس چلے گ ئے اور حاتم بیٹھ کر نقشہ دیکھنے لگا۔علیزے بھی پاس بیٹھ کر سمجھنے کی کوشش کرنے لگی مگر سوائے ٹیڑھی میڑھی لکیروں کے اسے اس نقشے میں کچھ نظر نہیں آیا سو سائی ڈ پہ بیٹھ کے سامان کھول کے کافی بنانے لگی۔

توبہ ہے علیزے تم کتنی کافی پیتی ہو۔تمہارا بس چلے تو کافی کا ایک ٹینکر ساتھ لے کے چلو اور بالٹیاں بھر بھر کے پیو۔

ہاں جلو تم۔جل جل کے ہی مر جانا

میں کیوں جل کے مروں کافی تم پیتی ہو تم جل کے مرو ہنہہ۔

اوئے تمہیں جنگلوں میں آ کے پر نہیں لگ گ ئے ؟ بہت زبان چل رہی ہے تمہاری جنگلی سانڈ۔علیزے جل کے بولی

ہاں تم تو اپنی زبان کاٹ کے بیگ میں رکھ کے لائی ہو نا۔ صرف ضرورت کے ٹائم ہی منہ میں فکس کرتی ہو۔

وہ بھی دو بدو بولا اور نقشے پہ جھک گیا۔

علیزے نے کافی بنا کے ساری فلاسک میں ڈال دی۔اسکا موڈ خراب ہو گیا تھا۔بچا ہوا گرم پانی ڈھلوان کی طرف پھینک کے وہاں ہی ایک پتھر پہ ٹانگیں لٹکا کے بیٹھ گ ئی۔

www.novelsclubb.com

اچانک اسکی نظر نیچے کی طرف پڑی جہاں سے بہت سارے کیڑے نکل نکل کر ایک جگہ پہ جمع ہو رہے تھے۔

حاتم ادھر دیکھو کتنے سارے کیڑے مکوڑے پہاڑی میں سے نکل رہے۔یہ کتنے بڑے لگ رہے کیا یہ بھی آدم خور ہو سکتے ہیں؟۔۔ایسا میں نے ناولز میں پڑھا ہے کہ افریقہ کے جنگلوں میں ایک سے بڑھ کے ایک جانور اور کیڑے ہوتے جنمیں سے کچھ آدم خور بھی ہوتے۔کیا یہ سچ ہے؟

حاتم نے پہلے تو غور نہیں کیا کہ علیزے کیا بات کر رہی ہے مگر پھر بلاارادہ وہا نظر پڑی تو اچھل کے کھڑا ہو گیا۔

بیوقوف لڑکی یہ کیڑے نہیں بونے ہیں۔ان کے بارے میں ہی تو میں سوچ رہا تھا کہ کیسے ان سے بچ کے نکلیں۔

www.novelsclubb.com

کیا تم نے کوئی کھانے کی چیز پھینکی ہے؟

نہں تو گرم پانی پھینکا

اوہ شٹ

یار سامان اٹھاؤ اور بھاگو یہ بونے بہت لڑاکے ہوتے۔

ہی ہی ہی بونے اور لڑاکے ؟

جی ہاں محترمہ ابھی بتانے کا وقت نہیں ہے بھاگو یہاں سے

حاتم نے بیگ اٹھا کے علیزے کا ہاتھ پکڑا اور واپس جنگل کی طرف دوڑ لگا دی۔۔۔۔

****

بونوں کی فوج کو کیڑے مکوڑوں کی طرح پہاڑیوں پر چڑھتے ہوئے دیکھ کر ان دونوں کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔حالانکہ اگر وہ دونوں بونوں کی طرف بھاگنا شروع کر دیتے تو بیچارے بونوں نے کیا کر لینا تھا۔الٹا ان کے پاؤں کے نیچے آ کے کچلے جاتے بیچارے۔

ان کے تو نیزے بھی چھوٹی چھوٹی سوئی یوں جیسے تھے۔ہاں مگر سوئی یاں بھی کونسا کم ہوتی ہیں۔

اندھا دھند بھاگ کر دونوں واپس جنگل میں داخل ہو گئے تھے۔

حاتم علیزے کو گھور رہا تھا جو ہانپتی ہوئی پانی کی بوتل کھول کر غٹا غٹ پینے لگی تھی۔

ارے یار یہ کیا ہے سب؟ کبھی آدم خور اور کبھی بونے۔علیزے اکتایا ہوا منہ بنا کر بولی۔

نہیں تو تمہیں کیا لگا تھا جنگلوں میں تمہیں فائیو سٹار ہوٹل اور ڈسکو کلب ملنے تھے۔؟ میڈم جی یہ جگہ تمہاری دنیا سے بہت دور ہے۔ابھی تو بہت کچھ دیکھنا باقی ہے۔وہ آنکھ مارتے ہوئے بولا

ویسے اگر تم وہ گرم پانی وہاں نہ پھینکتی تو شاید ہم آرام سے وہاں سے گزر سکتے تھے ان کو پتا چلے بغیر۔میں اس وقت نقشے میں وہاں سے گزرنے کا محفوظ راستہ ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مگر تم نے تو کافی پینی تھی نا

اس کی بات پر علیزے نے اسے آنکھیں نکالی۔وہ بنا برا منائے بولتا گیا

وہ لوگ شام کے بعد باہر نہیں نکلتے سوائے کھانے کی خوشبو کے۔مگر ابھی ان کے گھروں میں پانی جانے کی وجہ سے وہ بپھر کر ہماری طرف بھاگ آئے تھے۔

تو اب وہ کدھر رہ گئے؟

وہ جنگل میں داخل نہیں ہوتے جنگلی جانوروں کے ڈر سے۔

اسی لئے تو ہم یہاں آئے ہیں۔

www.novelsclubb.com

تو کیا وہ لوگ باہر رک کر ہمارا انتظار کریں گے؟علیزے کے بچوں کی طرح پوچھنے پر حاتم کو ہنسی آگئی۔

ارے نہیں میری معصوم شہزادی وہ لوگ شاید کچھ دیر تک واپس چلے جائیں۔اگر تم کہو تو ہم ادھر کیمپ لگا لیتے ہیں ورنہ کچھ دیر بعد خاموشی سے نکل کر وہ وادی پار کر کے آگے صاف میدان ہے وہاں لگا لیں گے کیمپ۔

ہاں یہ ٹھیک ہے چلو تب تک کچھ کھا لیں۔

کھانے کی بات سن کر حاتم علیزے کو بغور دیکھنے لگا۔

میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو نہیں کچھ کھانا تو نا کھاؤ۔مجھے تو بھوک لگ گ ئی ہے۔

یہی تو دیکھ رہا ہوں کہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتی رہتی ہو پھر بھی اتنی چھوٹی سی لگتی ہو۔اتنا کھا کھا کے تو تمہیں موٹی آنٹی بن جانا چاہیئے تھا۔

تم نہ منحوسوں کی طرح ہر ٹائم میرے کھانے پہ نا نظر رکھا کرو اس کام کیلئے میری سوتیلی ماں کافی ہے۔وہ بیچاری بھی مجھے کوس رہی ہو گی۔اور اب تک شاید پورے گھر میں توڑ پھوڑ کر کے گھر کا سواستیاناس کر چکی ہو گی۔

علیزے سوچ کر چٹخارہ لیتے ہوئے بولی۔

ہاں جو تم اس کے ساتھ کر کے آئی ہو اس کے بعد تو اس کا احتجاج بنتا ہے۔ حاتم بھی ہنس کر بولا

اچھا سنو

ہمم

تم شادی کے بعد ہر روز میرے لیئے پاستہ بنایا کرو گی نا

حاتم اپنی طرف سے آنکھوں میں پیار بھر کر نشیلی آنکھیں بنا کے بولا۔

ہاں بنا دیا کروں گی مگر تم پلیز دوبارہ یہ بھینگی آنکھیں بنا کے نہ بولنا قسم سے پروفیشنل بھکاری لگ رہے ہو۔

علیزے اس کی شادی والی بات پر غور کیئے بغیر بولی۔

www.novelsclubb.com

حاتم بیچارہ جو عاشقوں والی شکل بنا کر بیٹھا تھا اس کے منہ پہ سوا بارنج گ ئے علیزے کے اسکی نشیلی آنکھوں کو بھینگی کہنے پہ۔

یار حد ہے کتنی بڑی سڑیل ہو تم۔پتا نہیں میرے اس کمبخت دل کو تم کیوں اچھی لگ گ ئی۔ورنہ تم تو اس قابل ہو کہ تمہیں آگ پر بھون کر نمک لگا کے کھایا جائے۔وہ جل کر بولا

ہاں ہاں جنگلوں میں آ کے تمہارے اندر کا آدم خور جنگلی بیدار ہو رہا ہے نا۔ تمہیں اب مجھ میں بکرے کی سجی ہی نظر آنی ہے۔وہ بھی دو بدو تنک کر بولی تھی۔

اچھا بابا معاف کر دو مجھے تم جیتی میں ہارا

ہاں جی ویسے بھی تم بھینگے بھکاری ہی لگ رہے ہو۔جاؤ بابا معاف کیا کھلے پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔وہ بے نیازی سے بولی

دفعہ دور ہو جاؤ تم کالی چڑیل کہیں کی

www.novelsclubb.com

وہ اسے جواب دے کر وہاں سے باہر کی طرف چل دیا۔

اوئے رکو مجھے بھی لے چلو ساتھ۔علیزے بھی جلدی سے درخت سے اتر کے اس کے پیچھے بھاگی۔

جنگل سے باہر نکلے تو کافی اندھیرا پھیل چکا تھا۔وہ لوگ خاموشی سے چلتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف آئے۔

چاندنی راتیں تھیں مگر گھنے درختوں کی وجہ سے چاند نظر نہیں آرہا تھا۔بس آسمان پہ چھائی ی چاندنی کی سفیدی کی وجہ سے صاف دکھائی ی دے رہا تھا سب۔

وہ دونوں آہستہ سے چلتے ہوئے ڈھلوان کی طرف پہنچے۔

اس سے پہلے کہ حاتم علیزے کو آرام آرام سے اترنے کا بولتا۔وہ محترمہ تیزی سے آگے کو ہوئی ی اور یہ محترمہ علیزے لوٹنیاں کھاتی ہوئی ی میدان کی طرف لڑھک گ ئی۔اور حاتم سے پہلے میدان کے وسط میں پہنچی۔

حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اس نے کوئی آواز نہیں نکالی تھی۔

حاتم جلدی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا

کیا ہوا علیزے کیا تم ٹھیک ہو؟

ہاں ٹھیک ہوں میں۔

تم اتنی اوپر سے گری ہو کوئی ی آواز تک نہیں نکالی۔وہ آہستہ سے بولا

کہیں میری آواز پر بونے اٹھ جاتے تو

اس لیئے میں نے اپنا منہ دبا لیا تھا۔وہ معصومیت سے بولی

www.novelsclubb.com

حاتم کو ہنسی آگ ئی اس کی اس درگت سے مگر بظاہر سنجیدگی سے افسوس کرتے ہوئے اسے اٹھایا کہ اگر وہ زرا سا بھی ہنس دیتا تو علیزے نے اس سے لڑنے کیلئے شور مچا دینا تھا اور اس ٹائم شور وہ بھی بونوں کے علاقے میں بارود جتنا خطرناک ہونا تھا۔

وہ لوگ آگے بڑھنے لگے تو علیزے کو محسوس ہوا کہ وہ نہیں چل پا رہی اس کے گھٹنے اور ہاتھ پاؤں بری طرح سے چھل گ ئے تھے۔ شکر تھا کہ چہرہ بچ گیا۔

دو قدم چلنے پہ ہی وہ لڑکھڑانے لگی تو حاتم نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا اور ایک سائیڈ پہ ہو کہ ایک چھوٹی سی پگڈنڈی پر چلنے لگا۔ اور وہ پگڈنڈی تو شاید بونوں کا ہائی وے روڈ ہو گا۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اس پیالے نما وادی سے باہر تھے۔ حاتم علیزے کو اٹھائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایسے پہاڑیاں کراس کر گیا تھا جیسے کسی سیدھی سڑک پر چل رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

ہم کب تمہارے زمانے میں پہنچیں گے ؟علیزے خاموشی سے تنگ آ کر بولی

بس اب رات ہم ان میدانوں میں گزاریں گے۔ کل صبح ہوتے ہی ہم شمال کی طرف دو سو کوس چلیں گے اور کل شام تک ہم صحرائے اعظم کے کنارے پہنچ

جائیں گے۔وہاں ہمیں ڈوبتے سورج کی کرنوں میں قوس وقزح کے رنگوں سے گزرنا ہے۔

اگر کل شام نہ گزر سکے تو اگلی صبح اسی طرح چڑھتے سورج کی کرنوں میں سفر کریں گے۔تم فکر نہ کرو اب بس یہ میدان ہی ہیں آگے امید ہے کوئی ی مشکل نہیں ہو گی۔

حاتم نے علیزے کو ایک طرف پہاڑی کے چھوٹے سے ٹیلے پر بٹھا دیا اور خود صاف میدان میں کیمپ لگانے لگا۔وہاں سے فارغ ہو کے ھاس نے کیمپ میں چٹائی ی بچھائی ی اور علیزے کو اندر بٹھا کے اپنی مرہم پٹی کرنے کا بول کے خود باہر نکل گیا۔

کافی تو پہلے کی بنی ہوئی ی تھی حاتم نے سارا سامان چیک کیا اسے ایک پیکٹ میں بھنے ہوئے چنے اور پاپ کارن نظر آئے۔ساتھ اس نے ڈھونڈھ کے ایک فروٹ کیک کا پیکٹ بھی برآمد کر لیا تھا۔

بھوک تو اسے بھی بہت لگی تھی سو جتنی کھانے کی چیزیں اس کے خیال میں پیٹ بھرنے والی تھیں اس نے نکال کے باہر رکھی۔تب تک علیزے بھی باہر نکل آئی تھی۔

ارے تم کیوں باہر آئی وہاں ہی بیٹھو میں لے کر آتا ہوں ساری چیزیں وہاں پہ ہی۔

ارے نہیں میں اب ٹھیک ہوں۔وہ شرمندگی سے بولی

ظاہر ہے لوٹنیاں کھا کے گرنا وہ بھی اس بندے کے سامنے جو آپ کیلئے سپیشل ہے۔کافی شرمندگی والی بات ہوتی نا۔

چلو آجاؤ ویسے یہاں چاند کی روشنی بہت اچھی ہے اور ہوا بھی اچھی چل رہی ہے۔

حاتم نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ شرمندہ سی ہے تو جان بوجھ کے بات کرنا شروع کر دی

دونوں نے خاموشی سے بیٹھ کے کیک وغیرہ کھائے اور چنے کا پیکٹ کھول کے سامنے رکھ کے ساتھ کافی پینے لگے اور آئندہ ممکنہ حالات کے بارے میں بات کرنے لگے۔

اگلے دن دونوں ہی لیٹ اٹھے تھے کیوں کہ رات وہ لوگ کافی پیتے ہوئے دیر تک چاند کی روشنی میں بیٹھ کر موسم انجوائے کرتے رہے۔

ناشتے کے نام پر اب ان کے پاس کچھ بسکٹ کے پیکٹس اور جوس چپس ہی تھے۔اور ان سے پیٹ تو نہیں بھرا جا سکتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے کچھ نہ کچھ گزارہ کر ہی لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

موسم اچھا تھا دھوپ تیز نہیں تھی سو انہیں سفر کرنے کا بھی کوئی ی مس ئی لہ نہیں تھا سو آرام آرام سے چلنے لگے۔دور دور تک خالی میدان نظر آرہے تھے۔نہ کوئی ی درخت نہ پودا۔

****

چلتے چلتے علیزے تو تھک گ ئی تھی مگر حاتم بڑے آرام سے گنگناتا ہوا چل رہا تھا۔

اوئے جنگلی ! میں تھک گ ئی ہوں کچھ احساس ہے تمہیں؟

ہم پچھلے تین گھنٹوں سے چل رہے ہیں۔اب تو میرے جوتے بھی پھٹنے لگے ہیں۔

اف توبہ علیزے اتنا بھی جھوٹ نہیں بولتے ہمیں ابھی گھنٹہ بھی نہیں ہوا چلتے ہوئے۔اور رہی بات تمہارے جوتے کی تو اتار کے پھینک دو اگر تنگ کر رہا تو۔وہ ہنسی دبا کر بولا

تمہیں تو میں بتاتی ہوں جنگلی بھینسے خود تو بڑے آرام سے تان سین کی اولاد بن کر گنگناتا ہوا جا رہا۔وہ جھک کر پتھر اٹھاتی ہوئی بولی

حاتم نے اسے دیکھ کر دوڑ لگا دی اور علیزے جوش میں ساری تھکن بھول کے اس کو پتھر مارنے کیلئے پیچھے بھاگی۔

کچھ دیر میں ہی دونوں تھک کر ہانپنے لگے تھے۔علیزے نے جتنی بار اسے پتھر مارا وہ بڑے آرام سے ایک طرف ہو جاتا اور علیزے دانت کچکچاتی ہوئی ی پھر سے لاہوری سٹائی ل میں اسے گالیاں دیتی ہوئی ی اسکے پیچھے بھاگنے لگتی۔

حاتم تو انجوائے کر رہا تھا اسکی گالیاں لیکن وہ بیچاری اب سچ مچ تھک کر چور ہو چکی تھی۔اوپر سے شام بھی ڈھلنے لگی تھی اور بھوک دونوں کو لگ چکی تھی۔

جبکہ کھانے کے نام پر اب ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تھا۔سوائے جوس اور پانی کے۔

اور ان ریتلے میدانوں میں سوائے چھوٹے چھوٹے ریتلے ٹیلوں کے کوئی ی درخت یا پودا بھی نہیں تھا۔

علیزے تو تھک کر بیٹھ گ ئی اور روہانسی ہو کر بولی

یار حاتم مذاق اپنی جگہ مگر میں بہت تھک چکی ہوں اب ایک قدم بھی نہیں چلوں گی۔ تم خود چلے جاؤ اپنے زمانے میں۔

میں یہاں ایک مہینہ انتظار کر لوں گی تمہارا مگر اب آگے نہیں چلوں گی۔ وہ وہیں ریت پر دھرنا دے کر بیٹھ گ ئی۔

علیزے پلیز اٹھو بس زرا سا ہی سفر رہ گیا ہے وہ دیکھو سامنے افریقہ کا عظیم الشان صحرا ہمیں ہماری منزل تک پہنچانے کیلئے ہمارا انتظار کر رہا ہے۔

وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بولا۔

اٹھو علیزے پلیز سورج ڈھلنے والا ہے پھر ہمیں صبح تک کا انتظار کرنا ہو گا اگر ابھی ہم اس کرن کو نا پا سکے اٹھ جاؤ پلیز

وہ اسکی منت کرتے ہوئے بولا۔ مگر علیزے نے تو شاید قسم کھالی تھی نا اٹھنے کی۔

اتنے میں حاتم آگے بڑھا اور اسے اٹھا کر شمال کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ ارے ارے ہی کرتی رہ گ ئی اور پھر سامنے کے نظارے نے اسے مبہوت کر دیا۔

ڈوبتے سورج کی نارنجی روشنی اور ریت کے اڑتے بگولوں میں وہ ایک بگولہ جو قوس وقزح کے رنگ لی ئے ہوئے تھا بہت ہی بھلا اور مسحور کن لگ رہا تھا۔ اور پھر حاتم نے اسے اٹھائے اٹھائے ہی اس بگولے میں چھلانگ لگا دی

علیزے نے ایک دم ڈر کے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اور جب آنکھیں کھولی تو حاتم سے چھوٹ کے بچوں کی طرح خوش ہو کے قلقاریاں مارتی ہوئی اس آبشار کی طرف بھاگی جو نجانے کتنی بلندی سے پہاڑوں پر سے گر رہا تھا۔

اور مزے کی بات تو یہ تھی کہ یہاں سورج نکل رہا تھا اور جنگل کے قریب اس آبشار کے گرتے پانیوں میں اپنا عکس بکھیر رہا تھا۔ وہ کبھی بھی رومانٹک نہیں تھی مگر اس نظارے نے اسے عجیب سرشاری بخشی تھی کہ وہ حاتم کا ہاتھ پکڑ کر پانی کے پاس لے آئی ی۔

ساری تھکن اور بھوک کہیں جا سوئی ی تھی۔وہ تو بس اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر پانی گرنے کے بعد بننے والے دھویں اور اس میں بننے والی قوس وقزح کو دیکھ رہی تھی اور حاتم

وہ تو بس اس نازک سی پریوں جیسی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس کیلئے اپنا عیش و آرام چھوڑ آئی ی تھی۔اور جو اپنے دیس میں آ کے اسے اور بھی عزیز اور بھی پیاری لگنے لگی تھی۔

علیزے نے اچانک اسکی طرف دیکھا تو اسکی نظروں کے ارتکاز سے شرما گ ئی۔جی ہاں علیزے زوار احمد اکیسویں صدی کی شہزادی نے اپنا دل اس صدیوں پرانے زمانے کے شہزادے کو دے دیا تھا۔

اوئے !علیزے نے شرارت سے اسکے چہرے کے آگے چٹکی بجائی ی اور وہ اپنے حواس میں واپس آتا جھینپ کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر پانی کی اس باریک پھوار کی نمی صاف کرنے لگا جس نے ان دونوں کو بھگو دیا تھا۔

ان دونوں نے وہاں ہی بیٹھ کر جوس پیا اور وہیں صاف ستھرے گھاس کے قطعے پر لیٹ گ ئے۔علیزے تو لیٹتے ساتھ ہی جمائی یاں لینے لگی۔

کچھ ہی دیر میں دونوں بے خبر ہو کر سوئے پڑے تھے۔اور وہ لوگ تو شاید شام تک سوئے رہتے کہ کچھ عجیب سی دھمک نے انہیں جگا دیا۔

علیزے تو ابھی نیند میں تھی اسے تو سمجھ ہی نہیں آیا۔وہ سمجھی کہ شاید زلزلہ آگیا ہے۔وہ اٹھ کر حیران نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنے لگی جبکہ حاتم نے اسکا ہاتھ پکڑا اور بنا کچھ بولے اسے لے کر بڑے بڑے پتوں والے پودوں کے اندر بیٹھ گیا اور منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں دھمک بڑھنے لگی اور وہ لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ادھر اُدھر لڑھکنے لگے۔وہ تو اچھا ہوا کہ انہوں نے پودوں کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا ورنہ کہیں کے کہیں پہنچ جاتے۔

اتنے میں ایک طرف سے پہاڑ جیسا انسانی وجود نمودار ہوا اور آ کے آبشار کے نیچے بھاڑ جیسا منہ کھول کے غٹا غٹ پانی پینے لگا۔

اگر حاتم نے علیزے کے منہ پہ ہاتھ نہ رکھا ہوتا تو شاید وہ چیخ چیخ کر بے ہوش ہی ہو جاتی۔اسے تو باقاعدہ چکر آنے لگے تھے اتنے عظیم الشان وجود کو دیکھ کے۔

جیسے ہی وہ پانی پی کر واپس مڑا اور اس نے اپنا غار جیسا منہ کھول کر بڑی سی ڈکار لی۔ گندے نالے جیسی بدبو سے پورا ماحول آلودہ ہو گیا۔انکا تو سانس لینا محال ہو گیا۔ علیزے تو اس بدبو سے وہاں ہی ہوش و حواس کھو کر حاتم کی گود میں ہی تیورا کر گر گ ئی۔

www.novelsclubb.com

حاتم بیچارہ اس دیو کے ڈر سے اسے آواز بھی نہیں دے سکتا تھا۔بس اسکا منہ تھپتھپا کر ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔مگر بے سود

کچھ ہی دیر میں دیو نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ علیزے کو اٹھا کر پودوں سے باہر لے کر آیا اور آبشار کے پانی کے پاس ہی لٹا کر اسکے منہ پر چھینٹے مارنے لگا۔

کچھ دیر کی کوشش سے بالآخر وہ ہوش میں آئی اور فوراً اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

گھبراؤ نہیں وہ جا چکا ہے۔حاتم نے اسے تسلی دی

مگر وہ تھا کیا؟

اف اس طرح کے دیوزاد میں نے ہالی ووڈ کی فلموں میں دیکھے تھے اور کبھی سوچا نہیں تھا کہ حقیقت میں بھی دیکھوں گی۔

توبہ اتنی گندی بدبو۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے بے اختیار جھرجھری لی

حاتم کی ہنسی نکل گئی اسکی بات سن کر

یار تم ہنس رہے ہو خود تو عادی ہو گے نا ان کی بدبو سونگھنے کے اسی لیئے آرام سے بیٹھے رہے۔وہ چڑ کر بولی

ہر وقت لڑتی نارہا کرو مس لڑاکی

یہ دیوزاد ہمارے علاقے سے بہت دور ہیں۔اور ہمیں اس طرف آنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔

یہ لوگ کچھ بھی کھا جاتے ہیں جانور انسان حتیٰ کہ اب اس علاقے میں پرندے تک نہیں ہیں۔یہ لوگ انہیں بھی پروں سمیت کھا گئے۔

اف خدایا کہاں پھنسا دیا حاتم کے بچے۔اگر ان منحوسوں نے ہمیں دیکھ لیا تو ہم تو گئے۔میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی ی۔

چلو نکلو یہاں سے اس سے پہلے کہ وہ آدم بو کرتے ہوئے واپس آجائے۔علیزے نے بے دھیانی میں تیز تیز بولتے ہوئے پیچھے مڑ کے حاتم کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں شرارت واضح تھی۔

اگلے پل وہ اپنی بے اختیاری میں کی گ ئی بات پہ شرمندہ ہو کے لب دانتوں تلے دبا کے رخ موڑ گ ئی۔

ہمم تو محترمہ کو شادی کرنی ہے کیا خیال ہے پھر ان دیو زادوں کو ہی نہ کہہ دیں کے ہماری شادی کروا دیں؟ وہ شرارت سے بولتا ہوا علیزے کے سامنے آیا اور وہ اسے دھکا دے کر آگے کو بھاگ گ ئی۔

ارے علیزے رک جاؤ آگے خطرہ ہے مت جانا وہاں۔ وہ اسے آوازیں دیتا ہوا پیچھے بھاگا مگر تب تک علیزے میڈم تتلیاں پکڑنے والے جال کی طرح کے جال میں پھنس کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے سوئے ہوئے گوشت کے ان پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی جو لیٹے ہوئے بھی قراقرم کی کسی ہلتی ہوئی ی پہاڑی چوٹی جیسے لگ رہے تھے۔

حاتم نے شکر کیا کہ اس نے شور نہیں مچایا ورنہ اب تک تو وہ دونوں ان کے پیٹ میں ہوتے۔

وہ دھیرے سے آگے بڑھا اور بیگ کی سائیڈ زپ میں سے چاقو نکالا۔اس سے پہلے کہ وہ جال کاٹتا کسی نے اسے ننھی گڑیا کی طرح اٹھا کے ایک بڑی سی ٹوکری میں رکھ دیا۔

ٹوکری میں حاتم کے قد سے بھی بڑی بڑی سبزیاں رکھی تھیں۔وہ ابھی ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں علیزے کو بھی اس کے ساتھ رکھ دیا گیا۔

دونوں حیران ہو کے اس عظیم الجثہ بوڑھے کو دیکھنے لگے جس نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرنے کیلئے ہونٹوں پہ انگلی رکھی ہوئی تھی۔

وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔کچھ دیر میں بوڑھا انہیں لے کر ایک بڑی سی زمین دوز غار میں داخل ہو گیا۔علیزے کی ساری بہادری ہوا ہو چکی تھی یہاں آ کر۔

وہ تو سبزیوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھی تھی اور حاتم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اپنی زبان میں بوڑھے سے مخاطب ہو کر کچھ کہا

جسکے جواب میں بوڑھا بھی اپنی گڑ گڑاتی ہوئی زبان میں کچھ بولا اور پھر حاتم خاموشی سے بیٹھ گیا

علیزے نے کچھ دیر تو انتظار کیا کہ وہ اسے کچھ بتائے گا مگر اسکی خاموشی سے اسے تشویش ہوئی تو بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا کہ وہ بوڑھے سے کیا بات کر رہا تھا اور بوڑھے نے کیا جواب دیا۔

بوڑھا کہہ رہا تھا کہ ہم خاموش بیٹھیں ورنہ وہ ان سبزیوں کے ساتھ کڑاہے میں ڈال کے وہ ہماری یخنی بنائے گا۔ وہ سیریس منہ بنا کے بولا

اور اگر خاموش رہے تو؟

تو بھی یخنی ہی بنائے گا مگر کل۔ وہ بمشکل ہنسی دبا کر بولا اور علیزے کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جو بیچاری اپنی یخنی بننے کا سن کر پیلی پڑ گئی تھی۔ اوپر سے بوڑھے نے بڑے سے ٹوکے کے ساتھ ٹھک ٹھک کر کے سبزیاں کاٹنی شروع کر دی تھیں جنہیں دیکھ کر علیزے کا تو حلق ہی سوکھ گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں ابھی تک سبزیوں کی ٹوکری میں ہی بیٹھے تھے۔ جیسے ہی بوڑھا کوئی ی سبزی اٹھاتا علیزے جلدی سے کھسک کر حاتم کے ساتھ جڑ کے بیٹھ جاتی۔

کچھ دیر تو حاتم اسے دیکھتا رہا پھر شاید اسکی شکل دیکھ کر ترس آ گیا۔

یار کیوں گھبرا رہی ہو؟ تمہاری یخنی یقیناً مزے کی بنے گی۔

علیزے نے خونی نظروں سے اسے گھورا تو ہنس کر بولا

سوری یار میں تمہں تنگ کر رہا تھا تم تو سچ میں ڈر گ ئی۔

بوڑھے نے کہا ہے کہ وہ کل صبح تک ہمیں یہاں رکھے گا اور پھر کل اندھیرا چھٹتے ہی اس وادی کے باہر کنارے تک چھوڑ دے گا کیوں کہ ابھی شام ہونے والی ہے اور دیوذادوں کے اٹھنے کا وقت ہو رہا ہے

www.novelsclubb.com

ہم کسی بھی طرح ان سے چھپ نہیں پائیں گے سو ہمیں ان سبزیوں میں ہی رات گزارنی ہے کیوں کہ وہ لوگ سبزیاں نہیں کھاتے سو وہ ہمیں اس جگہ پہ چیک نہیں کریں گے۔

جیسے ہی حاتم نے بات ختم کی علیزے نے اسکو بالوں سے پکڑ لیا۔

سالے کتے کمینے تم نے میرا کتنا خون خشک کر دیا۔وہ اسے بالوں سے پکڑے پکڑے ہی جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔اور حاتم بیچارہ ہنستے ہنستے معافی مانگتے ہوئے اپنے بال اس خونخوار جنگلی بلی سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔

****

www.novelsclubb.com

علیزے ابھی حاتم کو جھنجھوڑ ہی رہی تھی کہ بوڑھے نے کچھ بول کر جلدی سے ایک لمبا سا کدو ان کے پاس ٹوکری میں رکھا اور ٹوکری کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

حاتم نے علیزے کو پکڑ کے اس بڑے سے کدو کے اندر دھکیلا جو ابھی بوڑھا اندر سے خالی کر کے ان کے پاس رکھ گیا تھا۔اور خود بھی اندر گھس گیا۔

علیزے کا تو دماغ ہی ماؤف ہو گیا تھا اس زمانے میں آ کر۔

کبھی پودوں میں چھپنا پڑ رہا تھا اور کبھی اس گیلے کدو میں۔

اسے انتہا درجے کی گھن آ رہی تھی مگر وہ چپ تھی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر یہاں سے صحیح سلامت واپس چلی گ ئی تو ایک بار اس حاتم کے بچے کا منہ ضرور توڑ دے گی۔

اتنے میں ایسے لگا جیسے کوئی ی غار میں آیا ہو اور بوڑھے پر برس رہا ہو۔

باہر سے باتیں کرنے کی اونچی اونچی آوازیں ایسے آ رہی تھیں جیسے کہ بادل گرج رہے ہوں۔اور ساتھ ہی اٹھا پٹخ کی آوازیں۔

علیزے توڈری ہوئی ی تھی ہی اب تو حاتم بھی ان آوازوں کو سن کر پریشان نظر آرہا تھا۔

دونوں دم سادھ کر بیٹھے تھے۔کچھ دیر میں ایک دم خاموشی چھاگ ئی۔وہ لوگ پھر بھی اس کدو کے اندر ہی چھپ کر بیٹھے رہے جب تک کہ اس بوڑھے نے خود کدو کو الٹ کر ان دونوں کو باہر نہیں گرادیا۔

بوڑھا بیچارہ زخمی تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے اس پر بہت تشدد کیا گیا ہو۔ مگر وہ مسکراتے ہوئے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر کچھ بولنے لگا۔

حاتم نے اس کی باتوں کا جواب دیا اور ساتھ نفی میں سر ہلا کر کچھ بولا

جس کے جواب میں بوڑھا شفیق سی مسکراہٹ کے ساتھ کچھ کہتا ہوا واپس پلٹ گیا۔

علیزے نے سوالیہ نظروں سے حاتم کی طرف دیکھا

دیوذادوں کو یہاں انسانوں کی موجودگی کا شک ہو گیا ہے۔وہ بوڑھے سے پوچھ رہا تھا کہ اس نے کہاں چھپایا ہے انسانوں کو۔

انہیں یہاں انسانی بو محسوس ہو رہی ہے۔اسے یقین ہے کہ بوڑھے کو انسانوں سے ہمدردی ہے اور وہ انسانوں کی مدد ضرور کرے گا۔

پھر تم نے بوڑھے سے کیا کہا؟

میں نے کہا کہ وہ ہمیں یہاں سے نکال دے ہم خود اپنا راستہ ڈھونڈھ لیں گے۔مگر اس نے انکار کر دیا

اوہ بوڑھا کتنا اچھا ہے بیچارے کو ہماری وجہ سے مار پڑ گئی۔

علیزے تاسف سے بولی

اتنے میں بوڑھا اپنی مٹھی میں سیب کی طرح کے پھل بھر کے لے آیا تھا اور ان کے آگے ڈھیر کر دی ئے۔

علیزے نے ایک پھل اٹھا کر اپنی شرٹ کے ساتھ رگڑ کر صاف کیا اور کھانے لگی۔اس وقت اتنی شدید بھوک لگی ہوئی تھی کہ اسے وہ پھل سیب سے بھی زیادہ شیریں لگا۔

پیٹ بھر کے کھانے کے بعد وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ کے آئندہ کے حالات کے بارے میں سوچنے لگے۔

حاتم کو اپنے گھر والوں سے ملنے کی جلدی تھی جبکہ علیزے اپنی دنیا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔اور ان دیوزادوں سے بچ کر نکلنے کی دعائیں کر رہی تھی۔

انہیں دوسرا دن تھا اس پھلوں کی ٹوکری میں۔دن کے وقت دیوزاد سو جاتے تھے اور رات میں جاگ کر کر شکار ڈھونڈتے تھے۔

پچھلی ساری رات ان لوگوں نے سبزیوں کی ٹوکری میں چھپ کر گزاری تھی۔اور اب صبح کا سورج طلوع ہو گیا تھا سو وہ لوگ بوڑھے کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آ کے انہیں وہاں سے نکالے۔

کچھ وقت کے بعد بوڑھا ان کے پاس آیا۔وہ بہت جلدی میں تھا۔اس نے دونوں کو اپنے چمڑے کے لباس کی جیب میں رکھ لیا اور سبزیوں کی خالی ٹوکری لے کر جلدی سے چل دیا۔

دوپہر ڈھلنے تک وہ لوگ سفر میں رہے۔علیزے تو بوڑھے کی جیب میں ہی لوٹنیاں کھاتی اور جھولتی ہوئی سو گئی تھی۔حاتم البتہ چوکنا رہا۔اس نے لوڈڈ گن چیک کر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ یہ دیوزاد اتنی آسانی سے اپنا شکار نہیں چھوڑتے سو کوئی نہ کوئی تو ضرور بوڑھے کی تاک میں ہو گا۔اسی لئے اس نے گن ہاتھ میں رکھ ہوئی تھی۔وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ اتنی چھوٹی سی گولیاں ان کی موٹی چمڑی پر اثر نہیں کریں گی۔

مگر وہ یہ سوچ کر مطمئن تھا کہ کم از کم اس کے دھماکے سے وہ دیوزاد کا دھیان تو بھٹکا ہی سکتا ہے۔

جبکہ وہ خود اتنا لمبا چوڑا مردان دیوزادوں کے آگے بونا لگ رہا تھا۔

جیسے ہی بوڑھے نے ان دونوں کو جنگل کے کنارے اتار کر جلدی وہاں سے جانے کو بولا انہیں اسی دم بوڑھے کے پیچھے دھمک محسوس ہوئی ی بوڑھے نے جلدی سے پکڑ کے دونوں کو گھنے درختوں کے بیچ رکھ دیا اور خود سائی یڈ بدل کر دکھاوا کرنے کو جھاڑیوں میں کچھ تلاش کرنے لگا۔

اتنے میں ایک کانا دیوزاد اس کے سر پر پہنچ گیا اور بوڑھے کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھا کر کچھ بولنے لگا۔ جبکہ بوڑھا نفی میں سر ہلاتا ہوا اس سے چھوٹنے کی کوشش کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

حاتم علیزے کو بتانے لگا کہ وہ دیوزاد بوڑھے سے انسانوں کے متعلق پوچھ رہا ہے کیونکہ اسے انسانی بو محسوس ہو رہی ہے۔

اتنے میں اس دیوزاد نے درختوں میں ہاتھ مار مار کر انہیں تلاش کرنا سروع کر دیا اور پھر واپس مڑ کر زمین پر گرے ہوئے بوڑھے کو لاتوں سے مارنے لگا۔ بوڑھا بیچارہ اپنے چہرے کے آگے بازو رکھ کر خود کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ دیکھ کر علیزے کے اندر کی مارشل آرٹسٹ جھٹکے سے بیدار ہو گئی۔ کچھ بھی تھا بوڑھا ان کی وجہ سے مار کھا رہا تھا۔

وہ حاتم کو بازو سے پرے دھکیلتی ہوئی درختوں سے باہر نکل گئی۔

اوئے کانے پہاڑ ادھر ہوں میں چھوڑ بابا جی کو ذلیل بھوت اور ہمت ہے تو مجھے پکڑ کے دکھا۔ وہ چیخ کر بولی۔

www.novelsclubb.com

مگر اس کے بولنے سے زیادہ انسانی بونے دیوزاد کو متوجہ کیا۔

وہ بوڑھے کو دھکا دے کر اس کی طرف بڑھا۔ مگر اتنے میں حاتم نے اس پر گولیاں چلانا شروع کر دی جس سے وہ بدک کر پیچھے مڑا۔

یہ دیکھ کر علیزے نے جلدی سے بیگ کھولا اور ہینڈ گرنیڈ نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔

گولیاں تو بس اس دیوزاد کیل ئی ے پٹاخے تھے مگر بم تو بم ہی ہوتا ہے نا پھر۔

وہ بھاگ کر بوڑھے کے پاس گ ئی اور اسے اشارے سے اوپر اٹھانے کو بولا۔

بوڑھا پتا نہیں اسکا اشارہ سمجھا کہ نہیں مگر اس نے اسے ہتھیلی پر اٹھا کے دیوزاد کے چہرے کی طرف کر دیا تھا۔

وہ جو حاتم کو پکڑنے کی کوشش میں چنگھاڑ رہا تھا۔جب اس نے بوڑھے کی ہتھیلی پر انسان کو دیکھا تو جلدی سے ہاتھ بڑھایا مگر بوڑھے نے اپنا ہاتھ پیچھے کر کے اسے کچھ بولا

www.novelsclubb.com

جسے سن کر اس دیوزاد نے آگے بڑھتے ہوئے اپنا بھاڑ جیسا منہ کھول دیا اور بس پھر علیزے میڈم کیل ئی ے اتنا موقع کافی تھا۔اس نے پن کھینچ کے اس کے گلے کے غار میں بم پھینک دیا۔

دیوزاد کو شکار کرنا بھول گیا وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا پکڑ کر ڈکراتا ہوا ایک طرف کو بھاگا اور پھر ایک ساتھ دو دھماکے ہوئے۔

بم اسکے گلے میں پھٹا اور اسکے سر کے چیتھڑے اڑ گئے۔اور وہ دھڑام سے گرا جسکی وجہ سے دھرتی کانپ گئی۔وہ لوگ بھی لڑھک کر ادھر ادھر گرے۔

حاتم اور علیزے بوڑھے کی طرف بھاگے جو زمین پر پڑا اکھڑی سانسیں لے رہا تھا۔علیزے کے تو دکھ سے آنکھوں میں آنسو آگئے۔

اس نے حاتم کے ذریعے بوڑھے کو ساتھ چلنے کا بولا

مگر اس نے انکار کر دیا۔اس کی بات بھی سچ تھی بھلے ظلم سہہ کر ہی سہی مگر وہ اپنے لوگوں میں ہی زندہ رہ سکتا تھا۔

ہر ذی روح کی جگہ اسکی اپنی دھرتی پر ہی ہوتی ہے۔قدرت کی بنائی ہوئی حدود میں ہی سب کی بقا ہے ورنہ تو سب فنا ہے۔

وہ لوگ وہاں سے نکل پڑے تھے حاتم کے اپنوں کی طرف۔

راستے میں پھل توڑ کے کھا کر دونوں نے کچھ دیر درختوں کے سائے میں آرام کیا اور دن ڈھلتے پھر سے چل دئے۔

حاتم بہت خوش تھا اور کسی پہاڑی دھن پر سیٹی بجاتا ہوا علیزے کا ہاتھ پکڑے چل رہا تھا۔

علیزے جو سارا دن دکھی رہی تھی بوڑھے کی حالت پہ

اب وہ بھی کسی قدر فریش ہو چکی تھی اور حاتم کا میوزک انجوائے کرتے ہوئے بچوں کی طرح اسکا ہاتھ جھلا کر چل رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

شام ڈھلنے والی تھی جب وہ لوگ حاتم کے علاقے میں پہنچے۔بہت ہی خوبصورت نظارہ تھا۔علیزے تو مبہوت ہو گئی۔چاروں طرف ہریالی چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے اور پھلوں سے لدے ہوئے درخت جن پر پھولوں کی بیلیں لٹک رہی

تھیں اور تتلیاں منڈلا رہی تھیں۔اور ان سب سے پیارا حاتم جو خوشی کے مارے بچوں کی طرح ٹیلوں پہ چڑھ چڑھ کے اونچی آواز میں کچھ بولتے ہوئے گول گول گھوم رہا تھا۔

کیا اس سے خوبصورت بھی کوئی نظارہ ہو سکتا ہے؟علیزے نے خود سے سرگوشی کی۔دل تو اسکا بھی چاہ رہا تھا حاتم کے ساتھ ان ٹیلوں پہ دوڑیں لگانے کو۔ مگر اس نے خود پہ کنٹرول کیا۔

حاتم خود ہی اس کے پاس واپس آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر ننگے پاؤں گھاس پر چلنے اور ساتھ جھوم جھوم کر گانے لگا۔علیزے تو آنکھیں پھاڑ کر اس ن ئے حاتم کو دیکھ رہی تھی جو اپنے زمانے میں آکر بالکل بچوں جیسا معصوم برتاؤ کر رہا تھا۔

وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ اپنے علاقے میں آکر یہ اتنا پر جوش ہے جب اپنے گھر والوں سے ملے گا تو کتنا جذباتی سین ہو گا۔

تھوڑی دیر گھاس پر چلنے کے بعد علیزے تو تھک کر بیٹھ گ ئی۔

حاتم اس کیل ئی ے آڑو جیسے دکھنے والے پھل توڑلا یا جن کا سائی ز تو ایک بڑے سائی ز کے آڑو جیسا تھا مگر ذائی قہ پکی ہوئی ی خو بانی جیسا تھا نہایت لذیز۔

دونوں نے پیٹ بھر کر پھل کھائے اور پھر سامان اٹھا کر آبادی سے ہٹ کر ایک طرف بنے پہاڑی ٹیلوں کی طرف چل دی ئی ے۔

ہم ادھر کیوں جا رہے ہیں تمہارا قبیلہ تو وہ ہے نا؟علیزے چلتے چلتے حیرت سے بولی

ہاں مگر ہم سب سے پہلے جو تشی جی سے ملیں گے جنہوں نے مجھے دوسری دنیا کا راستہ بتایا۔مجھے تم سے ملانے والے وہی ہیں۔وہ جذب سے بولا

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ایک بڑی سی غار میں داخل ہو رہے تھے۔

****

غار میں داخل ہوتے ہی حاتم کو وہاں کچھ غیر معمولی پن محسوس ہوا جبکہ علیزے اطمینان سے ادھر اُدھر دیکھتی ہوئی ی چلتی جا رہی تھی۔

اس نے چلتے چلتے ہی علیزے کا انڈیا سے چرایا ہوا چھوٹا سا رام پوری چاقو نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تاکہ اگر کوئی خطرہ ہو تو فوری کھول کر اپنا بچاؤ کیا جا سکے۔

ابھی وہ لوگ ٹھیک سے اندر داخل نہیں ہوئے تھے کہ ایک دس سالہ لڑکا ایک طرف سے بھاگتا ہوا آیا اور روتا چلاتا حاتم سے لپٹ گیا۔

علیزے تو ایکدم بوکھلا کر پیچھے ہٹی۔

حاتم نے بھی چاقو پھینک کر اس لڑکے کو بانہوں میں بھینچ لیا تھا۔اور اسے بے تحاشا چومنے لگا۔

اس لڑکے نے روتے روتے حاتم کو کچھ بتایا جسے سن کر حاتم نے اسے ایک جھٹکے سے خود سے الگ کیا اور نفی میں سر ہلا کر کچھ بولنے لگا۔اور پھر اس لڑکے کی بات سن کر دوبارہ اسے گلے سے لگا کر خود بھی خاموشی سے آنسو بہانے لگا۔

اتنے میں غار کے ایک کونے میں بنی چھوٹی سی راہداری سے ایک کمزور سا بوڑھا برآمد ہوا جس کے سر کے بال جھڑ چکے تھے جبکہ بھنویں سفید تھیں مگر اس عمر میں بھی بنا کسی سہارے کے چل رہا تھا۔

بوڑھے کے آتے ہی حاتم اس لڑکے کو ساتھ لگائے بوڑھے کی طرف لپکا اور اسکے گلے لگ گیا۔

وہ لوگ اونچا اونچا کچھ بول رہے تھے اور ساتھ آنسو بہا رہے تھے۔علیزے ہونق بنی باری باری سب کے چہروں کی طرف دیکھ رہی تھی۔اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ تینوں خوشی کے آنسو بہا رہے ہیں یا غم کے؟

www.novelsclubb.com

اسکی طرف تو کسی نے دیکھا تک نہیں تھا۔

وہ منہ بنا کے سب کو دیکھنے لگی جو تیز تیز باتیں کر رہے تھے۔حاتم بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا اور بوڑھا اسکے کندھے پہ ہاتھ پھیر کر نفی میں سر ہلا کے اسے منع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یوں لگ رہا تھا جیسے حاتم بہت غصے میں ہے اور کہیں جانا چاہتا ہے مگر وہ لوگ اسے جانے نہیں دینا چاہتے۔

اتنے میں بوڑھے کی نظر علیزے پہ پڑی اس نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر حاتم کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا۔

اور پھر جوش سے اٹھ کر تیزی سے علیزے کی طرف آیا۔اور وہ جو اس کی حرکتیں ملاحظہ کر رہی تھی ایک دم گھبرا کے پیچھے ہٹی۔

حاتم جلدی سے اٹھ کے اس کے پاس آیا اور بولا

گھبراؤ نہیں علیزے یہ جو تشی جی ہیں انہوں نے ہی مجھے مستقبل کی دنیا میں جانے کا راز بتایا تھا۔یہ تمہیں اپنی دنیا میں دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں۔

ہمم

وہ لب بھینچ کر بولی

بوڑھا اس کے ارد گرد گھوم کے واپس جا کے بیٹھ گیا تھا جبکہ وہ چھوٹا سا روئی ی ہوئی ی لال آنکھوں والا لڑکا دلچسپی سے علیزے کو ٹراؤ زر شرٹ میں ملبوس دیکھ کر اپنی آنکھوں کو مزید بڑا کر کے غور غور سے دیکھ رہا تھا۔

علیزے کو وہ کیوٹ سا ننھا لڑکا بہت پیارا لگا تھا۔اس نے آگے بڑھ کے اس کے گال پر چٹکی لی تو وہ حاتم کے پاس واپس بھاگ گیا۔

آؤ علیزے بیٹھ جاؤ۔حاتم نے اسے بلا کر اپنے ساتھ کسی جانور کی فر والی کھال پہ بٹھا لیا اور کسی غیر مرئی ی نقطے کو گھورتا ہوا بولا

میرے جانے کے کچھ دن بعد میرے ماں باپ اور دوسرے گھر والوں کو مار دیا گیا اور یہ میرا چھوٹا بھائی ی ہے جو گھر پہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔حاتم سرخ آنکھوں کے ساتھ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

ہاہ...علیزے نے بے اختیار ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے۔

کس نے مارا ان کو اور کیوں؟ تمہارے بابا تو قبیلے کے سردار تھے نا

وہ پریشان ہو کر بولی

ہاں اسی سرداری کیلئے میری غیر موجودگی میں میرے خود کے بچپن کے دوست نے ان کی جان لے لی اور میں دوسری دنیا میں عیش کرتا پھر رہا تھا۔

کتنے بے بس ہوں گے نا وہ اپنے آخری پل میں

کتنا یاد کیا ہو گا مجھے

وہ ضبط کی انتہا پہ تھا اور علیزے اس کے دکھ میں دکھی۔

www.novelsclubb.com

اب تم کیا کرو گے؟ وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دکھ سے بولی

میں انتقام لوں گا اپنوں کے خون کے ایک ایک قطرے کا۔

پھر بھلے میں چاند پہ بھی کیوں نا ہو آؤں رہوں گا میں جنگلی ہی۔ وہ غراتا ہوا بولا تھا

علیزے اسکی بات سن کر شرمندہ ہو گئی کیونکہ جنگلی تو وہی اسے بلاتی تھی۔

کچھ دیر غار میں خاموشی چھائی رہی پھر بوڑھے نے حاتم سے کچھ کہا اور وہ چونک کر علیزے کی طرف مڑا۔

معاف کرنا علیزے میں اپنی پریشانی میں بھول ہی گیا کہ تم بھوکی ہو۔

تم یہیں ٹھہرو میں بستی سے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔اور زرا وہاں کے حالات بھی دیکھ آؤں

ارے رکو تو۔۔۔علیزے جلدی سے بولی مگر

وہ اسکے روکتے روکتے تیزی سے باہر نکل گیا

حاتم کے جانے کے بعد علیزے خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ظاہر ہے وہ ان کی زبان تو جانتی نہیں تھی سو ادھر اُدھر دیکھ کر غار کا جائزہ لینے لگی۔

وہ دونوں بھی اسے دیکھ کر آپس میں کھسر پھسر کر رہے تھے اور جب وہ ان کی طرف دیکھتی تو جلدی سے دوسری طرف دیکھنے لگتے۔

حاتم کو گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔علیزے ہونقوں کی طرح اکیلی بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر باہر جاتی حاتم اندر آ گیا اس کے ہاتھوں میں کیلے کے بڑے بڑے پتوں میں کھانا تھا۔

بھنے ہوئے گوشت کی اشتہا انگیز خوشبو نے اسکی بھوک بڑھا دی تھی سو وہ فٹ سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

حاتم نے ان دونوں کو بھی بلا لیا تھا اور سب کھانے کیلئے بیٹھ گئے تو علیزے نے حاتم سے پوچھا

تم نے اتنی دیر کدھر لگا دی تھی؟ میں تو پریشان ہو گئی تھی

میں ایک دوست کی طرف گیا تھا وہاں اس کی مرغیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے خود بھون کر لایا ہوں کیونکہ مجھے پتا تھا تم سب سے پہلے یہی سوال کرو گی کہ یہ حلال ہے کہ نہیں؟

حاتم سادہ بھونی ہوئی مرغی کے ساتھ کوئی عجیب سی جڑی بوٹی اور چینی کے جیسا کوٹا ہوا پتھر لے کر آیا تھا۔

یہ بوٹی مرچوں والی ہے اور یہ نمک ہے۔اس پتھر کو ہم پہلے بس ایسے ہی چاٹا کرتے تھے اور ابھی مجھے اندازہ ہوا کہ یہ نمک ہے سو میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا کوٹ کر لے آیا ہوں تاکہ گوشت پھیکا نا لگے روٹی کا تو یہاں کوئی ی اتا پتا نہیں ہے کسی کو۔

سب ایسے ہی شکار کر کے گوشت بھون کر کھا لیتے سو تم بھی بس گوشت پہ ہی گزارہ کر لو۔

کوئی ی بات نہیں اتنے دن چپس اور پھر پھلوں پہ بھی تو گزارہ کیا ہے نہ یہ تو پھر بھی گوشت ہے۔

اور وہ گوشت تو واقعی ہی لذیز تھا علیزے بوٹی توڑ کر اس پر نمک چھڑک کر جڑی بوٹی کو اس پہ مل مل کر کھانے لگی۔

اس کی دیکھا دیکھی حاتم اور اسکا چھوٹا بھائی بھی ایسے ہی کھانے لگے۔ ساتھ ساتھ حاتم اسے کچھ بتاتا جا رہا تھا۔ وہ چھوٹا سا لڑکا بہت پر جوش ہو کر حاتم سے سوال پوچھ رہا تھا شاید دوسری دنیا کے بارے میں۔

علیزے کو اس معصوم بچے پر بہت ترس آیا۔ اس نے تو صرف ماں کے بغیر زندگی گزاری تھی وہ کمی بھی دادی نے پوری کر دی تھی۔ مگر اس بچے کے تو ماں باپ دونوں چھن گئے تھے۔

وہ بوجھل دل لیے جلدی ہی اٹھ گئی تھی۔

حاتم بھی کچھ دیر بعد اس کے پاس آیا اور اسے ایک قدرے صاف ستھرے کونے میں کھال بچھا کر آرام کرنے کو بولا

خود اس نے بولا کہ وہ ابھی اپنے بھائی کے ساتھ کچھ وقت گزارے گا۔

علیزے تو اتنی تھکی ہوئی تھی کہ لیٹتے ہی دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر سو گئی۔

اگلی صبح اسکی آنکھ کسی نامانوس شور سے کھلی

اٹھ کر دیکھا تو غار رنگ برنگے چھوٹے بڑے جنگلیوں سے بھرا پڑا تھا اور سب لوگ اسی کی طرف دیکھ کر کھسر پھسر کر رہے تھے۔

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گ ئی اور ان سب کو دیکھنے لگی۔ عورتوں نے تو منہ دوسری طرف پھیر لی ئے تھے مگر مرد اور بچے بڑے اشتیاق سے اسے اب بھی دیکھ رہے تھے۔

علیزے پہلے تو کنفیوز ہو گ ئی کہ اٹھ کے کدھر جائے مگر اٹھنا تو تھا۔ سو اٹھ کر غار کے دہانے کی طرف چل دی۔ اسے اپنے پیچھے حیرت بھری چہ مگوئیاں اور دبی دبی ہنسی سنائی دی مگر اگنور کر کے باہر نکل آئی۔

وہاں حاتم کل والے بوڑھے کے ساتھ ساتھ کچھ اور بوڑھوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ کر اٹھ کے اسکے پاس آ گیا۔

اسکی سرخ آنکھیں نیند نہ ملنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

علیزے کو اس پہ بے اختیار ترس آیا کہ بیچارے کو آتے ہی بری خبر سننے کو ملی۔ماں باپ کو آخری بار دیکھ بھی نہیں سکا۔

قدرت کے کاموں میں مداخلت اور چھیڑ چھاڑ کی سزا تو قدرت دیتی ہی ہے نہ۔

نہ اسے دوسری دنیائیں دیکھنے کا شوق ہوتا نہ اپنے ماں باپ کو کھوتا۔

مگر یہ بھی سچ تھا کہ یہ سب ایسے ہی لکھا گیا تھا۔

حاتم اس وقت خالص ہیرے جواہرات والے چمڑے کے فراک جیسے لبادے اور گھٹنوں تک آتے چمڑے کے ہی پاجامے اور جوتے میں ملبوس تھا۔سر پہ بیش قیمت رنگ برنگے ہیروں کا تاج تھا جو اسے سب میں ممتاز کر رہا تھا۔

علیزے کو وہ بالکل ہالی ووڈ کی فلموں کے یونانی دیوتاؤں جیسا لگا۔

علیزے تم ٹھیک ہو نا؟ وہ پاس آ کر بولا

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں

یہ اتنے سارے لوگ یہاں کیوں جمع ہیں؟

یہ میرے قبیلے کے لوگ ہیں جنہیں میرے بابا کا ساتھ دینے پر سخت سزائیں دے کر قبیلے سے نکال دیا گیا تھا۔جب انہیں میری واپسی کا پتا چلا تو سب لوگ جو ادھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے یہاں آ کے جمع ہو گئے ہیں۔

اب تم لوگ کیا کرو گے؟

ہم اپنوں کے خون کا بدلہ لیں گے اور اپنی سرداری اور قبیلہ ان غداروں سے واپس چھینیں گے۔ابھی ہم نے سب کو اسی لئے اکٹھا کیا ہے کہ ان میں سے جنگجو افراد کی الگ اور جاسوسوں کی الگ ٹیم بنا کر کام شروع کریں۔علیزے کے استفسار پر حاتم نے اسے تفصیل بتائی۔

کیا میں تمہارے ساتھ شامل ہو سکتی ہوں؟

ارے نہیں علیزے یہ جنگلی لوگ ہیں جو بنا سوچے سمجھے مارو یا مر جاؤ والے حساب سے لڑتے ہیں۔

میں تمہیں خطرے میں نہیں ڈال سکتا اور ویسے بھی ہمارے یہاں عورتیں نہیں لڑائی یوں پہ نکلتی۔ تم پلیز اسی غار میں تب تک کا وقت گزارو جب تک میں واپس نہیں آتا۔

میں نے اپنے چھوٹے بھائی ی کو سمجھا دیا ہے وہ تمہارے کھانے پینے کا خیال رکھے شا اور ایک مقامی لڑکی بھی تمہارے پاس رہے گی۔ تم اسکے ساتھ اشاروں میں تو بات کر ہی سکتی ہو۔

www.novelsclubb.com

نہیں میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ ہم گنز کا استعمال کر کے بنا تمہارے کسی ساتھی کی جان گنوائے تمہارے دشمنوں سے نپٹ سکتے ہیں۔

تھوڑے شش و پنج کے بعد حاتم مان گیا مگر اسی شرط پہ کہ وہ اسکے ساتھیوں کے بیچ میں رہے گی اور بہت ضرورت پڑنے پر ہی اسکے ساتھ شامل ہو گی۔ کیونکہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ بلاوجہ کا خون خرابہ ہو سوائے اس غدار کے جس نے اس کے اپنوں کو مارا وہ کسی کی جان نہیں لینا چاہتا تھا۔

مگر علیزے کے غصے کا اسے پتا تھا وہ بنا سوچے سمجھے خطرے میں کود پڑتی تھی۔اسی لیئے حاتم نے اس سے بلاضرورت لڑائی میں نہ کودنے کا وعدہ لیا تھا۔

سارا دن وہ لوگ اپنی تیاریوں میں لگے رہے۔حاتم نے ایک پیاری سی لڑکی علیزے کے ساتھ چھوڑ دی تھی جو اپنی زبان میں نہ جانے کیا باتیں کیئے جا رہی تھی اس سے۔مگر سچ تو یہ تھا کہ اس نے علیزے کو بور نہیں ہونے دیا۔

وہ دونوں قریبی جھرنے پہ بھی گئیں اور ایک چھوٹے سے باغیچے سے پھل توڑ کے کھاتے ہوئے وہ اپنی دنیا کو بالکل فراموش کر چکی تھی۔اسے یہ صاف ستھرا ماحول اور سردار حاتم کے دیس کی پیاری سی دلچسپ لڑکی بہت پسند آئی تھی۔

سارا دن غار سے باہر گزار کے شام کو علیزے اور وہ لڑکی واپس غار میں پہنچے تو وہ لوگ بس نکلنے والے تھے۔

علیزے کے استفسار پہ حاتم نے اسے بتایا کہ وہ لوگ اپنے جاسوسوں کا انتظار کر رہے ہیں جو سارے علاقے میں گھوم پھر کر ان کیلئے معلومات اکٹھی کرنے گئے ہوئے ہیں۔

رات ڈھلتے تک پانچ میں سے صرف دو لوگ لٹے پٹے حلیئے میں زخموں سے چور واپس آئے تھے۔

ان کے مطابق پوری بستی میں سخت پہرا لگا دیا گیا تھا اور حاتم کی واپسی کی خبر ان تک پہنچ چکی تھی سو مشکوک لوگ پکڑے گئے۔

ہم لوگ کیونکہ کافی مہینوں سے بستی سے باہر تھے سو پہچانے گئے۔

ہمیں اس غدار نقلی سردار کے پاس لے گئے جس نے اپنے ہاتھوں سے ہم پر ہنٹر برسائے اور یہ کہہ کر نیم مردہ کر کے بستی سے باہر پھینک گئے کہ حاتم کو بتا دینا اس کی سرداری اسکے باپ کے ساتھ ختم کر دی گئی تھی۔

اب گر یہاں آیا تو جیسے اسکے باپ کا سینہ چیر کر کلیجہ باہر نکالا تھا ویسے ہی اسکا حشر کیا جائے گا۔

ہم لوگ سارا دن گرتے پڑتے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے مگر

باقی تینوں تو زخموں کی تاب نہ لا کر راستے میں ہی مر گئے اور ہم دونوں بھی کسی طرح گھسٹ گھسٹ کر یہاں تک پہنچے ہیں۔

زخمی لڑکا بیچارہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔ حاتم نے سرخ آنکھوں کے ساتھ اسکی بات سن کر بستی کے وید کو ان دونوں کی مرہم پٹی کرنے کو بولا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس کی تعظیم میں باقی سارے لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ لوگ گروپ بنا کر وہاں سے چل دیئے۔

چونکہ دشمن کو ان کی آمد کی خبر پہلے سے تھی سو چھپنے کی ضرورت تو نہیں تھی ہاں مگر وہ لوگ اتنی جلدی حملہ کریں گے یہ اُن لوگوں نے نہیں سوچا ہو گا۔

اسی لی ئی ے جب وہ لوگ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد بستی کے قریب پہنچے تو وہاں بھگدڑ مچ گ ئی۔

پہرے پہ موجود جوانوں نے ذیادہ مزاحمت نہیں کی اور وہ لوگ بڑے اعتماد سے چلتے ہوئے بستی میں داخل ہو گ ئے۔

مگر علیزے کی چھٹی حس نے اسے کسی گڑ بڑ کا اشارہ دیا۔

وہ نامحسوس انداز میں سب سے پیچھے رہ گ ئی اور اپنے پاس موجود گن لوڈ کر کے قریبی درخت پہ چڑھ گ ئی۔

اور کچھ دیر میں وہی ہوا جسکا اسے ڈر تھا۔

ان لوگوں کیل ئی ے جال بچھایا گیا تھا

پہرے داروں نے اسی ل ئی ے کوئی ی مزاحمت نہیں کی کیونکہ انہیں بستی کے درمیان میں گھیرا جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

اچانک سے عجیب سا شور اٹھا اور چاروں طرف سے نیزے اور تیر کمان بردار جنگلی نکل نکل کر انہیں گھیرنے لگے۔

ان کے گرد دائی رہ بنا کر عین بستی کے درمیانی میدان میں حملہ کیا گیا تاکہ کوئی بھاگ نہ سکے۔

حاتم کے ساتھ تقریباً چالیس لوگ تھے مگر ان کو گھیرنے والے کسی طرح بھی ستر سے کم نہیں لگے علیزے کو۔

وہ دم سادھ کر دیکھنے لگی شروع میں حاتم نے ان سے کوئی بات کرنے کی کوشش کی مگر ان لوگس نے ان پر حملہ کر دیا۔حاتم کے ایک ایک ساتھی پر دو تین نے مل کر حملہ کر دیا۔پہلے تو وہ لوگ اپنا بچاؤ کر رہے تھے مگر جب ان کے کچھ ساتھی مارے گئے تو حاتم اشتعال میں آ گیا۔

اور پھر علیزے کی آنکھوں نے عجیب منظر دیکھا

حاتم نے اونچی دھاڑ کے ساتھ کوئی نعرہ لگایا اور بجلی کی طرح دونوں ہاتھوں میں نیزے پکڑے حملہ آور ہوا۔

علیزے سے تو آنکھ جمانا مشکل ہو گیا وہ ایک طرف والے پہ حملہ کرتا اور اسکے سینے میں نیزہ مار کے دوسرے کی گردن پہ وار کرتا اور نیزے واپس کھینچ کے بجلی کی تیزی سے دوسروں پہ پل پڑتا۔

اسکی دیکھا دیکھی اس کے ساتھیوں کے بھی حوصلے بڑھے اور وہ بھی جی جان سے لڑنے لگے۔اتنے میں علیزے کو قریبی جھونپڑی کی چھت پر ایک سایہ سا نظر آیا جو اندھیرے میں اتنا واضح نہیں تھا مگر اسکے ہاتھ میں تیر کمان دیکھ کر علیزے چوکنی ہو گئی اور پستول کا رخ اسکی طرف کر کے سیفٹی کیچ ہٹایا۔

اتنے میں اس آدمی نے تیر چلا دیا تھا جو حاتم کے کندھے پہ جا کے لگا یہ دیکھ کر علیزے کی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے۔

اس نے اس آدمی کی ٹانگ کا نشانہ لے کر گولی چلا دی۔

دھماکے کی آواز سے سب کے دل دہل گ ئے۔اور وہ آدمی منہ کے بل میدان میں جا گرا۔علیزے نے غصے میں چن چن کر حاتم کے مخالفوں پر گولیاں چلانا شروع کر دی۔

زخمی ہونے والے تو گر ہی رہے تھے گولیوں کے دھماکوں اور پستول سے نکلنے والے شعلوں نے انہیں سہما دیا تھا۔

دشمنوں کے ساتھ ساتھ حاتم کے ساتھی بھی ڈر کے مارے بھاگنے لگے اور وہاں پہ اودھم مچ گیا۔علیزے حاتم کے پاس گ ئی جو اپنے کندھے سے تیر کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

علیزے نے جا کے تیر اسکے کندھے سے کھینچا اور جارحانہ انداز میں جا کے اسی تیر مارنے والے کے بائیں کندھے پہ سامنے سے آر پار کر دیا۔

وہ جو گولی لگنے سے ادھ موا ہوا پڑا تھا چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔

حاتم اسکی طرف مڑا اور پاس آ کے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔اور پھر جھک کر اسکو بالوں سے پکڑ کر اٹھا کر چھوڑا تو وہ پھر سے حاتم کے قدموں میں گر گیا۔

باقی سارے لوگ بھی ان کے گرد اکٹھے ہو کر سجدے میں گر گ ئے تھے۔وہ لوگ دیوتاؤں کا کوئی ی کرشمہ سمجھ کر حاتم کو عقیدت اور علیزے کو ڈر سے دیکھ رہے تھے۔ساری بستی کے لوگ اکٹھے ہو گ ئے تھے۔

علیزے نے آگے بڑھ کے حاتم کا کندھا دیکھا جہاں سے بھل بھل خون بہہ رہا تھا۔اور اسکے چہرے سے تکلیف کے آثار نظر آ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

حاتم چلو واپس مجھے تمہاری حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تم جاؤ ان کتوں کو میں دیکھتی ہوں۔

نہیں علیزے میں انہیں اپنے ہاتھوں سے سزا دوں گا۔

تو صبح دینا سزا ابھی چلو پلیز میری بات مانو

اچھا ٹھیک ہے۔وہ کہتا ہوا مڑا اور اپنے ساتھیوں کو کوئی ی ہدایات دے کر خود علیزے کا ہاتھ پکڑ کر سردار کی جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔

اتنے میں بستی کا وید بھی اجازت لے کر اندر آ گیا اور اسکے ساتھ ہی حاتم کا بھائی ی۔

وید نے زخم دیکھ کر کچھ بتایا تو اسکا بھائی ی روتے ہوئے اس سے لپٹ گیا۔

علیزے کچھ تو سمجھ گ ئی تھی مگر پھر بھی حاتم سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔حاتم جو وید کے زخم صاف کرنے پہ لب بھینچے ہوئے تھا نفی کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

سچ بتاؤ مجھے۔وہ تیر زہر آلود تھا نا؟

حاتم نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا

تم نے کیسے اندازہ لگایا؟

وہ چھوڑو مجھے بتاؤ یہ کیا کہہ رہا ہے زخم کے متعلق؟وہ پریشانی سے بولی۔

کچھ نہیں ابھی پٹی کر دے گا صبح تک انتظار کرنا ہو گا ایک جڑی بوٹی ملتی ہے جنگل سے۔اسکا لیپ کرنا ہو گا ورنہ زہر پھیل جائے گا۔

تو اسکو بولوا بھی لے آئے میں ٹارچ لے کر ساتھ چلتی ہوں۔

صبح تک زہر پھیل جائے گا تو اسکا باپ علاج کرے گا پھر؟ وہ پھنکاری

کہو اسے کہ میرے ساتھ چلے ابھی یا پھر کسی کو بھجوائے اس بوٹی کی نشانی بتا کے۔

حاتم نے اس بوڑھے کو کچھ کہا۔اتنی دیر میں غار والا بوڑھا جو تشی بھی پہنچ گیا ان لوگوں نے آپس میں کوئی ی صلاح مشورہ کیا۔

حاتم نے علیزے سے ٹارچ لے کر ایک لڑکے کو جلا کے دکھائی ی پہلے تو وہ ڈر گیا مگر پھر سردار کے حکم پر ڈرتے ڈرتے اسے پکڑ کے جلایا اور جب دیکھا کہ اسے کچھ نہیں ہوا اس روشنی والی چیز سے تو خوشی خوشی جلاتا بجھاتا اسے لے کر باہر نکل گیا۔

حاتم بھی علیزے کو آرام کرنے کا بول کر علیزے کے منع کرنے کے باوجود باہر نکل گیا۔

علیزے تھوڑی دیر تو انتظار کرتی رہی اسکے واپس آنے کا مگر پھر بے خبر ہو کے سو گئی۔

صبح پرندوں کی آوازوں کے اتھ ساتھ انسانوں کی بھ ملی جلی آوازوں سے اٹھی اور فوراً باہر نکلی۔

وہاں میدان میں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی ی تھی۔علیزے آگے بڑھی تو لوگوں نے پیچھے ہٹ کے اسے راستہ دینا شروع کر دیا۔

وہ آگے بڑھی تو حاتم ایک تخت پر بیٹھا نظر آیا۔اسکے ساتھ اسکا بھائی ی اور پاس پتھروں کی کرسیوں پہ باقی بوڑھے ارد گرد بیٹھے تھے۔سامنے ہی ایک آدمی کی کٹی پھٹی لاش تھی جسے دیکھ کر علیزے کو ابکائی ی آگ ئی۔حاتم کے اشارے پہ دو لڑکے آگے بڑھے اور لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف لے گ ئے۔

علیزے کو حاتم نے اپنے پاس جگہ بنا کے بٹھایا۔وہ اس وقت ٹھیک لگ رہا تھا۔اپنے لوگوں کی باتوں کو سن کر ان کے جواب دے رہا تھا۔

رات کیسی گزری؟

وہ سب کی باتیں سن کر علیزے کی طرف مڑا

ہاں ٹھیک گزری۔تم سناؤ اب تو بہتر لگ رہے ہو۔

ہاں رات جو تشی جی نے بھی تمہاری بات کی تائید کی تھی کہ زہر کا علاج فوری ہونا چاہیئے۔

اسی وقت یہاں سے دو نوجوان جنگل گئے تھے اور بوٹی لے آئے تھے ایک پٹی رات کو ہوئی اور ایک صبح۔ابھی میں کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں۔

ہمم گڈ اب کیا کر رہے تھے؟

کچھ نہیں اس غدار کو عبرت ناک سزا دی ہے تاکہ دوبارہ کوئی ی سردار سے غداری کا سوچ بھی نہ سکے۔اسکے ساتھیوں کو بھی سزائیں دے کر قبیلے سے نکال دیا گیا ہے۔

اور اب میں ان میں سے کوئی ی سردار چنوں گا اور پھر ہم تمہاری دنیا میں چلے جائیں گے۔

میری نہیں ہماری

وہ اسکی تصحیح کر کے بولی تو وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

سارا دن حاتم کا مصروف گزرا اور علیزے اپنی اسی سہیلی کے ساتھ پوری بستی میں پھرتی رہی۔وہاں کے لوگ اس سے سہمے ہوئے تھے۔

وہ لوگ اسے کوئی ی دیوی سمجھ رہے تھے جس نے آگ کے دھماکے کر کے غداروں کو سزا دی تھی۔

اگلے دن دوپہر کے بعد حاتم علیزے اور اپنے بھائی کو لے کے چل دیا۔اس بار اسکے بیگ میں ہیرے جواہرات بھرے ہوئے تھے اور ساتھ اسکی فیملی تھی۔

پورا قبیلہ انہیں نم آنکھوں کے ساتھ صحرائے اعظم کے پاس چھوڑنے آیا تھا۔

شام ڈھلتے ہی وہ تینوں صحرا کے بگولوں میں گم ہونے کو چل دیئے۔اور ان کو دیکھتے ہوئے اور بھی بہت سے نوجوان دل چپکے سے دوسری دنیا میں جانے کو تیار تھے۔

ناول تمام شد

www.novelsclubb.com